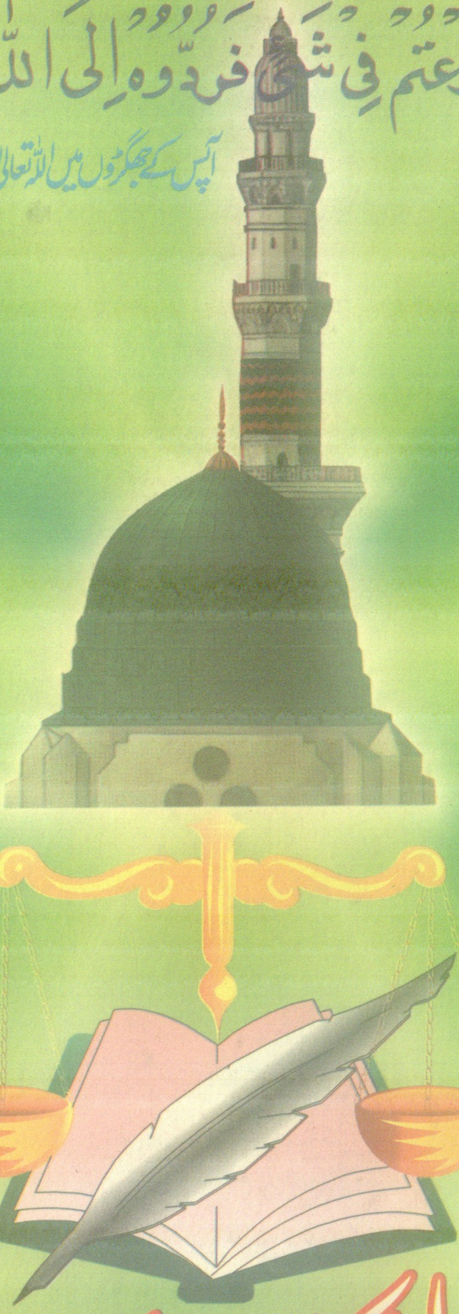
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

آپس کے جھگڑوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو



دربار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۱۲ فیصلے

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی لکھی ہوئی کتابیں

۱۔ صاحب کلی علم غیب ۲۔ حاکم کائنات (محمد رسول اللہ ﷺ)

۳۔ اصل الموجودات ۴۔ الزام شرک اور عشق مصطفےٰ ﷺ

۵۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش اور اختیارات مصطفےٰ ﷺ

۶۔ **سورتہ والضحیٰ** (محبوب ﷺ کو یکتا پایا اور تمام انسانیت کو آپ کے ذریعے ہدایت دی)

۷۔ **سورتہ عبس** (ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کا طرز گفتگو۔ بات کفار کے ایک سردار ولید بن مغیرہ سے متعلق ہے نہ کہ آقا ﷺ سے)

۸۔ **"لذنبک"** ذنب بمعنی گناہ کر کے رسول کریم ﷺ سے نسبت و اضافت کرنا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔ (جتنی چاہے تاویلیں کریں)

۹۔ **۴۲ سال کا شفیق ساتھی** نکاح خوان رسول ﷺ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ

ا۔ شہنشاہ ولایت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کا فرمان (میرا باپ تاریکی میں نور ہے)

ب۔ رسول اللہ ﷺ کے اولین نعت خوانوں میں سے (حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے)

۱۰۔ **دربار رسول اللہ ﷺ کے ۲۱۲ فیصلے** عدلیہ کے لئے صراط مستقیم

۱۱۔ **رسول کریم ﷺ "جادو زدہ" نہ تھے**

وقال الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا (الفرقان) ۸/۲۵

(جادو زدہ ہونے کا عقیدہ کفار و مشرکین کا تھا نہ کہ مسلمان کا)

نبی کریم ﷺ پر جادو اثر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ نقلاً" ۔ عقلاً" اور قرآن مجید کے اعجاز کے خلاف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تو فرعون کے جادوگروں کا جادو نہ چلے (جب وہ سوئے ہوئے تھے) عصا پہرہ دے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء کرام کے شہنشاہ پر چند سکوں کا محتاج ایک یہودی جادو کر کے ایسی حالت کر دے جو خلاف عقل منصب رسالت کی توہین اور ناقابل قبول ہے۔ ایسی روایت فرسودہ اور مردود ہے۔

مندرجہ بالا تمام کتب حاصل کرنے کے لئے ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ فی کتاب اور بذریعہ رجسٹری ۱۰ روپے کے اضافی ٹکٹ ارسال کریں۔

Address:-

P. O. Box No. 11050 L.C.C.H.S Lahore Cantt. 54792

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی زیر طبع کتب

۱۔ **امیر الاشجعین** (محمد ﷺ کی حربی قیادت اور ذاتی شجاعت)

۲۔ محمد رسول اللہ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا) کب؟

۳۔ شہنشاہ ولایت مولائے کائنات مولا علی ؓ (قرآن ناطق اور شیر خدا)

ا۔ مکمل اسلام مکمل کفر سے لڑنے جا رہا ہے (فرمان نبوی)

ب۔ انا نقطہ تحت البا (بسم اللہ کی ب کا نقطہ میں ہوں) قول علی ؓ

۴۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (فرمان نبوی ﷺ) معراج انسانیت کا نقطہ اول۔

۵۔ اسلام کیسے پھیلا (غیر مسلموں کے اعتراض "اسلام بزور شمشیر پھیلا" کے جواب میں)

۶۔ اسلامی جنگیں (جنگ بدر سے شہادت امام حسین ؓ تک)

۷۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ؟ (خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں)

۸۔ قرآن و سنت کی حاکمیت (مغربی جمہوریت ہر کرپشن کو جنم دیتی ہے)

۹۔ **جاؤک** قرآن پاک سے اس شعر کے حق میں دلائل

خدا جسے پکڑے چھڑاوے محمد ﷺ
محمد ﷺ کے پکڑے کو چھڑا کوئی نہیں سکتا

۱۰۔ لا الہ الا اللہ (سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کب؟

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر کا نظام (فرمان نبوی۔ واللہ معطی وانا قاسم)

۱۲۔ محب جل جلالہ اور محبوب ﷺ کی گفتگو (قرآن حکیم)

۱۳۔ جنت کہاں ہے؟ (دربار نبوی ﷺ میں ہیں ناں)
(ایک گستاخ رسول کی کتاب "آسمانی جنت اور درباری جہنم" کا جواب)

۱۴۔ اہل کتاب کون (آج صرف اہل قرآن مجید ہی اہل کتاب ہیں)

۱۵۔ حدیث تصویر فرمان نبوی ﷺ کی حکمتوں کی صحیح سمجھ (جدید تقاضوں کی روشنی میں)

دربارِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ۲۱۲ فیصلے

اِن فیصلوں کو نہ ماننے
والا کافر ہے

بندہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کرنل (ر) محمد انور مدنی

نام کتاب	------------	دربار محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیصلے
موضوع	------------	آقا ﷺ کا عدل و انصاف
تحریر	------------	بندہ رسول کرنل (ر) محمد انور مدنی
تعداد	------------	گیارہ سو
اشاعت اول	------------	ربیع الاول ۱۴۱۹ھ جولائی ۱۹۹۸ء
کمپوزنگ	------------	محمد آصف : فون نمبر ۴۴۹۵۱۴
ٹائیٹل	------------	
ھدیہ	------------	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ اسے راضی کریں۔

واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ (توبہ)

برکات بسم اللہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور چار ہزار خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور چار ہزار درجے بلند فرمائے گا (نزہتہ المجالس) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے سے ۷۶ ہزار نیکیوں کا ثواب ۷۶ ہزار گناہ معاف اور ۷۶ ہزار درجات کی بلندی سبحان اللہ! میرے رب کریم کی عطا کے کیا کہنے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے جب کسی دل میں اتر جاتی ہے، گھر کر لیتی ہے۔ پھر اس میں کسی اور شے کی نہ گنجائش رہتی ہے نہ ضرورت جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے اسی میں جمال اسی میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی، عزت بھی ہے منزلت بھی، قوت بھی ہے جبروت بھی۔ بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے ابلا کرتے ہیں اور اللہ کریم کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے جب یہ نازل ہوئی تو شیطان نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، برکت ہو گی۔ جس بیمار پہ پڑھا جائے گا شفا ہو گی۔ جو اسے پڑھے گا جنت نصیب ہو گی۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبین

والحمد للہ رب العالمین

روئے سخن

۱۔ موجودہ دور بے دینی اور بدعقیدگی کا دور ہے وہ اس لئے کہ قیامت نزدیک ہے صاحب کلی علم غیب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ایسے فتنوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ناانصافی ہے۔ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور اس نے انصاف کو تقوے کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ انسان کی پیدائش سے ہی جرم و گناہ بھی شروع ہو گئے تھے۔ انسانی معاشرے کو جنت نظیر بنانے کے لئے لازم ہے کہ اس معاشرے میں عدل ہو۔ کیونکہ عدل کے بغیر انسان کا وجود خطرے میں ہے۔ فرمان مولائے کائنات رضی اللہ عنہ ہے کہ کفر کا معاشرہ تو کچھ دیر رہ سکتا ہے لیکن ظلم کا معاشرہ ختم ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ عدل کا متضاد ظلم ہے۔

۲۔ آقا ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ "قوموں کی عداوت تمہیں اس بات پر مجبور نہ کر دے کہ تم ناانصافی کرو۔" آپ ﷺ کی بارگاہ مبارک میں ایسے مقدمات بھی آئے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے حق میں (Merit) کی بنیاد پر فیصلہ دیا۔ جس سے غیر مسلم انگشت بدنداں رہ جاتے تھے اور بعض تو آپ ﷺ کا عدل و انصاف دیکھ کر ہی اسلام لے آئے۔

۳۔ خلفاء راشدین کے اپنے ادوار میں ایسے واقعات آئے کہ انہیں بنفس نفیس خود قاضی کی عدالت میں مدعا علیہ کے طور پر پیش ہونا پڑا اور قاضی نے ان کے خلاف فیصلے دیئے۔ میرا مطلب سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور مولائے

کائنات مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ پھر ان عظیم ہستیوں نے قاضی کے ان فیصلوں پر عملدر آمد کر کے ایسی مثالیں قائم کیں کہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بن گئیں۔

۴۔ ہمارے ملک میں انگریز صاحب بہادر کو گئے ہوئے پچاس سال گزر گئے ہیں لیکن اس کا کالا قانون اب بھی ہمارے گلے کا طوق بنا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف مقدمات کے انبار لگے ہوئے ہیں جو جتنی تعداد میں ختم ہوں اس سے بڑھ کر اور پیدا ہو جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ انگریز کے قانون میں ظلم ہے انصاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انصاف یہ کہتا ہے کہ "جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت" لیکن انگریز کے قانون میں ملزم کو جب مجرم بن جانے کی وجہ سے سزا ملے تو اسے بے دین ادارے "حقوق انسانی کے خلاف" والی باتیں قرار دے دیتے ہیں اور یہیں سے ظلم کو تقویت پہنچتی ہے۔ سعودی عرب میں دنیا کے ممالک کے حوالے سے سب سے کم جرم سرزد ہوتے ہیں وہ اس لئے کہ وہاں جرم کی سزا قرآن حکیم (جو کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے) کے مطابق ملتی ہے۔

۵۔ بندہ نے قرآن احکامات کی روشنی میں "عدل و انصاف کیا ہے" کی تفصیل درج کی ہے اور اس کے ساتھ زن۔ زر اور زمین سے متعلقہ مقدمات جو کہ آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوئے اور ان پر جو فیصلے صادر ہوئے جن کی کل تعداد ۲۱۲ بنتی ہے وہ بھی پیش کئے ہیں۔ یاد رہے آپ ﷺ کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں۔

۶۔ انگریز کا ہی یہ محاورہ ہے۔ "انصاف میں تاخیر کا مطلب انصاف کا نہ ملنا ہے۔" "Justice Delayed is Justice Denied" انگریز کے کالے قانون میں سالہا سال تک کی دیر ہو جاتی ہے۔ متعلقہ لوگ اس واقعے کو بھول جاتے ہیں۔ پھر جرائم کی سزائیں غیر فطری ہیں جو انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتیں اور اسی وجہ سے جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس

اللہ تعالیٰ کا قانون انصاف مہیا کرتا ہے۔ جو کہ انسانی معاشرے کی خوشحالی کی بنیاد ہے۔

۷۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ لاکھوں قربانیاں دے کر یہ ملک اسی لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں قرآن و سنت کا نفاذ ہو۔ لوگ اپنی زندگی اسلامی طریقے سے بسر کریں۔ عدل کا بول بالا ہو۔ انسانیت کی تکریم ہو۔ اقتصادی تضاد بہت کم ہو حلال و حرام کی پہچان ہو۔ پورا ملک نبی کریم ﷺ کی محبت کا گہوارہ ہو۔ کاش ہمارے ملک میں بھی قرآن حکیم کی روشنی میں دربار رسول ﷺ کے فیصلوں کے حوالوں سے عدل و انصاف ہو اور دربار رسول ﷺ کے فیصلے عدلیہ کے لئے مشعل راہ اور استھاریٹی ہوں۔

۸۔ آیئے! سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صاحب اقتدار لوگوں کو ہمت و توفیق دے کہ ہمارے ملک میں قرآن و سنت کے متعلق قوانین رائج کریں اور اپنی آخرت کے لئے توشہ بنائیں۔ کیونکہ قیامت کے روز صاحب اقتدار لوگوں کا حساب کتاب کافی سخت ہو گا۔ پل صراط پر اس سوال کا جواب دینا کیسا ہو گا جب پوچھا جائے گا کہ تمہیں زمین میں اقتدار ملا تو کیا تم نے قرآن و سنت کے مطابق احکامات دیئے اور ملک کو قرآن و سنت کے مطابق چلایا۔ صدر مملکت یہ کہہ کر جان نہ چھڑا سکیں گے کہ ان کے تو آئین میں اختیارات ہی نہ تھے۔ تو پھر جن کے اختیارات تھے وہ کیا جواب دیں گے؟

فقط مخلص

بندہ رسول کریم ﷺ

کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی

حصہ اول

اللہ تعالیٰ کے فرامین۔ عدل کے متعلق

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی طرف اپنے انبیاء علیہم السلام بھیجے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا پیغام پہنچایا۔ ان میں عدل و انصاف کے متعلق بھی واضح احکامات تھے کیونکہ عدل کے بغیر انسانی معاشرے کا پنپنا بہت مشکل ہے۔ اسی بنا پر قیامت کے دن جب دوبارہ زندہ ہوں گے تو پھر عدل کی ترازوئیں قائم کی جائیں گی اور انسانوں کا حساب کتاب ہو گا اور نیکی کرنے پر اجر ملے گا اور برائیوں کی سزائیں ملیں گی۔ یہ سب کچھ عدل کی بنیاد پر ہو گا۔ قرآن حکیم میں متعدد آیات کا ذکر ہے جن میں سے چند ایک حاضر خدمت ہیں۔

عدل کے پیمانے

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والا نف بالانف ولاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون (المائدہ)

ترجمہ :۔ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے۔ وہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے ان پر اس میں واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کروا دے تو وہ اس کا گناہ اتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

۲۔ ناانصافی فسق بھی ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون (۵/۴۷ المائدہ)

ترجمہ :۔ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

۳۔ قوموں کی عداوت ناانصافی پر مجبور نہ کر دے۔ یایھا الذین امنو اکونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجر منکم شنان قوم علی الاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی (۵ر۸ المائدہ)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کرو۔ وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔

۴۔ رسول اللہ کی اطاعت بحکم الٰہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (۴ر۶۴ النسا)

ترجمہ :۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں زندگی کے تمام شعبے آجاتے ہیں اور عدل کے مضمون کی رو سے اس میں رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس میں کئے گئے فیصلے بھی آجاتے ہیں جنہیں ماننا عین ایمان ہے اور نہ ماننا کفر ہے کیونکہ نہ ماننے کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ ﷺ کی رسالت پہ ایمان نہیں لایا۔

ب۔ فرمان الٰہی ہے۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھو (۵۹ر۸ الحشر)

ترجمہ :۔ اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

رسول کریم ﷺ کی عطاؤں میں آپ ﷺ کے فیصلے بھی آجاتے ہیں چنانچہ لازم ہے کہ آپ ﷺ کے فیصلوں کو مانا جائے کیونکہ وہ سراسر عدل ہے۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ فرمان الٰہی ہے۔ یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول (۴ر۵۹ النسا)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

تشریح :۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اٹل ہے اور تاقیامت ہے وہ یہ کہ اپنے جھگڑوں میں رسول اللہ ﷺ کے کئے ہوئے فیصلوں کو مدنظر رکھو بلکہ اپنے تمام جھگڑے نپٹانے کے لئے رسول کریم ﷺ کے فیصلوں کو بنیاد بناؤ۔ تاکہ تمہارے جھگڑوں میں عدل و انصاف کے مطابق فیصلے ہوں۔

۶۔ مومن کی نشانی۔ فرمان الٰہی ہے۔ انما کان قول المومنین اذا دعو الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولئک ھم المفلحون (۲۴ر۵۱ النور)

ترجمہ :۔ مومنوں کی بات تو یہ ہے کہ جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

۷۔ محبوب ﷺ سے خطاب۔ انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ (۴ر۱۰۵ نساء)

ترجمہ :۔ یا محبوب بے شک ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری کہ آپ لوگوں میں فیصلہ کرو۔ جس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ دکھائے۔

تشریح :۔ ا۔ علم یقینی کو قوت ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے جو اللہ نے مجھے دکھایا اور اس پر میں نے فیصلہ کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا۔

ب۔ آپ ﷺ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ ﷺ کے پیش نظر کر دیئے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی ہے۔

ت۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں قیامت تک کے حالات کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے

میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں (کانما انظر الی کفی ھذہ)

۸۔ اختیارات محبوب ﷺ فرمان الٰہی ہے۔ فان جاءوک فاحکم بینھم او اعرض عنھم

ترجمہ :۔ تو اگر آپ کے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو۔

تشریح :۔ یہ آیت یہود خیبر کے لوگوں کے متعلق ہے جہاں ایک بیاہے مرد اور بیاہی عورت نے زنا کیا اس کی سزا توریت میں سنگسار کرنا تھی یہ انہیں گوارا نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ حضور ﷺ سے کرائیں۔ چنانچہ ان دونوں (مجرموں) کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور حد کا حکم دیں تو مان لینا اور سنگسار کا حکم دیں تو مت ماننا۔ وہ لوگ یہود بنی قریظہ اور بنی نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور ﷺ کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی صلح بھی ہے ان کی سفارش سے کام بن جائے گا۔ چنانچہ سردار یہود میں سے کعب بن اشرف بن اسد و سعید بن عمرو و مالک بن صیف و کنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ انہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا کیا میرا فیصلہ مانو گے انہوں نے اقرار کیا۔ آیت رجم نازل ہوئی اور سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہود نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا ایک چشم فدک کا باشندہ ابن صوریا نامی ہے۔ تم اس کو جانتے ہو۔ کہنے لگے ہاں۔ فرمایا وہ کیسا آدمی ہے کہنے لگے کہ آج روئے سخن زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں توریت کا یکتا ماہر ہے فرمایا اس کو بلاؤ۔ چنانچہ بلایا گیا۔ جب وہ حاضر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا تو ابن صوریا ہے اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا یہود میں سب سے بڑا عالم تو ہے۔ عرض کیا لوگ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہود سے فرمایا اس معاملہ میں اس کی بات مانو گے۔ سب نے اقرار کیا۔ تب حضور ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے

حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا۔ تمہارے لئے دریا میں راہیں بنائیں۔ تمہیں نجات دی۔ فرعونیوں کو غرق کیا۔ تمہارے لئے ابر کو سایہ بان بنایا۔ من وسلویٰ نازل فرمایا۔ اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال و حرام کا بیان ہے۔ کیا تمہاری کتاب میں بیا ہے مرد و عورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ ابن صوریا نے عرض کیا بے شک ہے۔ اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا۔ عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا اور جھوٹ بھول دیتا۔ مگر یہ فرمایئے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ فرمایا عادل و شاہدوں کی گواہی سے زنا بصراحت ثابت ہو جائے تو سنگسار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ابن صوریا نے عرض کیا بخدا ایسا ہی توریت میں ہے پھر حضور ﷺ نے ابن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکم الٰہی میں تبدیلی کس طرح واقع ہوئی۔ اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ کسی امیر زادے کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے۔ اس طرز عمل سے امراء میں زنا کی بہت کثرت ہو گئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اسے سنگسار کرنا چاہا۔ اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار نہ کیا جائے۔ تب ہم نے جمع ہو کر غریب امیر سب کے لئے سنگسار کرنے کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا منہ بیٹھا کر گشت کرائی جائے۔ یہ سن کر یہود بہت بگڑے اور ابن صوریا سے کہنے لگے تو نے حضرت کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی۔ تو اس کا مستحق نہیں۔ ابن صوریا نے کہا کہ حضور نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کو خبر نہ دیتا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو سنگسار کیا گیا۔

یہود کا وطیرہ

اہل یہود میں یہ بات کثرت سے تھی کہ رشوتیں لے کر حرام کو حلال اور احکام شرع کو بدل دیتے تھے۔ ان کے مذہبی رہنما کعب بن اشرف میں تو یہ خصوصیت عام تھی۔ جاننا چاہئے کہ رشوت کا لینا دینا دونوں حرام ہیں حدیث شریف میں رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت آئی ہے۔

قرآن حکیم نے تو یہودیوں کے مولوی کعب بن اشرف کو شیطان قرار دیا ہے۔ مقدمہ جو کہ ایک یہودی اور منافق کے متعلق تھا اس کی تفصیل تو اگلے صفحات میں آئے گی۔ لیکن جب اس بشر نامی منافق نے ضد کی کہ اسے یہودی مولوی کعب بن اشرف کے پاس لے چلتے ہیں (اور دوسرا فریق جو کہ خود یہودی تھا بضد تھا کہ اسے مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ کے دربار میں لے جایا جائے) اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت (۶۰/۴) پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں۔ (النساء)

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن اشرف کو شیطان کے لقب سے نوازا۔ وہ صرف اس لئے کہ وہ رشوتیں لے کر مقدمات کا فیصلہ اور فتوے ان کے حق میں کر دیتا تھا۔ امراء کو چھوڑ دیتا تھا کیونکہ وہ رشوت دے دیتے تھے اور غریب لوگ جو رشوت دینے کے قابل نہ ہوتے تھے۔ ان کو باندھ دیتا تھا۔ اس رویے اور وطیرے کو ظلم کے نام سے پکارتے ہیں۔ آج کل بھی یورپ و امریکہ اور دیگر غیر مسلم معاشرے پر نظر ڈالیں تو ظلم ہی ظلم نظر آئے گا وہ اس لئے کہ انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین لاگو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کو پرے پھینک دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین میں کمزوریاں تو ہوں گی اور یہی جڑ ہے ظلم کی بنیاد کی۔

رسول اللہ ﷺ کی عدالت

۱۔ **منصب رسالت کے عدل کے تقاضے :۔** ہمارے آقا ﷺ کا منصب کیا ہے؟ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم خلیفہ اعظم (VICEROY) ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور اقدس کی تخلیق کر کے محمد رسول اللہ کہہ کر آپ ﷺ کو نام کے ساتھ ساتھ اس عظیم ترین اعزاز رسالت سے نوازا جو صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس کے لئے مختص ہے۔ اعزاز رسالت کے ساتھ پھر تمام اوصاف رسالت بھی عطا ہو گئے (احتیاط رہے کہ اعزاز رسالت کے ساتھ عطا ہونے والے اوصاف حمیدہ کی نفی نہ کریں۔ ایمان خطرے میں پڑ جائے گا) جس میں اختیارات علم مبارک اور عدل کرنا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہے یعنی کہ نہ اس ہاتھ پاؤں نہ منہ وغیرہ (اگر ایسا ہو تو پھر وہ اللہ تعالیٰ نہیں ہے) اس لئے آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے آپ ﷺ کا منہ مبارک اللہ تعالیٰ کا منہ مبارک ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی) چنانچہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جو کہ ہادی اعظم ہیں تمام انسانیت کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی عادل ہے اور آپ ﷺ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

۲۔ پچھلے اوراق میں قرآن حکیم کی آیات مبارکہ پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ عدل و انصاف اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی اہم چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں عقل دے کر بھیجا اور پھر اپنے اعمال میں بااختیار بنا دیا کہ چاہے تو اچھا راستہ اختیار کرے یا برا۔ اس میں اسے اختیار ہے۔ لیکن انسان چونکہ عادل نہیں اس لئے اس دنیا کے نظام کے اختتام پر جب دوبارہ روز قیامت سب کو حشر کے میدان میں حاضر کیا جائے گا تو پھر یہ دن اللہ تعالیٰ کا ہو گا۔ یہ دن بدلے کا ہو گا اس دن حساب ہو گا ان اعمال کا جو تم نے دنیاوی زندگی میں کئے' اور اپنے اختیارات اور مرضی کو استعمال کرتے ہوئے کئے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے ونضع

الموازین القسط لیوم القیامه فلاتظلم نفس شیئا (ر ۷ ۴ الانبیاء)

ترجمہ :۔ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

چنانچہ قیامت کا دن تو ہے ہی عدل و انصاف کا دن اس دن لوگوں کو اس دنیا میں کئے ہوئے ظلم کی سزا ملے گی اور جس پر اس دنیا مین ناحق ظلم کئے گئے ان کو اس کا اجر ملے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نظام عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

ہمارے آقا ﷺ نے تمام انسانیت کو اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچائے ہیں اور آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہیں۔ قران حکیم تو آپ ﷺ کی شان اقدس میں ایک قصیدہ ہے۔ اسی بنا پر ظاہری طور پر اس دنیا میں آپ ﷺ ہی سب سے بڑے عادل و منصف ہیں اگلے صفحات میں جب ہم انسانی مقدمات کی تفصیل پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ اتنے پیچیدہ مقدمات میں ہمارے آقا ﷺ نے قرآن حکیم کی روشنی میں کتنے نادر فیصلے سنائے اور یہ فیصلے اب تک تمام انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں اسلامی معاشرہ ایک جنت نظیر معاشرہ ہوتا ہے وہ صرف اس لئے کہ اس میں عدل و انصاف کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ یہود و نصاری کے معاشروں میں آج کل اور اس سے پہلے بھی ظلم نمایاں نظر آتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ ظلم رنگ و نسل کی وجہ سے ظلم وغیرہ وغیرہ اس لئے ہے کہ وہاں عدل و انصاف کو چھوڑ کر اپنی مصلحتوں کے مطابق قانون وضع کر لئے گئے ہیں۔

رسول کریم کا فیصلہ (حکم) اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے

قضی کے معنی فیصلہ کرنا' نافذ کرنا' قضی و قضا کے معنی قسمت یا مقدر کے بھی ہیں (یعنی FATE اور DESTINY)

فرمان الٰہی ہے۔ وما کان لمو من ولا مومنه اذا قضی اللّٰه ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللّٰه ورسوله فقد ضل ضلٰلا مبینا (۳۳/۳۶ الاحزاب)

ترجمہ :۔ اور نہ کسی مومن مرد اور نہ مومن عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم (فیصلہ) فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار ہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

تشریح :۔ اللہ تعالیٰ اس آیہ مبارکہ میں صاف طور پر فرما دیا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کا حکم یا فیصلہ میرا ہی حکم و فیصلہ ہے۔ بلکہ یہی تمہارے مقدر میں ہے یہی تمہاری قسمت ہے اس لئے تمہیں اس کو نہ ماننے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یعنی تمہارے لئے اس فیصلے اور حکم کو ماننا لازم ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو نہ ماننا اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی نافرمانی قرار دیا ہے اور جو ایسا کرے وہ صریح گمراہی میں ہو گا۔

نکتہ :۔ منصب رسالت (POST) کی یہ POWERS ہیں یعنی آپ ﷺ مظہر ربوبیت ہیں اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہو گئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے نہیں چھوڑنا اور اسے گمراہی (ضلالت) کی وجہ سے جہنم میں پھینک دینا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے نہ ماننے والا مومن نہیں بلکہ منافق و کافر ہے

فرمان الٰہی ہے۔ فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدو فی انفسھم حرجا مماقضیت و یسلموا تسلیما (ر۴۵ نساء)

ترجمہ :۔ یا حبیب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ آپ حکم فرما دو۔ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت

ایمان کے لئے مشروط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آقا ﷺ جو کہ احکم الحاکمین کے بھیجے ہوئے حاکم کائنات ہیں اور آپ ﷺ کے فیصلوں کو ماننا ہی ایمان ہے اور جو ان فیصلوں کو نہ مانے تو گویا اس نے آپ ﷺ کی رسالت سے انکار کیا ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے۔ فیصلہ کیسا بھی ہو اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے کیونکہ دل ہی فیصلہ مانتا یا نہ مانتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ایمان کا تعلق بھی دل ہی سے ہوتا ہے اس لئے مزید فرمان الٰہی ہے کہ آقا ﷺ کے فیصلوں کو دل سے بھی مانیں۔ یہ نہیں کہ بظاہر تو مان لیں لیکن دل میں اس کے خلاف سوچیں جب دل سے مان لیں گے تو پھر شیطانی وسوسے بھی ختم ہو جائیں گے اور ایمان پختہ ہو جائے گا اور دل کو قرار آ جائے گا۔

حاصل کلام :۔ آقا ﷺ حاکم کائنات ہیں اور آپ ﷺ کا فیصلہ ایمان کی شرط ہے اور نہ ماننے والا کافر ہے۔

باب النکاح

ارشاد سید الکونین ﷺ

۱۔ کسی بیوہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اور

۲۔ کسی کنواری کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر کرنا جائز نہیں۔

صحابہ نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ ﷺ! (کنواری) کی مرضی کا پتہ کیوں کر چلے گا۔

آپ نے فرمایا:۔ اس کا خاموش رہنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ (اس نکاح پر) راضی ہے۔

۲۔ صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الاکراہ ص ۱۰۷، ۱۰۸

(۱)

خنساء بنت خدام بیوہ تھی۔ اس کے باپ نے (اس کی اجازت یا مرضی پوچھے بغیر) اس کا نکاح کر دیا۔ وہ اس نکاح پر رضامند نہیں تھی۔ اس لئے وہ جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے مجھ سے پوچھے بغیر میرا نکاح کر دیا ہے (اور یہ نکاح مجھے منظور نہیں)

آپ نے (اس وجہ سے) یہ نکاح فسخ کر دیا۔

بخاری شریف جلد ۲ باب الاکراہ ص ۱۰۷

مشکوۃ ج ۲ ص ۱۷

(۲)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ کنواری لڑکی کا نکاح کرتے وقت اس کی مرضی معلوم کی جائے۔ اگر وہ سکوت اختیار کرے تو اسے اس کی رضا پر محمول کیا جائے لیکن اگر وہ (اس نکاح سے) انکار کر دے۔ تو اس پر جبر کرنے کا کوئی جواز

نہیں۔

ابوداؤد۔ نسائی / مشکوۃ جلد ۲ ص ۷۲

(۳)

ایک شخص نے اپنی کنواری بیٹی کی شادی ایک شخص سے کر دی۔ حالاں کہ اس کی بیٹی کو اس شخص سے کراہت تھی۔ چنانچہ وہ لڑکی جناب سیدالکونین کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنا حال عرض کیا۔

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا

تجھے اختیار ہے، چاہے تو (نکاح) فسخ کر دے، چاہے تو باقی رہنے دے۔

راوی : ابن عباس

مشکوۃ جلد ۲ ص ۷۲

سنن ابوداؤد

(۴)

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا :۔

"کوئی مرد نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے۔"

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

یارسول اللہ ﷺ! میری عورت حج کے لئے جا رہی ہے (لیکن میں اس کے ہمراہ نہیں جا سکتا کیونکہ) مجھے تو فلاں فلاں غزوہ کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ (آپ ﷺ کا اس بارے میں کیا فرمان ہے؟)

جناب سیدالکونین نے فرمایا :۔ تو واپس چلا جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۸۶۰

(۵)

عقبہ کا بیان ہے :۔
میں نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ تو ایک سیاہ رنگ کی عورت آئی اور کہنے لگی۔
(یہ نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ) میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے میں نے اس عورت کی یہ بات سنی تو جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا۔
یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو (ہمارے ہاں) فلاں سیاہ رنگ کی عورت آن پہنچی۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے ہم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے۔ لیکن حضور ﷺ' وہ سراسر جھوٹ بولتی ہے۔
جب میں نے یہ الفاظ کہے حضور ﷺ نے (ناگواری سے) منہ پھیر لیا۔ میں اسی طرف گیا۔ جس طرف حضور ﷺ کا رخ انور تھا اور دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ عورت جھوٹی ہے۔
اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا۔
"(تعجب ہے) کہ جب دودھ پلانے والی خود اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ تو تم کس طرح اس عورت (رضاعی بہن) کو بیوی بنا سکتے ہو۔" (یعنی وہ تمہارے لئے حلال نہیں)
اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ :۔
"اس عورت سے الگ ہو جاؤ۔"
صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۷۷۸-۷۷۹

(۶)

جناب سید الکونین ﷺ کے زمانے میں رفاعہ بن سموال قرظی نے اپنی بیوی تمیمہ بنت دھب کو تین طلاقیں دے دیں تو تمیمہ نے عبدالرحمان بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دوسرا نکاح کر لیا۔ اس نے بھی اس عورت (تمیمہ) کو الگ کر دیا۔

تب تمیمہ کے پہلے شوہر رفاعی قرظی نے اس کو پھر اپنے نکاح میں لانا چاہا۔
چنانچہ وہ جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی اس خواہش کا ذکر حضور ﷺ سے کیا۔

لیکن جناب ختمی مرتبت ﷺ نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا:۔
"اے رفاعہ! تیرے لئے وہ عورت اس وقت تک کیسے حلال ہو سکتی ہے۔
جب تک دوسرے خاوند سے اس کی خلوت صحیحہ نہ ہو۔"

۱۔ موطا امام مالک: کتاب النکاح ص ۳۸۲
۲۔ سنن نسائی جلد ۲ ص ۴۵۱
۳۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۵۲-۵۳

(۷)

ایک بار ایک کنواری عورت حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا:۔
"یارسول اللہ ﷺ! میرے والد نے میری شادی میرے چچازاد بھائی سے کر دی۔ حالانکہ اس نے اس سلسلے میں مجھ سے پوچھا تک نہیں اور نہ اذن لیا۔ اس شادی سے میرے چچازاد بھائی کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ وہ اپنی مالی حالت درست کرے (یعنی اسے کوئی دوسری رغبت نہیں تھی)

اب اس سلسلے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

اس معاملے میں میرا بھی کوئی حق یا اختیار ہے؟

رسول اللہ ﷺ! "ہاں۔ تمہیں (ہر طرح کا حق حاصل) ہے۔"

وہ دوشیزہ:۔ "یارسول اللہ ﷺ! اس بات کے کہنے سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ میں اپنے والد کے طے کئے ہوئے رشتے کو فسخ کروں یا توڑ دوں' میں تو صرف اتنا چاہتی ہوں کہ میری بہنیں جان لیں کہ انہیں (نکاح کے) سلسلے میں پورا پورا حق و اختیار حاصل ہے۔ (یعنی نکاح میں ان سے اجازت لینا ضروری امر ہے)

(۸)

ایک عورت جناب سید الکونین کے زمانے میں اسلام لے آئی۔ تو اس نے

دوسرا نکاح کرلیا حالاں کہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھی (اس کے سابق شوہر کو جب پتہ چلا) تو وہ حضور رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں بھی اسلام لے آیا ہوں اور یہ عورت میرے اسلام سے اچھی طرح واقف ہے۔ (میں اس کا خاوند ہوں) اس کے باوجود اس نے دوسری شادی رچالی ہے۔

یہ سن کر جناب رسالتماب ﷺ نے اس عورت کو دوسرے شوہر سے علیحدہ ہونے کا حکم دیا اور اسے پہلے شوہر کے حوالے کر دیا۔

سنن ابی داؤد

(۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسری عورت کا نکاح کر دے اور نہ ہی کسی عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنا نکاح خود کرے۔

اس کے باوجود اگر کوئی عورت اپنا نکاح خود (بغیر ولی کے) کرتی ہے تو وہ زنا کار ہے۔

راوی: ابو ہریرہ

ابن ماجہ جلد ۲

مشکوۃ ج ۲ ص ۷۲

(۱۰)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا:۔

جو عورت بغیر اپنے ولی (سرپرست) کے اپنے طور پر اپنا نکاح خود کرتی ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے! اس کا نکاح باطل ہے!! اس کا نکاح باطل ہے!!!

اس کے باوجود (وہ شخص جس کے ساتھ اس نے نکاح کیا ہے) اگر اس کے ساتھ خلوت صحیحہ کرتا ہے۔ تو اس کی شرمگاہ سے جو لذت اس نے حاصل کی ہے۔ اس کے بدلہ میں اسے مہر ادا کرنا ہو گا۔

جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو۔ تو اس کا ولی سلطان ہے۔

راوی: جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا

ابوداؤد، احمد۔ ترمذی، ابن ماجہ۔ ر مشکوۃ جلد ۲ ص ۷۲

(۱۱)

ایک انصاری بیان کرتے ہیں، کہ

میں نے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ باکرہ ہے لیکن جس وقت میں اس کے قریب ہوا۔ تو اس وقت مجھے معلوم ہوا، کہ وہ تو حمل سے ہے۔ اس لئے میں جناب سیدالکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال آپ سے بیان کی۔

اس پر آپ نے فرمایا:۔

یہ عورت مہر کی حق دار ہے۔ کیونکہ تم اس سے مقاربت کر چکے ہو ہاں (وضع حمل کے بعد) وہ بچہ تمہارا غلام ہو گا۔

وضع حمل کے بعد عورت کے تازیانے مارے جائیں اور ان دونوں کے درمیان تفریق کروادی جائے۔

(۱۲)

غیلان دمشقی جب مسلمان ہوا۔ تو اس وقت زمانہ جاہلیت سے دس عورتیں تھیں۔ ان عورتوں نے بھی (اپنے خاوند کے ساتھ) اسلام قبول کر لیا تو جناب سیدالکونین ﷺ نے اسے حکم دیا:۔

اے غیلان! صرف چار عورتیں رکھ سکتے ہو۔ باقی عورتوں کو علیحدہ کر دو۔

راوی ابن عمر: ابن ماجہ ر مشکوۃ جلد ۲ ص ۸۰

(۱۳)

نوفل بن معاویہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں نے اسلام قبول کیا تو میرے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں۔ میں جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں استفسار کیا۔

تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔ چار بیویاں رہنے دو' اور ان میں سے ایک کو الگ کر دو۔

مشکوۃ ج ۲ ص ۸۰

(۱۴)

فیروز و یلمی جب مسلمان ہوا۔ تو اس کے نکاح میں دو (سگی) بہنیں تھیں۔ جناب سرور عالم ﷺ نے اسے حکم دیا۔ جو تمہیں پسند ہو۔ اسے رکھ لو (اور دوسری کو جدا کر دو)

مشکوۃ جلد ۲ ص ۸۰

(۱۵)

ایک عورت مسلمان ہوئی' تو اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ (یہ معلوم ہونے پر) اس کا پہلا خاوند جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہوں۔ (میری بیوی کو) میرے اسلام کا علم تھا۔ (لیکن اس نے دوسرا بیاہ رچالیا)

جناب رسالتماب ﷺ نے اسے پہلے خاوند کے حوالے کر دیا۔

شرح السنہ میں ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے کئی عورتوں کو سابقہ نکاح کی وجہ سے ان کے خاوندوں کے حوالے کر دیا۔ جبکہ خاوند اور بیوی دونوں اسلام لے آئے۔ حالاں کہ وہ مختلف دین پر تھے اور مختلف شہروں میں مقیم تھے۔ مثلاً

ا۔ ولید بن مغیرہ کی بیٹی صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی۔ جس روز مکہ مکرمہ فتح ہوا وہ اسلام لے آئی۔ لیکن اس کے خاوند نے اسلام قبول نہ کیا اور مکہ مکرمہ سے راہ فرار اختیار کی۔ (جناب رسالتماب ﷺ کو علم ہوا تو) آپ نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی روائے مبارک دے کر اس کی طرف بھیجا اور کہلایا کہ تمہیں امان دی جاتی ہے اور یہ چادر امان کی نشانی ہے۔ صفوان واپس مکہ مکرمہ آیا۔ تو اسے نہ صرف امان دی گئی بلکہ چار ماہ کی مہلت بھی حضور ﷺ نے

عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ صفوان نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اس کی بیوی بنت ولید' اس کے نکاح میں رہی۔

۲۔ دوسری عورت حارث بن ہشام کی بیٹی' ام حکیم تھی۔ جو عکرمہ بن ابو جہل کے نکاح میں تھی۔ یہ عورت بھی فتح مکہ مکرمہ کے روز اسلام لے آئی۔ لیکن اس کے میاں عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلکہ رزم آرائی کی وجہ سے یمن کی طرف فرار ہو گیا۔

ام حکیم نے جناب رسالتماب ﷺ سے اپنے خاوند کے لئے امان طلب کی' جو حضور ﷺ نے منظور فرمائی۔ تو وہ اپنے خاوند کو واپس لانے کے لئے یمن گئی اور اسے راضی کر کے واپس مکہ مکرمہ لے آئی۔ جہاں اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس لئے ام حکیم اور عکرمہ بن ابی جہل سابقہ نکاح کی بنا پر میاں بیوی رہے۔

راوی: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ باب فتح مکہ ر ۲۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۸۰-۸۱

(۱۶)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا:۔

"اے لوگو! تمہارے لئے) تمام شرائط کی نسبت ان شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے۔ جن شرائط کی بنا پر تمہارے لئے عورتوں کی شرمگاہ حلال کی گئی۔" (یعنی جن شرائط پر تمہارا نکاح ہوا)

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۸۱۰

(۱۷)

عروہ نے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی کا مطلب دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:۔

"یہ آیت ایسی یتیم لڑکی کے متعلق ہے' جو کسی سرپرست کی تربیت و پرورش میں ہو' مال دار ہو' حسین ہو اور مال اور جمال کی وجہ سے اس کا سرپرست چاہے کہ اسے اپنی زوجیت میں لے آئے۔ لیکن مہر جو اس کا حق ہے۔ پورا ادا نہ

کرنا چاہے (جو کہیں دوسری جگہ اس کا نکاح ہونے کی صورت میں اسے مل سکتا ہے) تو اسے لازم ہے کہ وہ ایسی لڑکی (یتیم) کے ساتھ نکاح نہ کرے۔ البتہ اگر مہر کے سلسلے میں انصاف کا تقاضہ پورا کرے اور حق ادا کرے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ ورنہ یہ حکم ہے کہ اس (یتیم لڑکی) کے سوا جہاں چاہے نکاح کرے۔"

(۱۸)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا وہ کہتے تھے۔ کہ فلا تعضلوھن ان ینکحن آیت قرآنی میرے متعلق نازل ہوئی۔ وہ بیان کرتے ہیں۔

میری ایک بہن تھی۔ اس کا نکاح میں نے کسی شخص سے کر دیا تھا لیکن اس شخص نے اسے طلاق دے دی۔ جب اس نے عدت کے ایام پورے کر لئے تو اسی شخص نے دوبارہ نکاح کے لئے پیغام دیا۔ تو میں نے اسے کہا۔

میں نے تم سے اپنی بہن بیاہی۔ تجھے عزت دی' اسے تیرے لئے باعث آرام بنایا تم نے (اس نیکی کا) بدلہ یہ دیا کہ اسے طلاق دے دی۔ تو پھر دوبارہ اسے کیوں اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے۔ خدا کی قسم۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اب میں دوبارہ اسے تمہارے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ وہ شخص برا نہیں تھا۔ میری ہمشیرہ کی بھی خواہش تھی کہ اس کا نکاح دوبارہ اس سے ہو جائے۔ (مگر میں اس پر راضی نہیں تھا) انہی دنوں یہ آیت نازل ہوئی۔

سرور عالم نے مجھے بلایا اور یہ فرمان الٰہی سنایا تو میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو چکا۔ میرے لئے سوائے اس حکم کے مان لینے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ معقل نے اپنی بہن کو دوبارہ اس شخص سے بیاہ دیا۔

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۹۷۔۹۸

(۱۹)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں عرض کیا:۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کیا آپ کو میری بہن ابوسفیان کی بیٹی اچھی نہیں لگتی؟

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری بہن سے نکاح کر لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کیا تم اس کو برداشت کر لو گی؟

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا : حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہلے ہی کب (آپ کی) اکیلی (بیوی) ہوں۔ (جہاں اس قدر سوکنیں ہیں) وہاں ایک بہن بھی سہی پھر اگر میری بہن میرے ساتھ بھلائی میں شریک ہو' تو مجھے یہ کیسے پسند نہیں ہو گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیکن وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔

(یعنی ایک شوہر کے پاس دو سگی بہنیں نہیں رہ سکتیں)

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم ہم تو یہاں تک سن رہے ہیں کہ آپ نے ذرہ بنت ابوسلمہ کے لئے پیغام بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ذرہ۔ ام سلمی کی بیٹی؟

ام حبیب رضی اللہ عنہا : جی ہاں۔

رسول اللہ : (نہیں' ہرگز نہیں) خدا کی قسم' وہ اگر میری پروردہ نہ بھی ہوتی' تو بھی میرے لئے حلال نہیں تھی' وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے (میری بھتیجی ہے) میں نے اور اس کے باپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا ہے غور سے سنو! آئندہ تم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لئے مجھ سے نکاح کی خواہش ہرگز نہ کرو۔

ا۔ صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الرضاع ص ۲۶

۲۔ صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۷۶، ۷۷، ۸۴

حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

میں نے جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ﷺ قریش عورتوں کی رغبت اور خواہش تو رکھتے ہیں۔ لیکن ہماری طرف آپ ﷺ کا دھیان نہیں۔

یارسول اللہ ﷺ : کیا کوئی ایسی عورت ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ : جی ہاں یارسول اللہ ﷺ : آپ کے چچا حمزہ کی بیٹی وہ جوان ہے۔ حسین و جمیل ہے اور قریش سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ : وہ میرے لئے حلال نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حمزہ میرے رضاعی بھائی تھے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے نسب کے لحاظ سے حرام قرار دیا ہے۔ وہ دودھ کے رشتے سے بھی حرام۔

ا۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۶۵ مشکوۃ جلد ۲ ص ۷۷

(۲۱)

جناب سید الکونین ﷺ نے ام المومنین ام سلمہ سے نکاح فرمایا۔ تو ان کے پاس تین دن قیام پذیر رہے۔ (تین شب قیام کیا) اور ان سے فرمایا۔

اے ام سلمہ : تم اپنے شوہر کے لئے اپنے اہل میں سے حقیر نہیں، تمہاری خواہش ہو۔ تو میں تمہارے پاس پورا ہفتہ قیام کروں۔ ہاں اگر ایک ہفتہ تمہارے یہاں رہا۔ تو پھر تمام ازواج کے پاس مجھے (باری باری) سات سات دن قیام کرنا ہو گا اور اگر چاہے تو میں تیرے پاس تین دن قیام کروں گا۔ پھر اسی طرح دوسروں کے پاس بھی تین تین دن قیام کیا کروں گا۔

ام سلمہ : یارسول اللہ ﷺ مجھے منظور ہے۔ تین روز قیام فرمائیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا : باکرہ بیوی کے پاس سات روز قیام کرنا چاہئے اور ثیبہ (بیوہ) کے پاس تین روز۔

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۷۶-۷۷

(۲۲)

جناب سید الکونین ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ ہر ایک کی باری مقرر تھی اور آپ جب ان میں باری مقرر فرماتے تھے تو پہلی بیوی کے پاس نویں دن تشریف لایا کرتے تھے۔ ازواج مطہرات میں یہ قاعدہ تھا۔ کہ آپ جس زوجہ محترمہ کے گھر میں تشریف فرما ہوتے۔ تمام ازواج مطہرات وہیں' اکٹھی ہو جایا کرتیں۔

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۷۸

نکاح شغار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

جناب سید المرسلین ﷺ نے حکم دیا کہ

"نکاح شغار نہ کیا جائے۔"

نکاح شغار یہ ہے :۔

ایک شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی نکاح کرتا تو اس سے اقرار لیتا کہ وہ بھی اسے اپنی بیٹی بیاہ دے اور دونوں نکاحوں میں مہر کا کوئی ذکر نہ ہوتا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا :۔

"ایسا نکاح باطل ہے۔"

جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا :۔

"جس شخص کے پاس لونڈی ہو' وہ اگر اس کی اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے۔ پھر اسے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے آئے تو اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لئے بڑا اجر ہے۔"

راوی : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب النکاح ص ۷۶۵-۷۶۶

طلاق

(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :۔

میں نے جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی بیوی کو ایسے وقت میں طلاق دی۔ جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ میرے والد جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مسئلہ آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے فرمایا :۔

"عبداللہ سے کہو، رجعت کر لے، اپنی عورت کو حیض سے پاک ہونے تک اپنے پاس رہنے دے۔ اس کے بعد دوبارہ حیض آنے اور پاک ہونے تک روکے رکھے۔ پھر اس کی مرضی ہے، چاہے طلاق دے دے، چاہے رجوع کر لے۔ فرمایا، اور اللہ کے اس قول "عورتوں کو ان کی عدت پر طلاق دو۔"

کا یہی مطلب ہے۔

۱۔ صحیح بخاری۔ جلد ۴۔ کتاب الطلاق۔ ص ۸۷۰۔ ۸۷۳

۲۔ صحیح مسلم۔ جلد ۴۔ کتاب الطلاق۔ ص ۸۷۔ ۹۰

(۲)

ایک دفعہ جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین بار طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو جلال میں آگئے اور کھڑے ہو کر فرمایا :۔

"کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ بھی مذاق کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ابھی تو میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کی۔

"یارسول اللہ ﷺ! حکم ہو تو میں اسے قتل کر دوں'

راوی محمود لبید: نسائی مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۰۱-۱۰۳

(۳)

رکانہ بن عبدیزید نے اپنی زوجہ سہیمہ کو طلاق دے دی' پھر وہ جناب سیدالکونین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا:۔

یارسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم۔ میرا اس سے صرف ایک طلاق کا ارادہ ہے۔

جناب رسالتماب نے فرمایا:۔

نہیں ارادہ تھا تمہارا مگر ایک طلاق دینے کا' تو رکانہ نے کہا' خدا کی قسم نہیں ارادہ کیا۔ مگر ایک طلاق دینے کا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ عورت واپس اس کے حوالے کر دی۔

راوی: رکانہ ۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۰۱

(۴)

حضرت نافعؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب کوئی شخص حیض والی عورت کو طلاق سے متعلق مسئلہ دریافت کرتا۔ تو وہ کہتے۔

اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دی ہیں' تو رجوع کر سکتا ہے۔ کیوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا اور اگر تم نے تین طلاق دے دی ہیں۔ تو وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی۔ جب تک سوائے تمہارے وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔ تو نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں تو طلاق میں اپنے خالق کی نافرمانی کی۔

صحیح مسلم۔ جلد ۴' کتاب الطاق ص ۸۸-۸۹

(۵)

فاطمہ بنت قیس کو اس کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے طلاق دے دی۔ یہ طلاق بائن تھی۔ وہ خود شہر سے کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے ایک وکیل فاطمہ کے پاس بھیجا اور تھوڑے سے جَوِ بھی' فاطمہ اس پر غصہ ہوئی۔ (کہ اس کے ہاں میرا کوئی حق نہیں بنتا)

اس پر وکیل نے کہا۔ اللہ کی قسم۔ ہم پر اور ہماری کسی شے پر تمہارا کوئی حق نہیں۔ چنانچہ فاطمہ جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

"تمہارے لئے ان کے ذمے کچھ بھی نہیں ہے۔ تیرے لئے کچھ بھی نفقہ نہیں' سوائے حاملہ ہونے کی صورت میں۔" پھر جناب رسالتماب ﷺ نے اسے حکم دیا۔

"جاؤ اور ام شریک کے گھر اپنی عدت کے ایام پورے کرو۔"

پھر فرمایا:۔

(تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں) "ام شریک کے پاس تو اکثر ہمارے بہت سے اصحاب جمع رہتے ہیں۔

بہتر ہے کہ تم ابن ام مکتوم کے گھر قیام کرو اور وہاں اپنی عدت پوری کرو' وہ نابینا ہیں۔ وہاں تم بے تکلفی سے رہ سکتی ہو۔ وہاں اگر تم اپنا دوپٹہ بھی اتار دو گی۔ تو تمہیں دیکھنے والا کوئی نہ ہو گا۔

پس وہ ابن ام مکتوم کے گھر چلی گئی۔ پھر جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح اسامہ بن زید سے کر دیا۔

صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۱۱۱-۱۱۶

(۶)

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس عورت نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ دوسرے مرد نے اس سے بغیر جماع کئے اسے طلاق دے دی۔

جناب رسالتماب ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا کہ آیا یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ ہرگز نہیں جب تک اس کا نکاح جس دوسرے شخص سے ہوا ہے۔ وہ اس سے جماع کی لذت حاصل نہ کر لے، جیسے پہلے مرد نے اس کی صحبت سے حاصل کیا تھا۔ یہ پہلے پر حرام ہے۔

راوی حضرت عائشہؓ (صحیح بخاری جلد ۳، کتاب الطلاق ص ۸۷۶)

(۷)

ابو سعید خدری کی بہن فریعہ بنت مالک حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارے غلام فرار ہو گئے۔ تو میرا خاوند ان کی تلاش میں نکلا۔ فراریوں نے تو موقعہ پا کر میرے خاوند کو قتل کر دیا۔ مقتول نہ تو اپنے پیچھے کوئی مکان چھوڑ گیا ہے۔ جہاں میں قیام کر سکوں اور نہ نفقہ کہ گزارا کر سکوں۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ کیا میں اپنے خاندان بنی خدرہ کی طرف چلی جاؤں؟"

اس پر رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔ "ہاں تو اپنے کنبہ میں چلی جا۔" وہ کہتی ہیں کہ جب میں حجرہ کے قریب پہنچی تو حضور ﷺ نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا:۔ "اے عورت! اپنے گھر میں مقیم رہو۔ یہاں تک کہ اپنی عدت پوری کر لو۔"

34

راوی : زینب بنت کعب (سنن نسائی) مشکوۃ ج ۲ ص ۱۱۴

(۸)

ثابت قیس کی بیوی جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا :۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے ثابت بن قیس سے کوئی شکایت نہیں۔ وہ نہایت ہی دیندار اور صاحب اخلاق شخص ہیں۔ ان کے سلوک سے میں ناخوش نہیں۔

لیکن مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں مسلمان ہوتے ہوئے میں اپنے خاوند کی ناشکر گزاری کروں، اس کے احسان کو پس پشت ڈال دوں اور اس طرح گناہ کا ارتکاب کر بیٹھوں۔

(جناب سید المرسلین ﷺ اس عورت کے کنائے کا مطلب پا گئے) اس لئے آپ نے فرمایا :۔ تو ثابتؓ نے جو باغ تجھے (بطور حق مہر) دیا تھا۔ کیا تو اس سے دست بردار ہونے کو تیار ہے؟" اس نے کہا۔ "یارسول اللہ۔ جی ہاں، میں وہ باغ ثابتؓ کو حکم دیا کہ اسے طلاق دے دے۔ ثابتؓ نے آپ کے فرمان کے مطابق اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۸۸۸۔۸۹۰

(۹)

ایک عورت جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

وہ عورت : "یارسول اللہ۔ میرا خاوند میرے قریب نہیں آیا۔"

عورت یہ شکایت کر رہی تھی کہ اس کا خاوند بھی آن پہنچا۔ اس نے یہ سنا تو کہا : یارسول اللہ ﷺ! یہ عورت صریح جھوٹ بول رہی ہے۔ میں اس کے قریب جاتا ہوں۔ لیکن یہ محض حیلے بہانے کرتی ہے۔ ان حیلوں سے اس کا مقصد یہ ہے کہ۔ کہ مجھ سے طلاق لے اور پھر سے اپنے پہلے خاوند کے پاس چلی

جائے۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا :- یہ طریقہ غلط ہے۔ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک تو اس سے مقاربت نہ کرے۔

سنن نسائی جلد ۲ ص ۴۵۴

(۱۰)

جناب سید الکونین ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا۔ جب وہ عورت جناب رسالتماب ﷺ کے پاس لائی گئی۔ تو آپ ﷺ اس کے قریب ہوئے اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو اس نے برا منایا اور کہنے لگی۔

"میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "اے عورت، تو نے بڑی ہی عظیم الشان ہستی کی پناہ مانگ لی ہے۔ اب اپنے میکے چلی جا۔" آپ ﷺ نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اسے اس کے گھر روانہ کر دو اور اسے ایک جوڑا کپڑے بھی دے دو، (اس طرح حضور ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اسے الگ کر دیا)

راوی : حضرت عائشہؓ حضرت اسید

صحیح بخاری جلد ۴ : کتاب الطلاق ص ۸۷۲-۸۷۳

ایلاء

ارشاد ربانی

جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انہوں نے رجوع کر لیا تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو جان لیں کہ اللہ سمیع اور علیم ہے۔

البقرہ: ۲۲۶۔۲۲۷

جناب سید الکونین ﷺ نے ایلا فرمایا:۔ (آپ ﷺ نے قسم کھالی کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ مسلسل ۲۹ راتیں ایک بالاخانہ پر مقیم رہے۔

بعد ازاں آپ بالاخانے سے اترے اور اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تو پورے ایک ماہ نہ آنے کی قسم کھائی تھی؟"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔"

(حضور ﷺ نے مقررہ مدت سے پہلے رجوع فرمالیا تھا)

راوی: انس بن مالک ۱۔ صحیح بخاری جلد ۳ کتاب الطلاق ص ۸۹۸

۲۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۱۰۵

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

جب جناب سید الکونین ﷺ کی ازواج کو اختیار دے دیا گیا۔ تو سب سے پہلے جناب سید المرسلین ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

"اے عائشہ میری ایک ضروری بات غور سے سنو۔ لیکن اس (کے فیصلے کرنے میں) عجلت سے کام نہ لینا اور بہتر یہ ہے کہ تم اس سلسلہ میں اپنے والدین سے بھی مشورہ کرلو۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ میرے والدین مجھے (حضور ﷺ سے) علیحدگی کا حکم ہرگز نہیں دے سکتے۔ (اس لئے آپ ﷺ نے مشورہ کر فرمایا)

پھر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہیں' اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو۔ تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں' اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کی طالب ہو' تو جان لو کہ تم سے جو نیکو کار ہیں۔ اللہ کے ہاں ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

الاحزاب: ۲۸-۲۹

یہ (احکام خداوندی) سن کر میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اپنے اس معاملے میں (جو میرے اور آپ کے درمیان ہے) والدین کی اجازت یا صلاح مشورہ کی ضرورت نہیں' مجھے تو اللہ کے رسول اور دار آخرت کی طلب ہے۔ پھر تمام ازواج نے میری تقلید کی۔

۱۔ صحیح بخاری جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۸۷۶

۲۔ صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۹۶

جناب صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

جناب سید المرسلین ﷺ نے ہمیں اختیار دیا (کہ چاہیں تو آپ کو اختیار کریں اور چاہیں تو آپ سے الگ ہو کر دنیا کو اختیار کریں) تو ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو اختیار کر لیا۔

وہ فرماتی ہیں کہ اس طرح کرنے میں ہرگز طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۱۔ صحیح بخاری جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۸۷۷

۲۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۹۷

ابن عباس کہتے ہیں :۔
اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو میرے لئے حرام ہے۔ تو ایسا کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا (یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی) البتہ ایسا کہنے سے کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ قسم ہے۔
وہ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں مثالی نمونہ ہے۔
(یعنی حضور ﷺ کی مثال کی تقلید کرنے میں ہماری بہتری ہے)
ا۔ صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۸۸۰ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۹۲

سبیعہ کا بیان ہے :۔
میں سعد کے نکاح میں تھی، میرا تعلق قبیلہ، بنی عامر سے تھا میرے خاوند حجتہ الوداع کے موقع پر رحلت فرما گئے۔ تو میں حمل سے تھی ان کی رحلت کے فوراً بعد میرے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ جب میں پاک صاف ہو گئی۔ تو میں نے پیغام (نکاح) دینے والوں کے لئے بناؤ سنگار کیا۔ یہ سن کر میرے پاس ابوالسنابل جن کا تعلق قبیلہ، عبدالدار سے تھا، آئے اور پوچھا کہ تم نے یہ بناؤ سنگار کس غرض سے کیا ہے۔ شاید نکاح کرنا چاہتی ہو۔ بخدا تم ہرگز نکاح نہیں کر سکتیں۔ جب تک تم پر چار ماہ اور دس دن نہ گزر جائیں۔ (یعنی جب تک عدت پوری نہ کر لو)
میں نے اس کی بات سنی۔ تو کپڑے بدلے اور جناب سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ سارا ماجرا آپ ﷺ کو سنایا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟"
یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا :۔ "اے عورت! تیری عدت تو اسی روز پوری ہو گئی جس روز تمہارے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی۔"
اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا۔ تو جب چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الطلاق

فاطمہ بیان کرتی ہیں :۔

جب میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ تو میں جناب آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے اب مجھے خوف ہے کہ اگر میں وہاں رہوں تو وہ میرے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور ناروا سلوک کریں گے فرمایئے میرے لئے کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا "تو کسی دوسرے گھر جا اور قیام کر"

صحیح مسلم جلد ۴ کتاب اطلاق

حدود

ارشاد ربانی

۱۔ زناکاری کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یقین کرو۔ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بڑی برائی کا چلن ہے۔

بنی اسرائیل ۔ ۳۲

۲۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پوجا نہیں کرتے، اور نہ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں، اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ برے کام کرے گا۔ وہ اپنے گناہوں کے وبال سے دو چار ہو گا۔

الفرقان ۔ ۶۸

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں :۔

"رسول اللہ ﷺ پر جس لمحے وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ ﷺ بے قرار ہو جاتے۔ رخ انور کا رنگ بدل جاتا ایک روز آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو آپ پر یہی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :۔

"غور سے سنو!۔ اسے مضبوطی سے تھام لو، اللہ پاک نے عورتوں کے لئے ایک سبیل مقرر فرما دی ہے شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں (پہلے) سو کوڑے مارے جائیں اور پھر انہیں سنگسار کر دیا جائے اور اگر زنا کا ارتکاب کرنے والے مرد و عورت غیر شادی شدہ ہوں تو ان کے لئے سو کوڑے اور پھر جلاوطنی کی سزا ہے۔"

صحیح مسلم

زنا سے متعلق فیصلے

(ا)

خیبر میں جو یہودی قبائل آباد تھے، ان میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کا ارتکاب کیا۔ توراۃ کے احکامات کے مطابق ان کی سزا سنگساری تھی۔ مگر یہود نے خواہشات نفس کی پیروی میں ان احکامات کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ شاید اسلامی شریعت، موسوی شریعت کی نسبت نرم ہے۔ اس لئے وہ یہ مقدمہ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ان آنے والوں کو یہود نے بطور خاص یہ ہدایت کی تھی کہ اگر محمد ﷺ ہمارے مطلب کے موافق فیصلہ دیں تو قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ یعنی اگر رجم کے علاوہ آپ ﷺ نے کوئی دوسرا فیصلہ کیا تو مان لیں گے ورنہ انکار کر دیں گے۔

جب وفد حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا۔

اے محمد ﷺ! اگر شادی شدہ مرد و عورت زنا کے مرتکب ہوں تو ان کے لئے کیا حکم ہے۔

"رسول پاک ﷺ نے فرمایا:۔ تو کیا جو فیصلہ میں کروں، تمہیں منظور ہو گا؟"

انہوں نے جواب دیا "ہاں! ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہو گا۔"

اسی لمحے حضرت جبریل امین اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ "ایسے مجرموں کی سزا رجم ہے۔"

یہ فیصلہ سن کر یہودی بوکھلا گئے اور ماننے سے انکار کر دیا۔

جبریل امین علیہ السلام نے جناب سید الکونین ﷺ کو مشورہ دیا۔ "کہ آپ ان یہودیوں سے یہ فرمائیں کہ وہ آپ کے فیصلے کے متعلق ابن صوریا کو حکم بنائیں۔" انہوں نے ابن صوریا کے حالات اور صفات سے بھی حضور ﷺ کو مطلع کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا:۔

"(اگر میرا فیصلہ تمہیں منظور نہیں تو) تو میری بات غور سے سنو"

کیا تم اس نوجوان سے واقف ہو، جس کا رنگ سفید ہے اور جو ایک آنکھ
سے معذور ہے؟

انہوں نے کہا۔ "ہاں"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "تمہارا اس نوجوان کے متعلق کیا خیال ہے؟"

انہوں نے جواب دیا "روئے زمین پر یہودیوں میں اس کے پایہ کا عالم
نہیں۔"

آپ ﷺ نے ابن صوریا کو بلا بھیجا جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ تو حضور سید الکونین نے اسے قسم دے کر پوچھا۔ "اے شخص! توراۃ میں اس
جرم (زنا) کے متعلق احکامات ذرا بتایئے۔"

ابن صوریا "قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کی قسم آپ نے مجھے دی ہے۔
اگر آپ مجھے یہ قسم نہ دیتے اور مجھے خوف نہ ہوتا کہ اگر میں نے غلط بیانی کی، تو
اللہ کی کتاب (توارۃ) مجھے جلا کر خاک کر دیگی۔ تو کبھی اس صحیح حکم کو ظاہر نہ
کرتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلامی شریعت کی طرح توراۃ میں بھی یہ حکم ہے کہ (شادی
شدہ) زانیوں کو سنگسار کیا جائے۔" (اصل بات یہ ہے) کہ ہمارے اشراف کے
ہاں زنا کی کثرت ہو گئی۔ تو (ان کے مرتبہ کی وجہ سے) ہم نے شرفا کو اس سزا
سے مستثنیٰ کرنا شروع کیا (اور یہ خیال نہ کیا کہ احکام خداوندی کو پس پشت ڈالا جا
رہا ہے) ہاں غریب طبقہ پر رجم کی حدود جاری رہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ اس
(طبقاتی) تفریق کو ختم کرنے کے لئے ہم نے رجم کی سزا کو سرے سے موقوف کر
دیا اور اس کی بجائے دوسری سزائیں، مثلاً منہ کالا کرنا۔ گدھے پر الٹے منہ سوار
کرنا اور کوڑے مارنا۔ جیسی سزائیں جاری کیں۔"

یہ سن کر جناب رسالتماب ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

"یااللہ! میں پہلا شخص ہوں، جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا۔ جب کہ
(اس کے حاملین نے) اس کو موقوف کر دیا تھا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ بیان کرو' تو اس شخص نے کہا۔

یارسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا اس شخص کے یہاں ملازم تھا۔ اس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کا ارتکاب کیا۔ بعض لوگوں کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ میرے بیٹے پر رجم کی حد جاری کی جائے گی۔ میں نے (اپنے بیٹے کی جان بچانے کی خاطر) اس کے فدیہ میں اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دی۔ (لیکن اس کے باوجود میرا ضمیر مطمئن نہ ہوا) تو پھر میں نے اہل علم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ (ان علماء سے) مجھے پتہ چلا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا ملے گی اور اس کو ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ (کیوں کہ وہ کنوارا ہے) اور اس شخص کی بیوی پر رجم کی حد جاری ہو گی۔"

اس لئے ہم جناب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

(دونوں کا بیان) سن کر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا اور وہ فیصلہ یہ ہے۔

"اے شخص تجھے تیری بکریاں اور لونڈی واپس کر دی جائے۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور اسے ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔"

چنانچہ اس کے لڑکے کو حضور رسالتماب ﷺ کے فیصلہ کے مطابق سزا دی گئی۔

اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اور ہاں انیس! تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اگر وہ زنا کا اقرار کر لے۔ تو اسے سنگسار کر دو۔"

اس کی عورت نے انیس کے آگے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا' اس لئے اسے جناب رسالتماب ﷺ کے حکم کے مطابق سنگسار کر دیا گیا۔

ا۔ صحیح بخاری جلد ۶ ص ۲' ص ۲۴-۳۸

(۵)

ماعز بن مالک قبیلہ اسلم کا ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس کی پرورش و تربیت حضرت ہزال نے کی تھی۔ یہاں وہ ایک آزاد کردہ لونڈی سے زنا کا ارتکاب کر بیٹھا ہزال کو جب پتہ چلا تو اس نے ماعز کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ خود بارگاہ سید الکونین ﷺ میں جا کر اپنے جرم کا اقرار کرے ہو سکتا ہے حضور ﷺ اس کے لئے کوئی راہ نکال لیں، یا دعائے مغفرت فرما دیں۔

وہ مسجد نبوی میں جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ "مجھے پاک کر دیجئے۔ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا ہے۔" آپ ﷺ نے اس کی بات سن کر منہ دوسری طرف پھیر لیا اور فرمایا:۔ "لوٹ جا اور اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ اور توبہ کر۔" اس پر بھی وہ وہاں سے نہ گیا اور سامنے آکر پھر وہی بات دہرائی آپ ﷺ نے پھر اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔ اس نے تیسری بات پھر وہی بات کہی۔ لیکن حضور ﷺ نے اس بار بھی منہ پھیر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ماعز کو خبردار کیا کہ دیکھ اگر چوتھی بار بھی تو نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا، تو پھر جناب رسول اللہ ﷺ تجھ پر رجم کی حد جاری کر دیں گے۔

ایک دوسری روایت میں ہے ماعز پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے توبہ کا مشورہ دیا، لیکن اس کی تسلی نہیں ہوئی تو پھر حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اعتراف گناہ کیا۔

بہر حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر بھی وہ نہ مانا اور چوتھی بار پھر حضور ﷺ سے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجئے میں نے زنا کیا ہے۔

جب اس نے چوتھی بار بھی اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضور ﷺ اس کی

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔ "شاید تو نے بوس و کنار کیا ہو گا۔ چھیڑ خانی کی ہو گیا۔ یا پھر اس عورت پر نظر بد ڈالی ہو گی۔"

اس نے کہا۔ "یارسول اللہ نہیں' میں نے فعل بد کیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ "تو کیا تو نے اس سے ہم بستری کی؟"

اس نے کہا: "ہاں"

رسول اللہ ﷺ: کیا تو نے اس سے مباشرت کی؟"

ماعز: "ہاں یارسول اللہ ﷺ"

رسول اللہ ﷺ: کیا تو نے اس سے مجامعت کی۔"

ماعز: "ہاں"

رسول اللہ ﷺ: کیا اس حد تک کہ تیری وہ چیز اس کی اس چیز میں غائب ہو گئی؟"

ماعز: یارسول اللہ ﷺ "ہاں"

رسول اللہ ﷺ: کیا اس طرح جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں چلی جاتی ہے۔

ماعز: ہاں' اللہ کے نبی ﷺ۔ بالکل اسی طرح۔

رسول اللہ ﷺ: کیا تجھے علم بھی ہے زنا کسے کہتے ہیں؟

ماعز: یارسول اللہ ﷺ ہاں میں نے وہی کچھ اس کے ساتھ حرام طریقے سے کیا جو شوہر حلال طریقے سے اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

رسول اللہ: کیا تو شادی شدہ ہے؟

ماعز: جی ہاں۔

رسول اللہ: کیا تو نے شراب تو نہیں پی رکھی۔

ماعز: نہیں اللہ کے نبی ﷺ

اس پر حضور ﷺ نے ایک آدمی کو اشارہ کیا' اس نے اٹھ کر ماعز کا منہ

سونگھا اور بات کی تصدیق کی کہ اس نے شراب نہیں پی' پھر آپ نے محلہ والوں سے اس کے ہوش و ہواس کے متعلق دریافت فرمایا:۔ تاکہ پتہ چلے کہ کہیں یہ شخص دیوانہ تو نہیں۔ محلہ والوں نے بتایا کہ انہوں نے ماعز کی عقل میں کوئی فتور نہیں پایا۔

آپ ﷺ نے ہزال کو کہا کہ کاش تم نے اس کا پردہ رکھ لیا ہوتا۔ تو تمہارے حق میں بھی بہتر تھا۔

چونکہ ماعز نے چار بار بغیر کسی دباؤ کے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ اس لئے جناب رسالتماب نے ماعز کو سنگ سار کرنے کا حکم صادر فرمایا:۔ اسے سنگسار کرنے کے لئے شہر سے باہر لے گئے۔ جب اس پر پتھر برسنے لگے تو وہ بھاگا اور چلانے لگا۔ "لوگو! خدارا مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو۔ مجھے میرے قبیلے والوں نے دھوکا سے مروا دیا۔ مجھے غلط تسلی دی کہ رسول اللہ ﷺ مجھے رجم نہیں کریں گے۔"

مگر لوگوں نے پتھر مار کر اسے ہلاک کر دیا۔

جب صورت حال کی اطلاع حضور ﷺ کو ملی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

کاش! تم نے اسے چھوڑ دیا ہوتا' میرے پاس آئے ہوتے۔ شاید وہ سچے دل سے توبہ کرتا اور اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا۔

صحیح بخاری جلد ۶ ص ۱۶۔ ۳۳

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۳۲۲۔۳۲۶

سنن ابی داؤد۔ کتاب الحدود ص ۱۴۸

(۶)

چند اشخاص ایک عورت کو جناب سید الکونین کی بارگاہ میں لائے جس سے زنا سرزد ہوا تھا۔ جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا "کون ہے۔ جو اس عورت کے ساتھ زنا میں ملوث ہوا ہے؟"

حاضرین نے عرض کیا۔

یہ فعل بد اس معذور اور اپاہج شخص نے کیا ہے۔ جو حضرت سعد بن عبادہ کے باغ میں رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے اس شخص کو بلا بھیجا۔ لوگ اسے سہارا دے کر لائے۔

آپ ﷺ نے حکم دیا۔ کہ کھجور کے خوشے لائے جائیں اور ان سے اسے مارا جائے چنانچہ اسے کھجور کے خوشوں سے مارا گیا۔

کتاب الاموال میں ہے کہ سعد بن عبادہ خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ضعیف، اپاہج اور بیمار شخص کو لے آئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ اس نے میری لونڈی سے زنا کا رتکاب کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔ اس کے لئے ایک شاخ لے لو، جس میں سو ڈنٹھل ہوں۔ اس سے اسے ایک مرتبہ مارو۔

چنانچہ اسے عثکال (کھجور کے خوشوں) سے مارا گیا۔

سزا میں یہ تخفیف محض اس لئے کی گئی کہ ملزم معذور اور لاغر تھا۔ اگر اسے کوڑوں کی سزا دی جاتی، تو جانبر نہ ہو سکتا۔

راوی۔ ابوامامہ حنیف

سنن نسائی جلد ۳ ص ۴۶۸۔۴۶۹

(۷)

جہینہ کی ایک عورت سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے اور کہ میں حمل سے ہوں"

جناب رسالتماب ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور حکم دیا کہ اس عورت کو اپنے پاس رکھو، اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرو، جب تک بچہ کی ولادت نہ ہو جائے۔ جس وقت طبع حمل ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔

چنانچہ جس وقت وضع حمل ہوا۔ تو اس عورت کے ولی نے آپ کو اطلاع

دی۔ (چونکہ عورت نے خود اقرار کیا تھا) اس لئے آپ نے حکم صادر فرمایا :۔

"اس عورت کے جسم پر اس کا کپڑا لپیٹ دو اور سنگسار کر دو۔"

چنانچہ اس عورت کے بدن پر کپڑا لپیٹ کر اسے رجم کر دیا گیا۔ رجم کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! آپ اس زانیہ کی نماز جنازہ ادا فرمائیں گے تو آپ نے فرمایا :۔

"مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر وہ مدینہ کے ستر شہریوں پر تقسیم کی جائے۔ تو بھی بھاری ہو گی۔ اس سے بڑھ کر کوئی بات ہو سکتی ہے کہ وہ خود حاضر ہوئی اور خود اعتراف کیا۔

ترمذی شریف' بروایت : عمران بن حصین

سنن ابی داؤد جلد ۲

(۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب سید الکونین ﷺ کی مجلس میں حاضر تھا۔ جبکہ ایک شخص وہاں آیا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جو قابل حد ہے۔"

مگر جناب رسالتمآب ﷺ اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا' اس شخص نے جناب رسالتمآب ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو وہ شخص پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جو قابل حد ہے۔ آپ اللہ کی کتاب کے مطابق مجھ پر حد جاری فرمائیں۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا :۔ "کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کی۔"

اس نے کہا۔ "جی۔ ادا کی ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا :۔ بس جاؤ' اللہ پاک نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے

اور حد بھی معاف فرما دی ہے۔

صحیح بخاری جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۲۳

(۹)

ایک بار بنو غامدیہ کی ایک عورت بارگاہ سید الکونین آئی اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے' مجھے پاک فرمایئے۔

آپ نے فرمایا:۔ "واپس چلی جاؤ۔"

وہ عورت واپس چلی گئی۔ لیکن دوسرے روز پھر جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ غالباً آپ ﷺ مجھے بھی اسی طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جیسے آپ ﷺ نے مالک کے بیٹے ماعز کو لوٹا دیا تھا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے پاک فرمائیں بخدا میں حمل سے ہوں۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:۔ "اس وقت چلی جا اور جب وضع حمل ہو جائے' پھر آجانا۔"

چنانچہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق وہ چلی گئی اور جب واپس آئی تو اکیلی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ نومولود بچہ بھی تھا۔ اس نے عرض کیا۔

"حضور ﷺ! یہ میرا بچہ ہے۔ میں نے اسے جنم دیا ہے۔"

آپ نے فرمایا:۔ اس وقت چلی جاؤ۔ بچے کو دودھ پلاؤ۔ جب یہ اناج کھانے کے قابل ہو جائے۔ تو پھر آجانا۔

وہ چلی گئی اور تھوڑی مدت کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی۔ بچہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ بچے کے ہاتھ میں کوئی کھانے کی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا۔

یہ دیکھ کر آپ نے حاضرین میں سے ایک شخص کو کہا کہ وہ بچے کو عورت سے لے لے اور اس کی کفالت کرے۔

اس کے بعد جناب سید الکونین نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھود کر اس عورت کو سنگسار کیا جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کے لئے ایک گڑھا کھودا گیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

سنگسار کرنے والوں میں حضرت خالد بن ولید بھی تھے۔ انہوں نے بھی اس عورت کو پتھر مارا۔ اس کے خون کے چھینٹے خالد رضی اللہ عنہ کے رخسار پر پڑے تو انہوں نے اس عورت کو گالی دی۔

اس پر آپ ﷺ نے خالد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

خالد! سوچ سمجھ کر بات کرو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

اس عورت نے تو ایسی توبہ کی ہے اگر ایسی توبہ کوئی ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا محصل بھی کرے۔ تو اس کی بخشش ہو جائے۔

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

۱۔ صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الحدود ص ۳۲۲۔۳۲۶

۲۔ سنن ابی داؤد جلد ۴ کتاب الحدود ص ۱۵۲

(۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :۔

ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا' اور اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا۔ جناب سید الکونین ﷺ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم صادر فرمایا : لیکن جب حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ مجرم شادی شدہ ہے تو آپ نے اپنا حکم بدل دیا اور اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

(۱۱)

... متعلق احکامات دریافت

اور حد بھی معاف فرمادی ہے۔

صحیح بخاری جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۲۳

(۹)

ایک بار بنو غامدیہ کی ایک عورت بارگاہ سید الکونین آئی اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے' مجھے پاک فرمایئے۔

آپ نے فرمایا:۔ "واپس چلی جاؤ۔"

وہ عورت واپس چلی گئی۔ لیکن دوسرے روز پھر جناب رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ غالبا آپ ﷺ مجھے بھی اسی طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جیسے آپ ﷺ نے مالک کے بیٹے ماعز کو لوٹا دیا تھا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے پاک فرمائیں بخدا میں حمل سے ہوں۔

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:۔ "اس وقت چلی جا اور جب وضع حمل ہو جائے' پھر آجانا۔"

چنانچہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق وہ چلی گئی اور جب واپس آئی تو اکیلی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ نومولود بچہ بھی تھا۔ اس نے عرض کیا۔

"حضور ﷺ! یہ میرا بچہ ہے۔ میں نے اسے جنم دیا ہے۔"

آپ نے فرمایا:۔ اس وقت چلی جاؤ۔ بچے کو دودھ پلاؤ۔ جب یہ اناج کھانے کے قابل ہو جائے۔ تو پھر آجانا۔

وہ چلی گئی اور تھوڑی مدت کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی۔ بچہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ بچے کے ہاتھ میں کوئی کھانے کی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا۔

یہ دیکھ کر آپ نے حاضرین میں سے ایک شخص کو کہا۔ کہ وہ بچے کو عورت سے لے لے اور اس کی کفالت کرے۔

اس کے بعد جناب سید الکونین نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھود کر اس عورت کو سنگسار کیا جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کے لئے ایک گڑھا کھودا گیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

سنگسار کرنے والوں میں حضرت خالد بن ولید بھی تھے۔ انہوں نے بھی اس عورت کو پتھر مارا۔ اس کے خون کے چھینٹے خالد ؓ کے رخسار پر پڑے تو انہوں نے اس عورت کو گالی دی۔

اس پر آپ ﷺ نے خالد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

خالد! سوچ سمجھ کر بات کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

اس عورت نے تو ایسی توبہ کی ہے اگر ایسی توبہ کوئی ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا محصل بھی کرے۔ تو اس کی بخشش ہو جائے۔

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

۱۔ صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الحدود ص ۳۲۲-۳۲۶

۲۔ سنن ابی داؤد جلد ۴ کتاب الحدود ص ۱۵۲

(۱۰)

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں:۔

ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا۔ جناب سید الکونین ﷺ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم صادر فرمایا: لیکن جب حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ مجرم شادی شدہ ہے تو آپ نے اپنا حکم بدل دیا اور اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

(۱۱)

[illegible] متعلق احکامات دریافت

کئے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر لونڈی زنا کرائے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے۔ تو اس پر کوڑوں کی حد جاری کی جائے۔ لیکن زبان سے اسے ملامت نہ کی جائے۔

اگر وہ حرام کاری سے باز نہ رہے اور دوبارہ زنا کی مرتکب ہو تو اسے پھر کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اسے برا بھلا نہ کہا جائے (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے) اور تیسری بار پھر زنا کرائے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے۔ تو اس بار بھی اسے کوڑے مارے جائیں۔

لیکب اب کے سزا دینے کے بعد اسے فروخت کر دیا جائے۔ چاہے اس کی قیمت ایک معمولی بالوں کی رسی کے برابر ہو کیوں نہ پڑے۔

صحیح بخاری جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۳۶

(۱۲)

جناب سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ جن اشخاص کو تم قوم لوط کے عمل میں ملوث دیکھو۔ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

راوی ۔ ابن عباس

نیل الاوطار ۔ بحوالہ اسلامی حدود

(۱۳)

جناب ختمی مرتبت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"اگر مرد و مرد سے ہم جنسی کا ارتکاب کرے تو دونوں زانی ہیں۔"

اور اگر عورت عورت سے بدفعلی میں ملوث پائی جائے تو دونوں زانیہ ہیں۔

(یعنی ان دونوں حالتوں میں حد جاری ہو گی)

بہقی ۔ شرح الزرقانی

بحوالہ ۔ اسلامی حدود

(۱۴)

حضور سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں :۔

جو شخص کسی جانور سے فعل بد کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کر دو اور اس جانور کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دو۔

ابن عباس جو اس حدیث کے راوی ہیں سے سوال کیا گیا کہ (بے زبان) جانور کا کیا قصور ہے؟ (جو اسے بھی سزا دی جائے)

تو ابن عباس نے جواب دیا۔ کہ حضور ﷺ نے جانور کے متعلق تو کچھ نہیں فرمایا۔ البتہ اتنا ضرور محسوس ہوا کہ حضور سید الکونین ﷺ نے اس بات کو مکروہ سمجھا ہے کہ ایسے جانور کا گوشت کھایا جائے۔ یا اسے کام میں لایا جائے۔ کیوں کہ اس سے بدفعلی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

سنن ابوداؤد' ترمذی شریف مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۶۶

(۱۵)

جناب علی حیدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب ﷺ کی لونڈی نے زنا کا ارتکاب کیا' آپ نے مجھے اس پر حد لگانے کا حکم دیا۔ (جب میں حد جاری کرنے کو تیار ہوا) تو مجھے پتا چلا کہ وہ بچہ جننے کے قریب ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کو حد لگاؤں تو وہ جان بر نہیں ہو گی (اس لئے حد نہیں لگائی) اور اس کا ذکر جناب رسالتماب ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ ے فرمایا :۔ تو نے اچھا کیا ہے۔ (جو حد جاری نہیں کی)

لیکن ابوداؤد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :۔ اس وقت اسے چھوڑ دو' جب اس کا خون بند ہو جائے تو حد جاری کرنا۔

۱۔ صحیح مسلم۔

۲۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۶۴

(۱۶)

عمرو بن حمزہ اسلمی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ہمراہ تھے پھر جناب سید الکونین ﷺ کے ساتھ مدینہ آئے۔ یہاں جناب رسالتماب ﷺ نے اپنے بادیہ جانے کی اجازت طلب کی' آپ نے اجازت دے دی۔ تو وہ بادیہ کو روانہ ہوئے۔ جب عمرو ضبوعہ کے مقام پر پہنچے جو مدینہ سے مکہ کی راہ پر ایک منزل پر واقع ہے۔ وہاں انہیں ایک حسین و جمیل عرب لونڈی نظر پڑی۔ شیطان نے انہیں اس حد تک بہکایا کہ وہ اس سے زنا کر بیٹھے۔ اس وقت تک ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اپنے کئے پر سخت نادم ہوئے تو واپس جناب رسالتماب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (اور صورت حال سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا) آپ ﷺ نے عمرو بن حمزہ پر حد جاری فرمائی۔

آپ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ انہیں جدا جدا کر کے کوڑے لگائے اور کوئی ایسا کوڑا استعمال کرے جو استعمال شدہ اور نرم ہو۔

طبقات ابن سعد' جلد ۴

(۱۷)

جناب رسالتماب ﷺ کے زمانہ میں ایک خاتون نماز کے ارادہ سے آرہی تھی کہ راستہ میں اسے ایک شخص نے پکڑ لیا' زبردستی اس سے زنا کیا اور فرار ہو گیا۔ کیوں کہ عورت شور مچا رہی تھی۔ اتفاقاً (اسی لمحے) ایک دوسرا شخص وہیں سے گزرا' عورت نے سمجھا کہ یہی شخص مجرم ہے۔ تو اسی کے متعلق کہنے لگی کہ اسی نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ اسی طرف سے مہاجرین کے چند آدمی گزر رہے تھے۔ عورت کے شور مچانے پر انہوں نے اسی شخص کو پکڑ لیا۔ (حالانکہ یہ شخص حقیقت میں بے قصور تھا) عورت نے بھی کہا کہ یہی شخص ہے جس نے میری آبرو ریزی کی ہے۔ اس لئے وہ اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اصل مجرم کو جب پتہ چلا کہ ایک بے گناہ شخص پر حد جاری ہو گی۔ تو وہ

خود بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہو گیا اور عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص بے قصور ہے۔ جرم کا ارتکاب میں نے کیا ہے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے عورت سے فرمایا:۔

"جاؤ۔ اللہ نے تیری بخشش فرما دی۔" پہلے شخص (بے قصور) کے متعلق کلمات خیر فرمائے اور مجرم کے بارے میں حکم دیا کہ اسے رجم کر دو۔ چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر اہل مدینہ ایسی توبہ کر لیتے تو قبول کر لی جاتی۔"

ا۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۳۶

۲۔ ابوداؤد جلد ۴ کتاب الحدود

(۱۸)

لجلاج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

"میں بازار میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ اتنے میں ایک عورت اپنے بچہ کو سینے سے لگائے وہاں سے گزری۔ لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ میں بھی (دیکھا دیکھی) ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ عورت (اور اس کے ساتھ لوگ) جب جناب الکونین ﷺ کی بارگاہ میں پہنچی۔ تو آ نے اس عورت سے دریافت فرمایا۔ "اس بچے کا باپ کون ہے؟" وہ عورت خاموش رہی۔ لیکن اس کے پاس سے ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر کہا'

"یارسول اللہ ﷺ! اس (بچے) کا باپ میں ہوں۔"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ اس عورت کی طرف مخاطب ہوئے اور پھر پوچھا۔ "بتاؤ۔ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت تو چپ چاپ رہی۔ لیکن اسی نوجوان نے پھر کہا" "یارسول اللہ ﷺ! میں ہوں اس کا باپ"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ (تحقیق کی خاطر) حاضرین سے پوچھا کہ کیا یہ

عمرو بن حمزہ اسلمی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ہمراہ تھے پھر جناب سید الکونین ﷺ کے ساتھ مدینہ آئے۔ یہاں جناب رسالتماب ﷺ نے اپنے بادیہ جانے کی اجازت طلب کی' آپ نے اجازت دے دی۔ تو وہ بادیہ کو روانہ ہوئے۔ جب عمرو ضبوعہ کے مقام پر پہنچے جو مدینہ سے مکہ کی راہ پر ایک منزل پر واقع ہے۔ وہاں انہیں ایک حسین و جمیل عرب لونڈی نظر پڑی۔ شیطان نے انہیں اس حد تک بہکایا کہ وہ اس سے زنا کر بیٹھے۔ اس وقت تک ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اپنے کئے پر سخت نادم ہوئے تو واپس جناب رسالتماب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (اور صورت حال سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا) آپ ﷺ نے عمرو بن حمزہ پر حد جاری فرمائی۔

آپ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ انہیں جدا جدا کر کے کوڑے لگائے اور کوئی ایسا کوڑا استعمال کرے جو استعمال شدہ اور نرم ہو۔

طبقات ابن سعد' جلد ۴

(۱۷)

جناب رسالتماب ﷺ کے زمانہ میں ایک خاتون نماز کے ارادہ سے آ رہی تھی کہ راستہ میں اسے ایک شخص نے پکڑ لیا' زبردستی اس سے زنا کیا اور فرار ہو گیا۔ کیوں کہ عورت شور مچا رہی تھی۔ اتفاقاً (اسی لمحے) ایک دوسرا شخص وہیں سے گزرا' عورت نے سمجھا کہ یہی شخص مجرم ہے۔ تو اسی کے متعلق کہنے لگی کہ اسی نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ اسی طرف سے مہاجرین کے چند آدمی گزر رہے تھے۔ عورت کے شور مچانے پر انہوں نے اسی شخص کو پکڑ لیا۔ (حالانکہ یہ شخص حقیقت میں بے قصور تھا) عورت نے بھی کہا کہ یہی شخص ہے جس نے میری آبرو ریزی کی ہے۔ اس لئے وہ اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اصل مجرم کو جب پتہ چلا کہ ایک بے گناہ شخص پر حد جاری ہو گی۔ تو وہ

خود بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہو گیا اور عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص بے قصور ہے۔ جرم کا ارتکاب میں نے کیا ہے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے عورت سے فرمایا:۔

"جاؤ۔ اللہ نے تیری بخشش فرما دی۔" پہلے شخص (بے قصور) کے متعلق کلمات خیر فرمائے اور مجرم کے بارے میں حکم دیا کہ اسے رجم کر دو۔ چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر اہل مدینہ ایسی توبہ کر لیتے تو قبول کر لی جاتی۔"

۱۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۳۶

۲۔ ابوداؤد جلد ۴ کتاب الحدود

(۱۸)

لجلاج ؓ بیان کرتے ہیں:۔

"میں بازار میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ اتنے میں ایک عورت اپنے بچہ کو سینے سے لگائے وہاں سے گزری۔ لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ میں بھی (دیکھا دیکھی) ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ عورت (اور اس کے ساتھ لوگ) جب جناب الکونین ﷺ کی بارگاہ میں پہنچی۔ تو آنے اس عورت سے دریافت فرمایا۔ "اس بچے کا باپ کون ہے؟" وہ عورت خاموش رہی۔ لیکن اس کے پاس سے ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر کہا'

"یارسول اللہ ﷺ! اس (بچے) کا باپ میں ہوں۔"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ اس عورت کی طرف مخاطب ہوئے اور پھر پوچھا۔ "بتاؤ۔ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت تو چپ چاپ رہی۔ لیکن اسی نوجوان نے پھر کہا" "یارسول اللہ ﷺ! میں ہوں اس کا باپ"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ (تحقیق کی خاطر) حاضرین سے پوچھا کہ کیا یہ

شخص مجنون تو نہیں؟

سب نے عرض کیا، کہ نہیں یہ تو بالکل بھلا چنگا ہے۔ اب جناب رسالتماب ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا، "کیا تو شادی شدہ ہے؟" تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ چنانچہ آپ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اسے رجم کیا جائے اور اس شخص کو آپ کے حکم کے مطابق سنگسار کر دیا گیا۔

۱۔ سنن ابی داؤد جلد ۲ کتاب الحدود

۲۔ مسند امام احمد

شراب نوشی کے لئے حدود

(۱)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا:۔

"جو شخص شراب نوشی کرے۔ اسے تازیانے مارو۔ اگر وہ باز آئے اور چار بار شراب نوشی کا ارتکاب کرے، تو چوتھی بار اس کی گردن اڑا دو۔

پھر ایک شخص کو جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس نے چوتھی مرتبہ شراب نوشی کی تھی۔

آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "شرابی" کو تازیانے مارے جائیں۔

آپ ﷺ نے اس شخص کے قتل کرنے کا حکم صادر نہیں فرمایا۔

راوی: جابر رضی اللہ عنہ سنن ترمزی مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۷۵

(۲)

نعیمان کو جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں ایسی حالت میں لایا گیا۔ جب کہ وہ شراب کے نشے میں دھت تھا۔ آپ ﷺ کو یہ حالت سخت ناگوار گزری (سخت غضب میں) آپ ﷺ نے حاضرین کو حکم دیا کہ اس شخص کو حدیں ماریں۔ چنانچہ حاضرین نے اسے خوب پیٹنا شروع کیا۔ (عقبہ بن حارث)

جبکہ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب اس کو مارنے کا حکم دیا۔ تو شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا گیا۔

صحیح بخاری جلد ۵ ص ۵۶

(۳)

جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ جس نے شراب پی رکھی تھی۔

آپ ﷺ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اس لئے صحابہ کو حکم

آپ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر کسی نے صحابہ میں سے' اسے ہاتھ سے مارا۔ کسی نے جوتے سے اس کی پٹائی کی اور کسی نے اس غرض کے لئے کپڑا استعمال کیا۔

صحیح بخاری جلد ۵ ص ٦٥١

سنن ابی داؤد میں ہے اور یہ اس پر مزید ہے کہ پھر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔ "اسے تنبیہہ کرو۔"

چنانچہ صحابہ نے اس کی طرف توجہ کی اور کہا۔

"اے شخص! تو نے خدا کا خوف نہیں کھایا۔ تجھے خدا کے عذاب کا ڈر نہیں ہے۔ تجھے جناب رسالتماب ﷺ سے بھی حیا نہ آئی۔"

ان میں سے کوئی آدمی کہنے لگا۔ "اللہ تجھ کو رسوا کرے۔"

یہ کلمہ جب جناب ختمی مرتبت ﷺ نے سنا تو اسے ٹوک دیا اور ارشاد فرمایا :۔

اے شخص! ایسا ہرگز نہ کہو۔ کیوں کہ ایسا کرنے میں تم شیطان کی مدد کرتے ہو۔ تاکہ وہ ایسوں پر غلبہ حاصل کرے۔" بلکہ یوں کہو۔ "اے پروردگار۔ اس پر اپنا رحم فرما۔ اس کی مغفرت فرما اور اسے بخش دے۔"

راوی : ابوہریرہ

سنن ابی داؤد بحوالہ مشکوۃ جلد ص ۱۷۵-۱۷٦

(۴)

ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا۔ لوگ اسے حمار کے لقب سے پکارتے تھے۔ وہ جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور معصوم مزاح سے حضور ﷺ کے تفنن طبع کا انتظام کرتا تھا۔ حضور ﷺ بھی اس کے مزاح سے لطف اندوز ہوتے اور تبسم فرماتے۔

لیکن اس میں شراب نوشی کی عادت تھی۔ آپ ﷺ نے اس پر شراب پینے کی وجہ سے حد بھی جاری فرمائی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس نے پھر شراب چڑھا

لی اور نشے کی حالت میں حضور رسالتماب ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر حد جاری فرمائی اور تازیانے لگانے کا حکم دیا۔ اسے کوڑے مارے گئے۔

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ "اللہ کی لعنت ہو ایسے شخص پر۔ کتنی بار شراب نوشی کے جرم میں سزا پا چکا ہے۔ لیکن باز پھر بھی نہیں آتا۔

آپ ﷺ نے جب یہ کلمہ سنا تو فرمایا:۔

"اے شخص! اس پر لعنت مت کرو۔ اللہ کی قسم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کریم سے کس قدر محبت ہے۔"

راوی: حضرت عمر فاروق

صحیح بخاری جلد ۵ ص ۶۵۲

(۵)

حضرت عبداللہ بن الدیلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا۔

ہم جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ آپ کو خوب علم ہے کہ ہم لوگ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں اور کس انسان کی بارگاہ میں پیش ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ: تم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے ہو۔

وہ لوگ: یارسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں انگور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں' ہم ان کو کس طرح استعمال میں لے آئیں۔ (آپ ﷺ اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں)

رسول اللہ ﷺ: صبح میں ان کی نبیذ ڈال لیا کرو اور رات کو اسے پی لو پھر رات میں انہیں پانی میں بھگو دو' صبح نوش کرو۔ البتہ غور سے سنو! انہیں مشکیزوں میں بھگونا۔ انہیں بڑے بڑے مٹکوں میں بھگونا تمہارے لئے جائز نہیں کیونکہ ان کے نچوڑنے میں اگر دیر ہو جائے تو کشمش سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی۔

۱۔ ابوداؤد شریف ۔ ص ۵۲۱

۲۔ سنن نسائی جلد ۳ ص ۵۴۳

(۶)

ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یمنی : یارسول اللہ ﷺ ہم یمن میں جوار سے ایک قسم کی شراب کشید کرتے ہیں ہم مرز کہتے ہیں اور ہم اسے پیتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ ﷺ کا کیا حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ : کیا یہ شراب نشہ آور ہے؟

یمنی : جی ہاں یارسول اللہ ﷺ!

رسول اللہ ﷺ : تو سنو! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب استعمال کرے۔ تو اسے قیامت میں طینتہ الخبال پلایا جائے گا۔

صحابہ کرام : یارسول اللہ یہ طینتہ الخبال۔ کس چیز کا نام ہے؟

رسول اللہ : یہ دوزخیوں کا پسینہ اور ان کے زخموں کی پیپ ہے۔

راوی : جابر رضی اللہ عنہ صحیح مسلم مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۸۰

سنن نسائی جلد ۳ ص ۵۳۸

(۷)

دیلم حمیری بیان کرتے ہیں

کہ ہم جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے میں نے حضور ﷺ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ سخت محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم گیہوں سے کشید کردہ شراب استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ تاکہ سردی سے بھی محفوظ ہیں اور توانائی بھی بحال رہے۔

رسول اللہ ﷺ: کیا وہ مشروب نشہ آور ہے؟

دیلم حمیری: جی ہاں، یارسول اللہ ﷺ!

رسول اللہ ﷺ: اسے بالکل ترک کر دو۔

دیلم حمیری: (مجھے خوف ہے) یارسول اللہ ﷺ لوگ اس شراب کو ترک نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ: تو میرا حکم سن لو، اگر وہ لوگ اس کا پینا ترک نہ کریں تو ان کے خلاف جنگ کرو۔

سنن ابی داوٗد مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۸۳

(۸)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

جناب سید الکونین ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ ﷺ یمن میں دو قسم کی شراب کشید کی جاتی ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے کہ ان میں سے کون سا مشروب استعمال کروں۔

رسول اللہ ﷺ: وہاں کس قسم کی شرابیں کشید کی جاتی ہیں۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ ﷺ! تبع اور مرز

رسول اللہ ﷺ: یہ شرابیں کس چیز سے بنائی جاتی ہیں۔

ابو موسیٰ: یارسول اللہ ﷺ تبع شہد سے کشید کی جاتی ہیں اور جو سے بنائی جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ: جو نبیذ مشروب نشہ آور ہے اسے ہرگز استعمال نہ کرو کیونکہ میں نے یہ نشہ آور چیز کو حرام کیا ہے۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۵۱۴

سرقہ

ارشاد سید الانبیاء ﷺ

جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چور جب چوری کرتا ہے تو ایمان کی دولت اس سے چھین لی جاتی ہے۔

اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو ایمان اس سے دور ہو جاتا ہے اور جو شخص لوگوں کے دیکھتے رہزنی اور ڈاکہ زنی کرے' تو وہ بھی ایمان کی نعمت گنوا دیتا ہے۔

یعنی یہ افعال بندہ کو ایمان سے دور اور کفر سے قریب تر کر دیتے ہیں)

ہاں۔ اگر اس کے بعد توبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔

راوی : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۴۰-۳۴۱

(۱)

جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا' اور اقرار کیا کہ اس نے چوری کی ہے (تلاشی لینے پر) اس سے کسی قسم کا مال برآمد نہ ہوا تو جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے۔ تم نے چوری کا ارتکاب نہیں کیا۔" لیکن اس شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے چوری کی ہے۔ اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا۔ "اسے لے جا کر اس کا ہاتھ کاٹ دو' اور پھر دوبارہ اسے میرے پاس لے آؤ۔"

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور پھر اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو۔

جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا:۔ "اے شخص کہو' میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور اس معافی کا خواستگار ہوں۔"

اس پر اس (چور) نے عرض کیا۔ "میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ

تعالیٰ سے معافی کا مطلب گار ہوں۔"

تو حضور ﷺ نے (دست مبارک اٹھا کر) دعا فرمائی۔

"اے اللہ اپنے اس (عاجز) بندے کو معاف فرما دے۔"

راوی: ابوامیہ مخزومی

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۴۲

(۲)

ایک شخص نے ایک ڈھال مسجد نبوی کے ایک مقام صفتہ النساء سے چرائی۔ اس ڈھال کی قیمت ۳ درہم تھی۔ جب اس چور کو حاضر کیا گیا تو حضور ﷺ نے اس چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے حکم دیا۔

کہ ہر اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے جو چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری کا ارتکاب کرے۔

راوی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۵۱۔۳۵۲

(۳)

ایک شخص پر چوری کا الزام تھا۔ جناب سید الکونین ﷺ نے اسے قید میں ڈال دیا۔ لیکن بعد میں اسے آزاد کر دیا۔

راوی بہزبن حکیم۔ سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۷۲

(۴)

ایک عورت کی یہ عادت تھی کہ وہ لوگوں سے عاریتاً چیزیں لیتی۔ لیکن انہیں واپس نہ کرتی۔ بلکہ صاف انکار کر دیتی (کہ اس نے لی ہی نہیں) اسی طرح لوگوں سے زیور عاریتاً لیتی اور اپنے پاس رکھ لیتی (مالکوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیتی)

جب اس کی اس عادت بد کا جناب سید المرسلین ﷺ کو علم ہوا۔ تو آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر فرمایا کہ توبہ کرو اور دوسروں کا جو مال بھی تمہارے پاس ہے۔ اسے ان کے مالکوں کو لوٹا دو۔" آپ نے یہ حکم کئی بار دہرایا۔ لیکن وہ عورت ٹس سے مس نہ ہوئی بلکہ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو جناب رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ "اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

راوی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت نافع رضی اللہ عنہ

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۴۵

(۵)

جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکا دو، چنانچہ چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔

راوی: عبدالرحمان بن محریز

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۶۵

(۶)

جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:۔

"جب غلام چوری کا مرتکب ہو۔ تو اسے فروخت کر دو، چاہے اس کی قیمت ۲۰ درہم ہی وصول ہو۔"

راوی: ابو ہریرہ

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۶۰

(۷)

جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص پیش کیا گیا۔ جس نے چوری

کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن حاضرین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس نے چوری کی ہے۔

تو جناب رسالتماب ﷺ نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

وہ شخص باز نہ آیا اور دوبارہ چوری میں ماخوذ ہوا' جب اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو جناب رسالتماب ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ مگر حاضرین نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص (دوبارہ) چوری کا مرتکب ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ چور کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے اور اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا۔

(دو دفعہ سزا پانے کے باوجود یہ شخص چوری سے باز نہ آیا) اور تیسری دفعہ پھر چوری کی اس لئے اسے تیسری بار حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کرنے کو کہا۔ لیکن حاضرین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ چور ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ () مگر چور ڈھیٹ تھا) چوتھی بار پھر اس نے چوری کی۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا جائے اور اس کا دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا جائے۔

وہ (سیاہ بخت) پانچویں دفعہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ تو حضور ﷺ نے حکم صادر فرمایا:۔ کہ اب کے اسے قتل کر دیا جائے۔ اس لئے اس شخص کو مرید کے مقام کی طرف قتل کرنے کے لئے لے گئے اور وہاں پر اسے پیٹھ کے بل لٹا دیا گیا لیکن وہ ہاتھ پاؤں کٹے ہونے کے باوجود دوڑنے لگا۔ اس کی یہ خوفناک ہیبت کذائی دیکھ کر اونٹ بھی خوف سے بلبلانے لگے۔ وہ شخص دوڑتے ہوئے گر پڑا۔ لوگوں نے پھر اس پر قابو پا لیا۔ اس کے باوجود بھی اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود تیسری دفعہ اسے پکڑ لیا گیا اور لوگوں نے پتھر مار مار کر اسے ہلاک کر

دیا۔ اس کی لاش لوگوں نے اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دی' اس پر مزید پتھر برسائے (تاکہ لاش ڈھک جائے)

راوی ۔ جابر رضی اللہ عنہ

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۵۸-۳۵۹

(۸)

ایک شخص جس کا تعلق قبیلہ مزینہ سے تھا۔ جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (چوری سے متعلق احکامات دریافت کرنے کے لئے) حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کا آغاز کیا۔

وہ شخص یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہاڑ پر چرنے والے جانور کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے (اگر کوئی چرالے)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اگر کوئی شخص اس قسم کا جانور چوری کرے تو اسے وہ جانور لوٹانا ہو گا۔

اس کے ساتھ اسی قسم کا ایک اور جانور (بطور تاوان) دینا ہو گا۔

اس کے علاوہ اسے سزا بھی دی جائے گی۔ لیکن چوری کرنے کے جرم میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ہاں اگر کوئی شخص ایسا جانور چوری کرتا ہے۔ جو باڑے کے اندر ہو لیکن اس کی قیمت ڈھال کی قیمت سے کم ہو' تو اسے وہ جانور واپس کرنا ہو گا۔ ساتھ میں اسے کوڑے بھی مارے جائیں گے۔

وہ شخص: یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے پھل کے متعلق کیا حکم ہے جو درخت پر لگا ہو' اور اسے چرایا جائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اگر کوئی ضرورت مند شخص اشد ضرورت کے وقت ایسا پھل چوری کرے۔ تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن شرط یہ ہے یہ پھل کسی کپڑے میں باندھ کر چھپانہ لے۔ لیکن اگر کوئی شخص (عام حالات میں) ایسا پھل

چوری کر کے نکل آئے۔ تو وہ چوری کردہ پھل واپس لوٹائے اور اسی قدر مزید پھل بھی ادا کرے۔ یعنی اسے دگنا تاوان دینا ہو گا۔ تاوان کے علاوہ اسے سزا بھی دی جائے گی۔ ہاں ایسے پھل جنہیں توڑ کر کھلیاں میں محفوظ کیا گیا ہو۔ تو جو شخص ان میں سے اس قدر پھل چرائے کہ ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔ تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر جو پھل اس نے چرائے ہیں۔ ان کی قیمت ڈھال کی قیمت سے کم ہوتی تو اسے دہرا تاوان ادا کرنا ہو گا۔ تاوان کے علاوہ اسے کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی۔

راوی: عبداللہ بن عمر بن العاص

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۵۶-۳۵۷

(۹)

حضرت عائشہ الصدیقہ ﷺ فرماتی ہیں:-

کہ جناب سید المرسلین ﷺ نے ایک عورت کا جس نے چوری کی تھی ہاتھ کٹوا دیا تھا۔ سزا پانے کے بعد وہ عورت اکثر ہمارے ہاں آیا کرتی تھی۔ میں اس بیچاری کی ضرورت جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتی تھی (اور جناب رسول اللہ ﷺ اس کی ضرورت پورا فرماتے تھے)

جناب صدیقہ فرماتی ہیں' اس عورت نے توبہ کی اور بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ توبہ کی۔

صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الحدود ص ۲۴۰

(۱۰)

ایک شخص نے چوری کی' اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے معاف فرما دیا (کہ شاید توبہ کرے) لیکن وہ شخص چوری سے باز نہ آیا۔ اسے چار بار چوری کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور حضور سید الکونین ﷺ کی

خدمت میں اسے چار بار پیش کیا گیا۔ جناب رسالتمآب ﷺ اسے ہر بار معاف فرما دیا۔ (شاید توبہ کر لے) وہ شخص اس علوت بد سے باز نہ آیا۔ پانچویں بار چوری کی۔ تو حضور اکرم ﷺ نے اس کا ایک ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ مگر چھٹی بار اس نے پھر چوری کی۔ تو حضور رسالتمآب ﷺ کے حکم سے اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ اس کے باوجود اس نے چوری ترک نہیں کی۔ بدبخت کو آٹھویں بار جب حضور ﷺ کے سامنے لے آئے تو آپ ﷺ کے حکم سے اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۵۸

(۱۱)

ایک شخص کو بچے چرانے کی عادت تھی۔ جناب سید المرسلین ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ مگر جناب سید الکونین ﷺ نے کھانا یا کھانے کی چیزیں چرانے پر معاف فرما دیا۔

(۱۲)

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

میں ایک دن مسجد میں اپنی چادر سے سر کے نیچے رکھے سو رہا تھا۔ جس کی قیمت ۳۰ درھم تھی۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے چادر کو آہستہ آہستہ میرے سر کے نیچے سرکا کر کھینچ لیا اور چادر لے کر بھاگ نکلا۔

چوڑ کو پکڑ لیا گیا۔ جب اسے جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا (یہ دیکھ کر مجھے دکھ ہوا اور) میں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! آپ محض ۳۰ درھم کے لئے اس کا ہاتھ کاٹیں گے۔ اسے معاف فرمائیں۔ "میں اس چادر کو اس کے ہاتھ بیچتا ہوں۔" اس پر آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:۔

(اب خدا کا قانون اور حکم ٹل نہیں سکتا) میرے پاس اسے لانے سے پہلے ہی تم نے ایسا کیوں نہیں کر لیا۔

ابوداؤد ص ۶۰۲ سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۴۲-۳۴۴

(۱۳)

ایک عورت، جس کا تعلق بنو مخزوم سے تھا' نے فتح مکہ کے دوران چوری کی۔ لوگ اس عورت کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' چوں کہ یہ ایک بڑے قبیلہ کی عورت تھی۔ اس لئے بنو مخزوم کے لوگ جو اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تاکہ وہ حضور ﷺ کے پاس جائیں اور اس عورت کی سفارش کریں۔ ان کا خیال تھا کہ جناب سید الکونین ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش پر اس مخزومیہ کو معاف کر دیں گے۔

جب سفارش کرنے کے لئے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ سخت جلال میں آگئے اور فرمایا:۔ "اے اسامہ! بنی اسرائیل محض اس لئے تباہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑا اور صاحب ثروت شخص کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرتا۔ تو وہ اس سے درگزر کرتے لیکن کسی مفلس، نادار اور بے سہارا شخص سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد تمہارے لئے توڑ دی جائے۔

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ (مخزومیہ تو ایک طرف رہی) اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ سے بھی چوری کا ارتکاب ہو جائے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دوں۔

پھر جناب رسالتماب ﷺ نے اس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۲۴۵-۳۴۹

(۱۴)

عباد بن شرجیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :۔

مدینہ میں ایک سال سخت قحط پڑا' مجھے اسی سال مدینہ جانے کا اتفاق ہوا' جب وہاں پہنچا۔ (بھوک سے نڈھال تھا) کہ میرا گزر ایک باغ سے ہوا۔ (وہ انگوروں کا باغ تھا) میں نے باغ میں جا کر انگور کا ایک خوشہ توڑا اور اسے کھا لیا۔ کچھ اور خوشے توڑ کر اپنی چادر میں رکھ لئے چلنے کو تھا کہ باغ کا مالک آن پہنچا آتے کے ساتھ ہی اس نے مجھے پکڑ لیا۔ مجھے نہ صرف اس نے مارا بلکہ میرے کپڑے بھی چھین لئے۔

میں اسی حالت میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کے مالک کو بلوا کر کہا۔

"جب یہ شخص بھوکا تھا۔ تو تو نے اسے کھانا کیوں نہیں دیا اور اگر وہ بے علم تھا۔ تو تو نے (مارنے کی بجائے) اسے بتایا کیوں نہیں (کہ ایسا کرنا جرم ہے) میرا حکم سن لو' جاؤ اور اس کے کپڑے واپس کر دو۔

"ان کے ساتھ ایک وسق غلہ بھی (بطور تاوان) اس کے حوالے کرو۔"

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۷

(۱۵)

رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :۔

"میں نے ایک انصاری کے کھجور کے درختوں سے کھجور حاصل کرنے کے لئے پتھر مارے۔ تو اس کا مالک آگیا اور مجھے پکڑ کر جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔

اس پر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ "اے لڑکے! تو درخت پر پتھر کیوں

مار رہا تھا۔"

میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ تا کہ کھجور حاصل کر کے کھاؤں۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "دیکھو! (کھجور کو) پتھر نہ مارا کرو' البتہ جو کھجور زمین پر گری پڑی ہو۔ اسے اٹھا کر کھالیا کرو۔"

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۷

لعان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب قرآن مجید میں قذف کی حد سے متعلق احکام کی آیات :۔

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور (ثبوت میں) چار گواہ نہ لا سکیں، تو انہیں اسی (۸۰) تازیانوں کی سزا دو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو ایسے ہی لوگ ہیں جو پکے فاسق ہیں۔"

النور : ۵

کا نزول ہوا۔ تو انصار کے قبیلہ بنی خزرج کے رئیس سعد بن عبادہ نے جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ "کیا یہ آیات اسی طرح نازل ہوئی ہیں۔"

ان کی زبانی اس قسم کی بات سن کر حضور دم بخود ہو گئے اور انصار سے فرمایا :۔

"اے گروہ انصار! سن رہے ہو، اپنے سردار کی باتیں؟"

تو حاضرین نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سعد کو ملامت نہ فرمائیں شدید غیرت کی وجہ سے ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں۔ اس پر سعد بن عبادہ نے خود عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : میرے ماں باپ آپ پر قربان میرا ایمان ہے کہ یہ آیات حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔ مگر جو بات پریشان کن ہے وہ یہ کہ اگر میں اپنی بے حیا بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ ملوث دیکھوں، تو کیا میں حق پر نہیں ہوں گا۔ اگر اسے قتل کر دوں۔ تو کیا میرے لئے ضروری ہو گا کہ میں چار گواہ ڈھونڈتا پھروں، اور جب تک انہیں اکٹھا کروں، ملزم اپنا مطلب پورا کر کے فرار ہو جائے۔

ان آیات کے نزول اور سعد بن عبادہ کی اس گفتگو پر تھوڑا ہی وقت گزرا تھا

کہ ہلال بن امیہ' کو بعینہ یہی واقعہ پیش آگیا۔ عشاء کے وقت جب وہ اپنی زمینوں سے واپس ہوئے تو انہوں نے ایک فرد کو اپنی بیوی پر پایا ان کی باتیں بھی سنیں لیکن کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ صبح دم ہلال جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ من و عن حضور ﷺ کے گوش گزار کیا۔ جناب رسالت مآب ﷺ واقعہ سن کر سخت رنجیدہ ہوئے اتنے میں انصار کے دوسرے افراد بھی وہاں آن پہنچے اور آپس میں کہنے لگے۔

"ہمارے سردار سعد بن عبادہ نے جو بات کہی تھی' ہم اسی ابتلا میں پڑ گئے۔ ہلال کے بس کا روگ نہیں کہ چار گواہ اکٹھے کر سکے' اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ احکام الہی کے مطابق اسے حد قذف بھی لگائیں اور ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے مرد و الشہادت بھی قرار دیں گے۔ مگر ہلال نے کہا۔ بخدا مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے کہ وہ مجھے رسوا نہیں کریں گے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے ہلال کا واقعہ سن کر فرمایا:۔

اے ہلال! قرآنی حکم کے مطابق چار گواہ پیش کر' ورنہ تمہارے پیٹھ پر اسی تازیانے لگائے جائیں گے۔

ہلال بن امیہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ' قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں اپنے دعوے میں حق پر ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کوئی ایسی سبیل پیدا فرمائیں گے۔ جو میری پیٹھ کو حد قذف سے نجات دلائے گی۔

دوران گفتگو حضرت جبریل آمین یہ آیات

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور خود ان کے سوا' ان کا کوئی گواہ نہ ہو' ایسے مدعیوں میں سے ہر ایک کی گواہی یہ ہو گی کہ پہلے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائے کہ وہ ضرور اپنے بیان میں سچا ہے۔ پھر پانچویں مرتبہ کہے۔ اگر میں جھوٹ اہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار۔"

اور اگر "شوہر کے قسم کھانے کے بعد" عورت بھی چار مرتبہ اللہ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائے کہ یہ آدمی سراسر اپنے بیان میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہہ دے۔

اگر یہ اپنے بیان میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ ہی کا غضب پڑے (اس صورت میں) عورت کے سر سے سزا ٹل سکتی ہے۔

سورۃ نور ۷۔۱۰

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آیات لعان نازل ہوئیں تو جناب رسالت ماب ﷺ نے ہلال بن امیہ کو بلا کر بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے راہ پیدا فرما دی ہلال نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں تو اللہ پاک سے ایسی ہی آس لگائے ہوئے تھا۔

اس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہلال کی بیوی کو بھی بلا بھیجا۔ جب وہ آن پہنچی۔ تو حضور ﷺ نے اس دعوی سے متعلق اس سے باز پرس کی، جس پر وہ کہنے لگی۔ "یارسول اللہ ﷺ! ہلال نے مجھ پر بہتان باندھا ہے۔"

جناب رسالت ماب ﷺ نے فرمایا:۔ "اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ اسے علم ہے کہ تم میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں کوئی ہے جو (خدا کا خوف کرتے ہوئے) توبہ کرے اور حق بات ظاہر کر دے۔"

اس پر ہلال بن امیہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے حق بات کہی ہے اور جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔

اس پر جناب سید الکونین ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ دونوں میاں بیوی سے قرآنی احکام کے مطابق لعان کرایا جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے پہلے ہلال کو حکم دیا۔ کہ وہ چار مرتبہ ان الفاظ سے شہادت دے جو کلام پاک میں مذکور ہیں، چنانچہ ہلال نے چار مرتبہ شہادت دی کہ۔

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں اپنے دعوے میں سچا

ہوں۔"

پانچویں شہادت کے لئے تیار ہوں تو حضور ﷺ نے تاکیداً" ہلال سے فرمایا:۔

"دیکھو ہلال: خدا کا خوف کرو، دنیاوی سزا آخرت کے عذاب سے کہیں ہلکی ہے، اور عذاب الٰہی لوگوں کی دی ہوئی سزا سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ یہ پانچویں شہادت آخری شہادت ہے۔ اسی پر فیصلہ کا دارومدار ہے۔"

اس پر ہلال بن امیہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ پاک مجھے اس شہادت پر آخرت کا عذاب نہیں دیں گے، اور اس نے پانچویں شہادت دی۔

"اگر میں جھوٹ بولتا ہوں، تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

اس کے بعد ہلال بن امیہ کی بیوی آگے بڑھی، اس نے بھی چار بار شہادت دی اور قسمیں کھائیں اور ہر بار کہا کہ میرا خاوند جھوٹا ہے۔ جب پانچویں شہادت دینے لگی تو آپ ﷺ نے اسے روک دیا اور فرمایا "خدا سے ڈرو، یہ پانچویں شہادت آخری شہادت ہے۔ یاد رکھو! اللہ کا عذاب اس دنیاوی سزا (زنا کی حد شرعی) سے زیادہ المناک ہے۔"

اس نے جب یہ سنا۔ تو وہ تھوڑی دیر رکی۔ جھجکی۔ مگر پھر فوراً کہہ اٹھی۔ واللہ۔ میں اپنی قوم کو ہرگز رسوا نہیں کروں گی اور پانچوں شہادت بھی دے دی۔

"کہ اگر میرا شوہر سچا ہے۔ تو اللہ کی پھٹکار مجھ پر پڑے۔"

جب ملاعنت کی کارروائی مکمل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے میاں بیوی میں تفریق فرما دی اور حکم دیا کہ۔

۱۔ اس حمل سے جو بچہ ہو گا۔ وہ ماں سے منسوب کیا جائے گا۔

۲۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بچے کو مطعون کرے۔ یا اس کی ماں کو ملامت کرے، اور اگر کوئی شخص اس کے باوجود الزام تراشی کا مرتکب ہوا، تو اس پر

حد قذف جاری ہو گی۔

۴۔ عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہو گا کہ وہ ہلال سے زمانہ عدت کے لئے نفقہ اور سکونت کا مطالبہ کرے۔ کیوں کہ یہ طلاق اور وفات کے بغیر اپنے خاوند سے الگ کی جا رہی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اس عورت کے ہاں جب بچہ کی ولادت ہو تو دیکھو وہ کس پر گیا ہے؟ وہ ہلال پر ہو تو سمجھ ہلال کا ہے۔

اور اگر دوسری صورت پر ہو تو سمجھ لو کہ یہ بچہ اس شخص کا ہے۔ جس کے ساتھ عورت متہم کی گئی ہے۔

وضع حمل کے بعد جب دیکھا گیا تو بچہ ہلال کی صورت پر نہیں تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اگر خدا کی کتاب پہلے فیصلہ نہ کر چکی ہوتی۔ تو میں اس ضرور حد جاری کرتا۔

تفسیر سورہ نور، صحیح بخاری:

جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۴۰۔۴۴

جلد ۴ کتاب ۔ ص ۹۰۸۔۹۰۹

تفسیر سورہ نور صحیح مسلم: جلد ۴: ص ۱۳۳۔۱۳۶

سنن نسائی:۔

(۲)

ایک شخص اور اس کی بیوی کا مقدمہ بارگاہ سید الکونین ﷺ میں پیش کیا گیا۔ (خاوند نے بیوی پر الزام لگایا کہ وہ دوسرے شخص سے ملوث ہوئی ہے) ان کے درمیان لعان کرایا گیا۔

عورت حمل سے تھی، لیکن مرد کو اصرار تھا کہ یہ حمل اس کا نہیں (طلاعنت

کے بعد) جناب رسالتماب ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ دیا۔ کہ بچہ صرف ماں کا ہو گا۔

راوی عبداللہ بن عمرؓ موطا امام مالک ص ۵۸۰

(۳)

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح کا ایک اور معاملہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ جناب رسالتماب ﷺ نے لعان کا حکم دیا۔ ملاعنت کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:۔

"تمہارا حساب اللہ پاک کے ذمے ہے۔ تم میں کا ایک بہرحال جھوٹا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے مرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ (عورت)" اب تیرے حق میں نہیں رہی۔ اب تیرا اس کے ساتھ تعلق باقی نہیں رہا۔ تم اس (عورت) کے خلاف نہ تو کسی قسم کی دست درازی کر سکتے ہو، اور نہ کسی منتقمانہ کارروائی کرنے کے مجاز ہو۔"

اس پر اس شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ! میرے مال (جو اسے میں نے دیا ہے) کا کیا بنے گا؟"

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

"تمہیں مال واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے۔ تو بھی (تمہارا) مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے حاصل کی۔"

اور اگر تمہارا دعوی جھوٹا ہے۔ تو بھی (جس طرح اب وہ عورت تم سے دور ہو گئی ہے۔ اسی طرح مال بھی تیرے حق ملکیت سے دور چلا گیا۔)

(۴)

جناب رسالتماب ﷺ نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ لے آئے جو اس خاندان کا نہیں (یعنی

حمل حرام) تو وہ اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گی۔

اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے، حالاں کہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے اور اس کے درمیان حجاب حائل کر دے گا اور اسے تمام اگلی اور پچھلی مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا۔

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سنن نسائی :۔

(۵)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں :۔

جب زنا کی تہمت لگانے والے پر حد قذف قائم کرنے کے احکام نازل ہوئے۔ تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف لا کر یہ احکام لوگوں کو سنائے۔ حاضرین میں عاصم بن عدی بھی تھے۔ وہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص دیکھتا ہے کہ عورت کسی غیر مرد سے ملوث ہے۔ تو اگر وہ چشم دید واقعہ کو بیان کرتا ہے۔ تو حد قذف کا مستحق بنتا ہے اور مردود الشہادت فاسق قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ گواہوں کی تلاش میں نکلتا ہے۔ تو جب تک وہ گواہ اکٹھے کرے۔ وہ شخص اپنی حاجت پوری کر کے فرار ہو چکا ہو گا۔

عاصم نے وہی سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جو اس سے قبل سعد بن عبادہ کر چکے تھے۔

چند روز کے بعد اس کے اپنے خاندان میں ایسا واقعہ رونما ہوا، عاصم کے چچازاد بھائی عویمر عجلاتی کی بیوی، خولہ، جو اس کے چچازاد بہن بھی تھی۔ ایک روز شریک بن سمحاء کے ساتھ مبتلا پائی گئی۔ یہ شریک بھی عاصم کا چچازاد بھائی تھا۔ عویمر عجلاتی نے یہ واقعہ اپنے چچازاد بھائی عاصم سے بیان کیا اور اسے کہا کہ تم میرے واسطے اس مسئلہ میں حل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں نے جو سوال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ افسوس ہے کہ میں خود اس میں مبتلا ہو گیا۔ میرے اہل بیت میں ایک ایسا واقعہ پیش آگیا ہے۔ حضور ﷺ نے عاصم کے اس سوال کو ناپسند فرمایا اور برا منایا۔ چنانچہ جب وہ واپس گھر گیا۔ تو عویمر کو کہا۔ تم نے میرے ساتھ اچھائی نہیں کی۔

عویمر نے کہا' بخدا میں خود حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض حال کروں گا چنانچہ وہ خود حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو ملوث دیکھے۔ تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو قتل کر دے اور اس کے بدلہ میں خود مارا جائے۔ بھلا۔ وہ اس کے علاوہ کرے تو کیا کرے اور اس بعد صورت حال حضور ﷺ کے سامنے بیان کی۔

تمام واقعہ سن کر

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا :۔ (پریشان مت ہو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے معاملے میں حکم نازل فرمایا ہے جاؤ اور بیوی کو لے آؤ۔

چنانچہ عویمر عجلانی اور اس کی بیوی خولہ' دونوں مسجد میں پہنچے' حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ ملاعنت کریں۔ لیکن ملاعنت کرنے سے پہلے تین بار ان کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا :۔

"اللہ پاک علیم و خبیر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی (خدا کا خوف کرتے ہوئے) توبہ کرنے کو تیار ہے؟"

حضور ﷺ کے انتباہ کے باوجود کوئی بھی توبہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوا تو حضور سید الکونین ﷺ نے حکم دیا کہ وہ ملاعنت کریں۔

جب دونوں میاں بیوی پانچوں بار قسمیں اٹھا چکے اور کسی نے بھی اپنے دعوے سے رجوع نہیں کیا۔ تو عویمر نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ! اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھتا ہوں تو (اس کا مطلب ہے کہ) میں جھوٹا ہوں (اور میں نے بہتان باندھا ہے) یہ کہہ کر عویمر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاقیں دے دیں۔ حالانکہ ابھی حضور ﷺ نے انہیں ایسا کرنے کو حکم نہیں دیا تھا۔

بہرحال آپ نے ان طلاقوں کو نافذ فرما دیا اور فیصلہ دیا کہ:۔

"یہ تفریق ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں ہے جو باہم لعان کرے۔"

یہ سنت قائم ہو گئی کہ لعان کرنے والے میاں بیوی کو جدا کر دیا جائے۔ اور انہیں یکجانہ رہنے دیا جائے۔

عویمر کی بیوی حمل سے تھی۔ لیکن عویمر معترتھا۔ کہ یہ حمل میرا نہیں اس لئے آپ ﷺ نے فیصلہ صافر فرمایا:۔

۱۔ بچہ ماں کی طرف منسوب ہو گا۔

۲۔ یہ بچہ ماں سے میراث پانے کا حق دار ہو گا۔

۳۔ ماں بھی اس سے میراث پانے کی مستحق ہو گی۔

صحیح بخاری: جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۹۰۹-۹۱۶

۲۔ جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۴۵

صحیح مسلم: جلد ۴ ص ۱۲۶-۱۳۰

موطا امام مالک ص ۴۰۷

(۶)

ایک شخص جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! میری ایک بیوی ہے اور وہ مجھے حد سے زیادہ محبوب ہے۔ مگر اس کا حال کچھ ایسا ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی۔

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔ تو اسے طلاق دے دے۔

اس پر اس شخص نے کہا۔ حضور ﷺ! مگر میں تو اس کے بغیر رہ بھی نہیں

سکتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:۔ تو اسے اپنے پاس رہنے دے۔

چونکہ یہ معاملہ مبہم تھا۔ اس لئے جناب رسالتماب ﷺ نے مدعی سے اس بات کا مطالبہ نہیں کیا کہ جو بات اس نے اشارے کنائے میں کی ہے' اس کی تشریح کرے۔

اس لئے آپ ﷺ نے اسے رخصت فرما دیا اور لعان کا حکم نہیں دیا۔

سنن نسائی

(۷)

ایک اعرابی جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میری بیوی کے ایک لڑکا ہوا ہے جس کا رنگ سیاہ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ میری اولاد ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ تیرے پاس کچھ اونٹ تو ہوں گے۔

اس نے جواب دیا: ہاں: حضور ﷺ!

آپ ﷺ نے استفار فرمایا:۔ وہ کس رنگ کے ہیں؟

اس نے عرض کیا۔ سرخ رنگ کے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ خاکستری رنگ کا بھی ہے۔

اس نے کہا: جی ہاں! بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں۔

آپ نے پوچھا۔ تو یہ رنگ کہاں سے آگیا؟

اس نے کہا: شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی' (یعنی ان کے باپ دادا میں کوئی ایسے رنگ کا ہوگا اور اس کا اثر ان میں آگیا ہے)

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی ہے۔

اس لئے تمہیں اس بات کا حق نہیں کہ اپنے بچے کے نسب سے انکار کرو۔

صحیح بخاری ۔ جلد ۴ کتاب الطلاق ص ۹۰۸

جلد ۶ کتاب المحاربین ص ۴۱

صحیح مسلم ۔ جلد ۴ ص ۱۳۶ ۔ ۱۳۷

ظہار

ایک خاتون خولہ نامی جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! جب اوس نے مجھے اپنے نکاح میں لیا' تو میں اس وقت جوان' دلکش اور حسین دوشیزہ تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ میری جوانی ڈھلنے لگی' کثرت اولاد کے باعث میرا پیٹ پھول گیا اور جسم پر جھریاں بڑھنے لگیں۔ تو میرے خاوند نے میرے ساتھ اس قسم کا برتاؤ شروع کیا' جیسے میں اس کی ماں ہوں۔ (اب میرے لئے کیا حکم ہے؟)

پورا ماجرہ سننے کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"اے بی بی (تم جاؤ) میرے پاس اس سلسلے کا کوئی حکم نہیں ہے۔"

یہ سن کر وہ (مغموم ہو گئی) اور لگی الحاح و زاری کرنے اور پھر جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' اگر (انہیں بھی باپ نے لاتعلق کر دیا) اور یہ میرے پاس رہ گئے۔ تو ان کے نان نفقہ کا بندوبست کہاں سے ہو گا۔

اسی پر اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارے سے متعلق احکام کا نزول فرمایا:۔

"اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں' پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضرور) ہے۔ (مومنو) اس حکم سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو' خدا اس سے خبردار ہے جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے روزے رکھے۔ جس کو اس کا بھی مقدور نہ ہو (اسے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (چاہئے)۔ یہ حکم اس لئے (ہے' کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ خدا کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔

سوہ المجادلہ : ۳'۴

(۱)

چنانچہ ان احکام کے نزول کے بعد جناب سیدالکونین ﷺ نے اس عورت (مدعیہ) کے شوہر کو بلایا اور کہا۔

رسول اللہ: کیا تم اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ ایک غلام آزاد کر سکے؟

وہ شخص یارسول اللہ۔ نہیں۔فرمایا: تو پھر متواتر دو ماہ روزے رکھ پائے گا؟

وہ شخص: یارسول اللہ! معذور ہوں۔

رسول اللہ: اچھا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا ہی کھلا دے۔

وہ شخص: یارسول اللہ۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔

چنانچہ جناب رسالتماب ﷺ نے اس شخص کو پندرہ ۱۵ صاع جو اپنے پاس سے عطا کئے جبکہ مزید پندرہ صاع جو ایک دوسرے شخص نے دیئے۔

اور اس طرح یہ جو اس نے مسکینوں میں تقسیم کر دیئے۔

معانی زجاج

(۲)

سلمان بن صحر جو سلمہ بن صحر بیاضی کے نام سے مشہور ہے' اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ گزر جائے۔ لیکن ابھی ماہ رمضان نصف کے قریب گزرا تھا۔ کہ رات اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کر لی۔ (اسے اپنے کئے پر ندامت ہوئی) تو فوراً جناب سیدالکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:۔

86

رسول اللہ : تمہیں ایک غلام آزاد کرنا ہو گا۔

سلمان : یارسول اللہ ﷺ! میں اتنا صاحب حیثیت کہاں ہوں۔

رسول اللہ ﷺ : تو پھر دو ماہ کے متواتر روزے رکھو۔

سلمان : یارسول اللہ۔ مجھ میں اتنی سکت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ : تو پھر ساٹھ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

سلمان : حضور ﷺ مجھ میں تو اتنی استطاعت بھی نہیں۔

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے ایک صحابی فروہ بن عمر کو حکم دیا کہ اسے کھجور کا ایک عرق دے دو۔ تاکہ یہ ساتھ مسکینوں میں بانٹ دے۔

راوی : ابو سلمہ مشکوۃ جلد ا ص ۱۰۴

سنن ابن ماجہ

قذف

ارشاد ربانی :- اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر (ثبوت میں) چار گواہ نہ لا سکیں' تو انہیں اسی (۸۰) تازیانوں کی سزا دو' اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ ایسے ہی لوگ ہیں' جو پکے فاسق ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے اس بدعملی کے بعد توبہ کر لی اور اپنی زندگی سنوار لی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا۔ رحمت والا ہے۔

سورہ نور : ۴'۵

(۲)

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور خود ان کے سوا' ان کا کوئی گواہ نہ ہو' تو ایسے مدعیوں میں سے ہر ایک کو گواہی یہ ہو گی کہ پہلے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائے کہ وہ ضرور اپنے بیان میں سچا ہے' پھر پانچویں مرتبہ کہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں' تو مجھ پر اللہ کی پھٹکار' اور اگر (شوہر کے قسم کھانے کے بعد) عورت بھی چار مرتبہ اللہ کو گواہ ٹھہرا کر قسم کھائے کہ یہ آدمی اپنے بیان میں سراسر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہہ دے۔ اگر یہ اپنے بیان میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ ہی کا غضب پڑے (اس صورت میں) عورت کے سر سے سزا ٹل سکتی ہے۔

سورہ نور : ۷'۱۰

جناب سید الکونین کے فیصلے

(ا)

جناب ختمی مرتبت' سید الانبیاء' ﷺ سن ٦ میں غزوہ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کائنات بھی تھیں۔

غزوہ سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ واپسی میں ایک روز یہ واقعہ پیش آیا۔ قافلہ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ آخر شب میں کوچ کا اعلان کیا گیا تو اس وقت جناب صدیقہ ؓ قضاء حاجت کے لئے جنگل کی طرف گئی ہوئی تھیں۔ اتفاقاً ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس کی تلاش میں جناب صدیقہ ؓ کو دیر ہو گئی۔ قافلہ کو نہ پایا۔ انہوں نے کمال دانش مندی جرات اور استقلال سے کام لیا۔ قافلہ کے پیچھے ادھر ادھر دوڑنے کی سعی نہیں کی بلکہ چادر لپیٹ کر بیٹھی رہیں' ابھی رات باقی تھی' نیند کا غلبہ ہوا۔ تو آنکھ لگ گئی۔

حضرت صفوان ؓ بن معطل کے ذمہ حضور ﷺ نے یہ فرض عائد کیا تھا کہ قافلہ کے پیچھے رہا کریں۔ تاکہ کوئی چیز اگر رہ جائے تو اسے محفوظ کر لیں۔ صبح جب وہ پڑاؤ کے مقام پر پہنچے۔ تو کسی کو سوتے ہوئے پایا۔ قریب آئے تو انہوں نے جناب صدیقہ ؓ کو پہچان لیا۔ کیونکہ آیات حجاب کے نزول سے قبل انہوں نے ام المومنین ؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ انتہائی افسوس کے عالم میں ان کی زبان سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" نکلا یہ آواز جب ام المومنین ؓ کے کان میں پڑی۔ تو آنکھ کھل گئی۔ جلدی سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ صفوان ؓ ان کے قریب اونٹ لے آئے اور خود دور کھڑے ہو گئے۔ جناب صدیقہ ؓ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ تو صفوان ؓ اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے اور قافلہ کے ساتھ آن ملے۔

یہ صورت حال دیکھ کر راس المنافقین عبداللہ بن ابی کو موقعہ ہاتھ آ گیا اور لگا واہی تباہی بکنے بہتان تراشی شروع کر دی' بس پھر کیا تھا۔ بھولے بھالے مسلمان بھی اس [illegible] کے دائرے میں آ گئے۔ ان میں مسطح بن اثاثہ (غلام حضرت صدیق اکبر ؓ

اور ایک خاتون حمنہ بنت جحش بھی شامل ہو گئے اور باتیں بنانے لگے۔

اس منافق کے بہتان کا جب چرچا ہوا۔ تو جناب رسالتماب ﷺ کو دلی صدمہ پہنچا۔ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی انتہائی رنجیدہ تھیں اور عام مسلمان بھی سخت رنج و غم میں مبتلا تھے۔ ایک مہینہ یہ سوگوار کیفیت برقرار رہی۔ آخر اللہ پاک نے حضرت امو المومنین جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

ان الذین جاؤلهم مغفره و رزق کریم

سورہ نور ۱۱ ۔ ۲۶

جناب رسالتماب ﷺ کو تسکین خاطر ہوئی۔ حضرت صدیقہ کی خوشی کا عجیب عالم تھا۔ کیونکہ خالق ارض و سمانے خود قرآنی آیات کے ذریعے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہتی دنیا تک ثبت فرما دی۔

ان آیات میں اس مہم میں بہتان طرازی میں شریک ہونے والوں کی بھی مذمت کی گئی اور قرآنی ضابطہ قانون۔

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو' پھر نہ لائیں۔

چار مرد شاہد۔ تو مارو ان کو اسی درے۔ اور نہ مانو ان کی کوئی۔

گواہی۔ اور وہ لوگ ہی نافران ہیں....... (سورہ نور)

کے مطابق تہمت تراشنے والوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ چار شاہد پیش کریں۔ یہ محض بے بنیاد تہمت تھی بے سروپا بہتان تھا۔ گواہ کہاں سے لاتے چونکہ وہ گواہ نہ لا سکے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان پر حد قذف جاری فرمائی۔

اور حکم الٰہی کے مطابق ہر ملزم کو اسی (۸۰) تازیانے لگائے گئے۔

جن مسلمانوں پر جناب رسول اللہ ﷺ نے حد قذف جاری فرمائی ان کے نام یہ ہیں۔

حمنہ بنت۔ جحش اور مسطح بن اثاثہ غلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ :-

٦٥

جناب رسالتماب ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی پر جو اس فتنہ کا اصل اور بانی تھا۔ دوہری حد جاری فرمائی۔

مومنین رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرلی۔

لیکن منافقین اپنے فتنہ و دجل میں مزید غرق ہوتے چلے گئے۔

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ غزوہ بنی المصطلق ۔ واقعہ افک

۲۔ تاریخ طبری: سیرت النبی جلد اول ۔ غزوہ بنی المصطلق

(۲)

بنوبکر بن لیث کا ایک شخص جناب سیدالکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے جناب رسالتماب ﷺ کے حضور چار مرتبہ اقرار کیا کہ اس سے زنا سرزد ہوا ہے۔ اس نے حضور ﷺ کو یہ بھی بتایا کہ وہ غیر شادی شدہ ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا:۔

اسے سو کوڑے مارے گئے۔

پھر اس شخص نے جس عورت کے ساتھ ملوث ہونا بیان کیا تھا۔ اس عورت پر اس کے گواہ اس شخص سے طلب کئے گئے۔ (لیکن گواہ کوئی بھی نہیں تھا) (وہ عورت بلائی گئی) تو وہ کہنے لگی۔

یارسول اللہ ﷺ خدا کی قسم یہ شخص سراسر جھوٹا ہے (اس نے مجھ پر تہمت باندھی ہے) چنانچہ اس شخص پر گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حد جاری فرمائی۔

()

الدیات و القصاص

ارشاد ربانی : اسی بنا پر ہم نے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جس کسی نے سوا اس حالت کے کہ قصاص لینا ہو' یا ملک میں لوٹ مار مچانے والوں کو سزا دینی ہو' کسی جان کو قتل کر ڈالا۔ تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا اور جس نے کسی کی زندگی بچالی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دے دی۔

المائدہ : ۳۲

مسلمانو! جو لوگ قتل کر دیئے جائیں' ان کے لئے تمہیں قصاص کا حکم دیا جاتا ہے اگر آزاد آدمی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں وہی قتل کیا جائے گا اگر غلام قاتل ہے تو غلام ہی قتل کیا جائے گا' عورت نے قتل کیا ہے تو عورت ہی قتل کی جائے گی۔

البقرہ : ۱۷۹

اور ہم یہودیوں کے لئے توراۃ میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ "جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ویسے ہی زخم' پھر جو کوئی خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دے گا' تو ایسے ہی لوگ ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

المائدہ : ۴۵

اے ارباب دانش! قصاص کے حکم میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

البقرہ : ۱۷۹

کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو' جسے قتل کرنا اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے جو کوئی ظلم سے مارا جائے۔ تو ہم نے اس کو وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) اختیار دے دیا ہے پس چاہئے کہ خونریزی میں زیادتی نہ کرے۔ (یعنی حق سے زیادہ بدلہ لینے کا قصد نہ کرے) وہ (حد کے اندر رہنے میں) فتح مند ہے۔

بنی اسرائیل : ۳۳

فرمان نبوی ﷺ لوگو! خبردار، تمہارے لئے لازم ہے کہ تم اپنا آپ اللہ تعالیٰ کی حدود سے بچاؤ۔ پھر جو بدکاری میں ملوث ہو جائے، تو (اسے چاہئے کہ) اللہ کے ستر میں مستور رہے۔ کیوں کہ جس نے ہمارے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کیا۔ اس پر اللہ کی حدود جاری کی جائے گی۔

سب سے بڑے گناہ (کبیرہ) تین ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹی شہادت دینا۔

راوی: انس رضی اللہ عنہ بن مالک: بخاری شریف جلد ۲

ایک مسلمان کا قتل، ساری دنیا کی تباہی پر بھاری ہے۔

راوی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مذی شریف

قیامت کے روز سے پہلے خون (ناحق) کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

راوی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی شریف

صحیح بخاری جلد ۶ کتاب الدیات ص ۴۹

سنن ابن ماجہ: جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۲۳

حضور سید الکونین ﷺ کے فیصلے

(۱)

قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ افراد جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے، آپ نے انہیں صفہ میں ٹھہرایا۔ مدینہ کی آب و ہوا! انہیں راس نہ آئی۔ بیماری نے انہیں اس قدر لاغر کردیا جیسے موت کے سائے ان پر منڈلا رہے ہوں آپ نے (ان کی یہ حالت دیکھ کر) زکوۃ کے چند اونٹ ان کے حوالے کئے اور حکم دیا کہ وہ انہیں شہر سے باہر لے جائیں اور وہیں قیام کریں، ان (اونٹنیوں) کا دودھ بطور غذا اور پیشاب بطور دوا استعمال کریں۔ وہ (آپ ﷺ کے حکم کے مطابق) زکوۃ (بیت المال) کے اونٹوں میں چلے گئے اور سید الکونین ﷺ

کے فرمان کے مطابق انہوں نے دودھ کو بطور خوراک کے اور پیشاب (بول) کو بطور دوا کے استعمال کرنا شروع کیا' یہاں تک کہ بالکل تندرست و توانا ہو گئے۔ لیکن کفران نعمت کرتے ہوئے مرتد ہو گئے۔ چرواہے کو (بڑی بیدردی سے) قتل کر ڈالا اور بیت المال کے اونٹوں کو لے کر فرار ہو گئے۔

یہ خبر جناب رسالتماب ﷺ کو منہ اندھیرے ملی' تو آپ نے چند سوار ان کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ فرمائے۔ انہوں نے دن چڑھے ہی ان کو جا لیا اور گرفتار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

جناب سید الکونین نے ان سے مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا:۔

۱۔ ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں قطع کئے جائیں۔

۲۔ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی جائیں۔

۳۔ اس کے بعد ان کو گرم پتھریلی زمین پر ٹپک دیا جائے۔

چنانچہ : ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے گئے۔ ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور انہیں حرہ کی پتھریلی اور تپتی ہوئی زمین پر پھینک دیا گیا۔ شدت پیاس سے وہ تڑپنے لگے' پانی مانگا' لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا۔ اور وہ اسی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ٹھنڈے ہو گئے۔

ابو قلابہ کا قول ہے۔ کہ انہیں اس قدر شدید سزائیں اس لئے دی گئیں کیوں کہ انہیں نے شدید جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔

۱۔ چوری کی۔ بیت المال کے اونٹوں کی

۲۔ چرواہے کو بڑی بیدردی سے قتل کیا۔

۳۔ اللہ تعالٰی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف پیکار پر آمادہ ہوئے۔ یعنی چوری' قتل اور بغاوت تینوں سنگین جرائم کا ارتکاب کیا۔

راوی : انس بن مالک

صحیح بخاری جلد ۶ : کتاب المحاربین ص ۱۱-۱۴

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۹۹-۳۰۲

(۲)

ایک لڑکی مدینہ منورہ میں اپنے گھر سے باہر نکلی' اس نے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ ایک یہودی کی نظر اس پر پڑ گئی۔ زیور حاصل کرنے کے لالچ میں وہ دیوانہ ہوگیا۔ اس نے اس لڑکی کا سر پتھر سے کچل دیا۔ لوگ جب اسے (شدید زخمی حالت میں) میں اٹھا کر جناب سیدالکونین کی خدمت میں لے آئے۔ اگرچہ سخت بری طرح زخمی تھی تاہم تھوڑی سی جان اس میں باقی تھی۔ حضور ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا:۔

"کیا تجھے فلاں شخص نے مارا ہے؟"

اس نے سر کے اشارے سے کہا نہیں'

آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ کیا تمہیں فلاح شخص نے قتل کیا ہے؟

اس نے سر کو اٹھا کر اشارہ کیا۔ نہیں۔

تیسری بار آپ نے پھر اس لڑکی سے دریافت فرمایا "کہ کیا تمہیں فلاح یہودی نے قتل کیا ہے۔" تو اس نے سر کی جنبش سے ہاں کہا۔

اسی وقت آپ ﷺ کے حکم سے اس یہودی کو دربار رسالت ﷺ میں طلب کیا گیا آپ ﷺ نے اس پر مسلسل جرح فرمائی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔

اس پر آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا:۔ کہ قاتل کے سر کو بھی پتھروں سے کچل دیا جائے۔ چنانچہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچل دیا گیا۔

صحیح مسلم اور مصنف عبدالرزاق کے مطابق: آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا:۔

چنانچہ اسے سنگسار کردیا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے جان دے دی۔

راوی: حضرت انس بن مالک

صحیح بخاری جلد ۶ : کتاب الدیات ص ۵۵-۵۷
صحیح مسلم جلد ۴ ص ۳۰۲-۳۰۳
سنن ابن ماجہ ۲ ابواب الدیات ص ۱۳۷

(۳)

عبداللہ بن سہیل اور محیصہ رضی اللہ عنہ کو کسی ہنگامی مجبوری کی بنا پر خیبر جانا پڑا۔ سنن ابن ماجہ کے مطابق۔ یہ دونوں رزق کی تلاش میں خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔ عبداللہ ذرا پہلے نکلا اور ان سے آگے ہولیا۔ جب محیصہ وہاں پہنچا۔ تو دیکھا کہ عبداللہ کو کسی نے قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ محیصہ فوراً" یہودیوں کے پاس گئے اور کہا' خدا کی قسم' تم ہی عبداللہ کے قاتل ہو۔ لیکن یہودیوں نے ماننے سے انکار کردیا۔ محیصہ اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔

چنانچہ محیصہ' ان کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمان بن سہیل جناب سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ محیصہ نے گفتگو میں پہل کرنے کی کوشش کی تو جناب سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ (تم خاموش رہو) مجلس کے آداب کا لحاظ رکھو' اور اپنے بڑے بھائی کو بات کرنے دو' اس لئے حویصہ نے سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا' ان کے بعد محیصہ نے بھی (پوری روئیداد بیان کی)

یہ واقعات سماعت فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔

"یہودی یا تو خون بہا (دیت) ادا کریں یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ایک فرستادہ کو یہ فرمان دے کر یہودی کی طرف روانہ فرمایا:۔ (فرمان سننے کے بعد) انہوں نے جواب دیا۔

"خدا کی قسم۔ ہم نے قتل کا ارتکاب نہیں کیا۔"

اس پر جناب سیدالکونین حویصہ' محیصہ اور عبدالرحمان سہیل (مقتول کے

بھائی) کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا:۔

"کیا تم تینوں اس بات پر قسم کھانے کو تیار ہو کہ (عبداللہ) کو یہودیوں ہی نے قتل کیا ہے؟"

"اور تم اس کے خون کا بدلہ لینے کے حق دار ہو؟"

ان تینوں نے جواب دیا۔

"ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔ اے اللہ کے نبی ﷺ جبکہ قتل ہمارے سامنے نہیں ہوا۔"

اس پر جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا:۔

"تو پھر یہودیوں کی قسم کا اعتبار کر لیں۔"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے اس خیال سے کہ مقتول کا خون رائیگان نہ جائے۔

مقتول کی دیت اپنے پاس سے ادا فرما دی اور ان کے پاس سو اونٹنیاں بھیج دیں۔

۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ قسامت کا بیان ص ۱۴۳-۱۴۰

۲۔ صحیح بخاری جلد ۶ کتاب الدیات ص ۷۱-۷۴

۳۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۹۳-۲۹۸

۴۔ موطا امام مالک

۵۔ سنن نسائی جلد ۳ ص ۲۸۷-۲۹۸

(۴)

علقمہ کے والد بیان کرتے ہیں

میں جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو رسی سے جکڑے گھسیٹتا ہوا وہاں لایا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے"

جناب رسالتمآب ﷺ نے اس شخص سے دریافت فرمایا "کیا واقعی تو نے اس کے بھائی کو قتل کیا ہے؟ اور ساتھ ہی مدعی کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اے شخص، اگر اس نے قتل کا اقرار نہ کیا۔ تو تمہیں شہادت پیش کرنی ہوگی۔" مگر ملزم نے جرم کا اقرار کرتے ہوئے کہا "ہاں، یارسول اللہ ﷺ!"

جناب رسالتمآب ﷺ نے پوچھا۔ "کیوں اور کیسے قتل کیا؟"

تو وہ کہنے لگا "یارسول اللہ ﷺ! میں اور اس کا بھائی لکڑیاں کاٹ رہے تھے کہ اس کے بھائی نے (بلاوجہ) مجھے گالی دی، مجھے سخت طیش آگیا اور میں نے اس کے سر پر کلہاڑی دے ماری، (حالانکہ بخدا میرا ارادہ اس کو قتل کرنے کا نہیں تھا۔) کلہاڑی کی ضرب سے وہ مر گیا۔ اس پر جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:۔ کیا تو خون بہا ادا کر سکتا ہے؟

ملزم۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس اس کلہاڑی اور اس چادر کے سوا کچھ بھی تو نہیں۔ (دیت کہاں سے دوں گا)

رسول اللہ ﷺ: "کیا تمہارے قبیلہ میں تمہاری طرف سے دیت ادا کر کے تمہیں چھڑانے کو تیار ہوں گے؟"

ملزم: "یارسوال اللہ ﷺ ۔ میری قوم میں مجھے ایسا مقام حاصل نہیں کہ وہ میری طرف سے دیت ادا کرنے کو تیار ہو جائیں۔"

اس بات کو سن کر جناب رسالتمآب ﷺ نے رسی مدعی کی طرف پھینک دی اور فرمایا:۔ "اب تم جانو اور تمہارا یہ ساتھی۔"

آپ کا فرمان سنتے ہی مدعی قاتل کو لے کر جانے کے لئے مڑا جونہی اس نے پشت پھیری تو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"اگر اس شخص (مدعی) نے اس قاتل کو قتل کر دیا۔ تو میہ بھی اسی کی طرح قتل کا مرتکب ہوگا (جیسے قاتل)"

اس شخص نے جب یہ بات سنی تو فوراً پلٹا اور عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کا فرمان سن لیا ہے کہ اگر میں نے اسے قتل کردیا تو میں بھی اس (قاتل) کی طرح قاتل قرار دیا جاؤں گا۔ حالانکہ میں نے آپ ﷺ کے حکم سے اسے پکڑا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔ "تمہیں یہ بات پسند نہیں، کہ یہ شخص (قاتل) اپنے اور تمہارے بھائی (مقتول) کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لے لے؟" اس نے کہا۔ "یارسول اللہ ﷺ! مجھے منظور ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔ "ایسا تو تبھی ممکن ہے جب تو اسے آزاد کردے۔"

چنانچہ مدعی نے رسی پھینک دی اور اسے آزاد چھوڑ کر چلا گیا۔

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۳۱۱

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات

سنن نسائی جلد ۳ ص ۲۹۸-۳۰۲

(۵)

حمل بن مالک کا تعلق قبیلہ بنی ہذیل سے تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام ام عفیف بن مسروح تھا اور دوسری کا ملیکہ بنت عویمر، ان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ (نوبت یہاں تک بڑھی) کہ ام عفیف نے خیمہ کی چوب ہاتھ میں لی اور ملیکہ کے اس زور سے ماری کہ بیچاری کا حمل بھی گر گیا اور خود بھی فوت ہو گئی۔

یہ معاملہ جب جناب سید الکونین ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو حضور ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ بچہ کے بدلے میں ایک غلام یا کنیز دی جائے اور مقتولہ کے قصاص میں قاتلہ قتل کی جائے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسالتماب ﷺ نے قاتلہ کو قصاص میں قتل کا

(جنیں) کے لئے غرہ کا حکم دیا۔ یعنی دیت کا ۱۴ حصہ (عصبہ۔ دوھیال)

۱۔ موطا امام ملک

۲۔ صحیح بخاری جلد ۶ کتاب الدیات ص ۷۶۔۷۸

۳۔ صحیح مسلم: جلد ۴ ص ۳۱۳

(۶)

براہ بن عازب بیان کرتے ہیں کہ

میں نے اپنے ماموں ابوبردہ کو دیکھا کہ وہ ایک نشان اٹھائے تیز تیز کہیں جارہے تھے میں نے ان سے پوچھا۔ "کہاں کا قصد ہے۔"

تو انہوں نے کہا: مجھے جناب رسالتماب ﷺ نے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے۔ جس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی رچالی ہے۔

آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جاتے ہی اس کا سر قلم کردوں اور کٹا ہوا سر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردوں اور اس کامال لوٹ لوں چنانچہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اس شخص کو قتل کر دیا گیا اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

نتیجہ: اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا واجب القتل جرم ہے۔

مشکوۃ جلد ۲ ص ۷۹

سنن نسائی: جلد ۲ ص ۴۰۴۔۴۰۵

(۷)

ایک شخص نے دوسرے شخص کے بازو پر تلوار کاوار کیا جس سے اس کی کلائی پر تو شدید ضرب آئی۔ لیکن جوڑ سلامت رہا۔ وہ شخص (مضروب) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ حضور ﷺ سیدالکونین ﷺ نے مارنے والے کو حکم دیا کہ وہ دیت ادا کرے اس پر اس شخص نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ مجھے دیت نہیں چاہئے میں قصاص چاہتا ہوں"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

"اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ دیت کو ہی کافی سمجھو۔"

چنانچہ آپ نے اس مقدمے میں قصاص کا فیصلہ نہیں فرمایا:۔

راوی: نمران بن جاریہ

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۳

(۸)

یعلی بن امیہ اور سلمتہ بن امیہ۔ روایت کرتے ہیں۔

کہ ہم غزوہ تبوک میں جناب سیدالکونین ﷺ کے ساتھ شریک تھے ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا۔ اس کا ایک دوسرے شخص کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے کے دوران اس دوسرے شخص نے اس کے (ہمراہی) کے بازو میں دانت گاڑ دیئے۔ اس نے اپنے بازو کو چھڑانے کے لئے زور سے جھٹکا دیا۔ تو اس کا ایک دانت نکل آیا۔ اس پر وہ شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ مجھے اس سے دیت دلوایئے۔

حضور ﷺ نے (اس کا مطالبہ سن کر) فرمایا:۔ "تم یہ بھی چاہتے ہو کہ اپنے بھائی کے بازو کو ایسے چبا ڈالو' جیسے اونٹ چبا ڈالتا ہے اور اس پر دیت کا مطالبہ بھی کرتے ہو۔ چنانہ جناب رسالتماب ﷺ نے اس کے دیت کے مطالبہ کو رد کر دیا۔

۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۳۵

ابوالدیات

۲۔ صحیح بخاری جلد ۶ کتاب الدیات ص ۶۵-۶۶

(۹)

ایک شخص قتل ہو گیا اس کی لاش دو قریوں کے درمیان پڑی ہوئی پائی گئی۔

قاتل کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ آپ کو جب صورت حال کا علم ہوا تو جناب سیدالکونین ﷺ نے حکم دیا کہ جہاں مقتول کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس مقام سے دونوں بستیوں کے فاصلہ کی پیمائش کی جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم سے پیمائش کی گئی۔ جس بستی کا فاصلہ اس مقام سے کم نکلا (یعنی جس بستی سے لاش کا جائے وقوع نزدیک تر تھا) آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اسی بستی کے لوگ اس قتل کے ذمہ دار ہیں۔

مسند ابی شیبہ

(۱۰)

حضرت انس کی پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کو اس زور سے تھپڑ مارا۔ کہ اس کا دانت ٹوٹ گیا' ربیع کے رشتہ دار اس لڑکی کے قبلہ والوں کے پاس گئے اور معافی کے خواستگار ہوئے (ان کی درخواست کے باوجود) انہوں نے معافی دینے سے انکار کردیا۔ وہ جناب سیدالکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔

حضور رسالت ماب ﷺ نے قصاص کا حکم صادر فرمایا:۔ یہ فیصلہ سن کر انس بن نضر نے عرض کیا' "یارسول اللہ ﷺ! کیا ربیع کا دانت بھی توڑا جائے گا۔ اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ "انس! یہ اللہ کی کتاب کا حکم ہے (قصاص دیناہوگا)"

حضور ﷺ کا یہ فرمان جب لڑکی کے قبیلہ والوں نے سنا۔ تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم قصاص کے مطالبہ سے دستبردار ہوتے ہیں۔ ہم دیت لینے پر رضامند ہیں۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دیت کا فیصلہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔"

راوی: حضرت انس صحیح بخاری جلد ۶ کتاب الدیات ص ۶۶

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۳۳-۱۳۴

(۱۱)

ایک شخص کو قتل کیا گیا اور اس کی لاش چند گھروں کے سامنے پڑی ہوئی پائی گئی۔ کوشش کے باوجود چونکہ قاتل کا پتہ نہیں چلا۔ اس لئے جناب سید الکونین ﷺ نے حکم دیا۔ "کہ مدعا علیہم پر قسم واجب ہے اگر وہ قسم کھانے سے انکار کردیں تو مدعی قسم کھا کر مستحق ہو جائیں گے کہ فیصلہ ان کے حق میں کیا جائے۔"

اور اگر دونوں قسم کھانے سے انکاری ہوں گے تو دیت کا نصف حصہ مدعا علیہم کے ذمہ ہوگا اور نصف حصہ انہیں معاف کردیا جائے گا۔ اگر قسم سے انکار کریں۔

(۱۲)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اگر کوئی حاملہ عورت کسی کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ تو اسے اس وقت تک قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو لے اور تاوقتیکہ کوئی شخص اس نومولود کی کفالت کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔

اور اگر زنا کرے تو اسے اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ جب تک وہ بچہ نہ جن لے اور کوئی شخص اس بچے کی کفالت قبول نہ کرے۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۴۵

(۱۴۳)

ایک شخص فریاد کناں بارگاہ سید الکونین ﷺ میں حاضر ہوا۔ جناب رسالتماب ﷺ نے اس سے چیخنے چلانے کا سبب دریافت فرمایا تو اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! عین اس وقت جبکہ میں اپنے مالک کی کنیز کا بوسہ لے رہا تھا۔ میرے آقا نے مجھے دیکھ لیا۔ اس نے سزا کے طور پر میری پیشاب گاہ کٹوا دیں میں یہی فریاد لے کر حاضر ہوا ہوں"

جناب رسالتماب ﷺ نے اسی وقت غلام کے آقا کو طلب فرمایا:۔ اس شخص کو بہت تلاش کیا گیا۔ لیکن وہ نہ ملا۔ اس لئے جناب آقائے نامدار ﷺ نے اس غلام کے حق میں فیصلہ فرماتے ہوئے اسے آزاد کردیا۔ یہ فیصلہ سن کر وہ غلام حضور ﷺ کی خدمت میں ملتجی ہوا' اور عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! اگر اس شخص نے مجھے پھر غلام بنانے کی کوشش کی تو میری مدد کو کون آئے گا؟"

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔ "ہر مومن اور مسلم کا فرض ہے کہ وہ تیری مدد کرے تیری آزادی کی حفاظت کرے۔"

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۴۱

(۱۴۴)

جناب رسالتماب ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے قتل کا ارتکاب کیا' اس کا مقدمہ بارگاہ رسالت میں جب پیش کیا گیا۔ تو حضور ﷺ نے قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا۔

اس پر قاتل نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے ذات پاک کی قسم' میرا ارادہ قتل کا ہرگز نہیں تھا"

حضور ﷺ نے مقتول کے ولی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر یہ شخص (قاتل) اپنے قول میں سچا ہے۔ تو اس کا قتل تیرے لئے دوزخ میں جانے کا باعث ہوگا۔"

یہ سنتے ہی مقتول کے وارثوں نے قاتل کو آزاد کردیا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲' ابواب الدیات ص ۱۴۱-۱۴۳

(۱۵)

مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے' انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ! اگر میرا مقابلہ کسی کافر سے ہو' اور وہ اپنی تلوار کے وار سے میرا ہاتھ اڑا دے' پھر ایک درخت کی آڑ لے کر پکار اٹھے کہ میں اسلام لے آیاہوں کیا اس کے بعد میرے لئے اس کا قتل جائز ہے یا نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے قتل مت کرو۔"

اس نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ اب وہ (محض اپنی جان بچانے کی خاطر) اقرار کرتا ہے۔ کہ میں اسلام لے آیا۔ تو کیا میں اسے قتل نہیں کرسکتا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اسے مقداد! اس کا قتل کرنا تمہارے لئے جائز نہیں۔ تو اسے (اسلام لے آنے کے بعد) قتل کرے گا تووہ تو اس مقام پر ہو گا جس مقام پر تو قتل کرنے سے پہلے تھا۔ (مسلم) تو۔ اس منزل پر پہنچ جائے گا' جس پر وہ اسلام لانے سے قبل تھا۔ (کفر) (یعنی اسے قتل کرنا تیرے لئے ارتکاب کفر ہو گا)

صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الدیات ص ۵

(۱۶)

جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ایک نابینا شخص تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی' جس سے اس کے دو بچے تھے' وہ اکثر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی۔ اور اس نابینا شخص (اپنے مالک) کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود وہ اس فعل بد سے باز نہ رہتی۔

ایک رات حسب عادت اس نے حضور ﷺ کا ذکر کیا تو سب و شتم کرنے لگی نابینا شخص بیان کرتا ہے کہ میں آپے سے باہر ہو گیا' چنانچہ میں نے تکلا اٹھایا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ جس سے وہ مر گئی۔ صبح کے وقت لوگوں نے اسے مردہ پایا اور اس بات کا ذکر جناب رسالتماب ﷺ سے کیا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اس شخص کو قسم دیتا ہوں کہ جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ خود (اٹھ کر) اقرار کرے۔"

نابینا' شخص نے جب حضور ﷺ کا فرمان سنا۔ تو وہ گرتا پڑتا' خوف سے تھر تھر کانپتا بارہ گاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ یہ قتل میں نے کیا ہے۔ مقتولہ میری لونڈی تھی' اسے مجھ سے محبت تھی' وہ مجھ سے لطف سے پیش آتی۔ اس سے میرے دو بچے ہیں۔ بالکل موتیوں کی طرح (خوب صورت) لیکن حضور! اس کی ایک عادت بد تھی یہ آپ ﷺ پر اکثر و بیشتر سب و شتم کرتی رہتی تھی۔ میرے منع کرنے کے باوجود اپنے اس فعل بد سے باز نہ رہتی' میری ڈانٹ ڈپٹ اور زجرو توبیخ کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔

گذشتہ رات جب پھر اس نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو مجھ میں سننے کی تاب نہ رہی۔ قوت برداشت نے جواب دے دیا۔ اور میں نے تکلا اٹھا لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ یہ کیفر کردار کو پہنچی۔ ماجرا سن کر جناب ختمی مرتب ﷺ نے فرمایا:۔

اے لوگو! تم گواہ رہنا۔ اس لونڈی کا خون ہدر (هدر) ہے یعنی اس کے خون کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔ کیوں کہ اس نے دہرے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

(۱) جناب رسالتماب ﷺ کی شان میں گستاخی۔ اور

(۲) اپنے خاوند کی نافرمانی۔

راوی : ابن عباس

سنن نسائی جلد ۳ ص ۱۰۸-۱۰۹

(۱۷)

حمید طویل ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ

ایک شخص نے حضرت ﷺ کے گھر میں دروازے کے سوراخ سے جھانکا' آپ ﷺ نے اس کی آنکھ میں مارنے کے لئے تیر سیدھا کیا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا :۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے (کسی کے) گھر میں جھانکے اور وہ ایک کنکری تاک کر مارے۔ جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو اس (مارنے والے) پر کوئی گناہ نہیں (نہ دیت ہے' نہ قصاص' نہ گناہ)

صحیح بخاری جلد ۶ : کتاب الدیات ص ۶۳-۶۴

(۱۸)

غزوہ حنین کے دن تھے ایک روز جناب سیدالکونین ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ تو آرام فرمانے کی غرض سے آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اس وقت اقرع بن حابس جناب رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آتے ہی محلم بن جثامہ کے قصاص کا مطالبہ پیش کیا۔

عینیہ بن حصن بھی یہ سن کر کھڑے ہو گئے۔ اور عامر بن الاضبط اشجعی کے قصاص کا مطالبہ پیش کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دونوں کا مطالبہ سن کر ارشاد فرمایا "کہ تم دیت قبول کر لو۔"

لیکن انہں نے دیت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس پر ایک شخص یکتل نامی' جس کا تعلق قبیلہ بنو لیث سے تھا۔ کھڑا ہوا اور بارگاہ نبوی میں عرض کی۔

یارسول اللہ ﷺ! یہ قتل غلبہ اسلام کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اس کی نوعیت ایسی ہے کہ جیسے بکریوں کا ایک ریوڑ آرہا ہو۔

ان میں چند کو اگر مارا جائے تو ریوڑ کی باقی بکریاں بھی بھاگ کھڑی ہوں۔ (یعنی یہ قتل دانستہ نہیں ہوئے، وقت کی مجبوری تھی)

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

”تم بھائی کی دیت کے پچاس اونٹ مجھ سے یہاں لے لو اور باقی کے پچاس مدینہ پہنچنے پر تمہیں دے دیئے جائیں گے۔“

راوی: زید بن ضمرہ

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ابواب الدیات ص ۱۳۶

(۱۹)

ایک شخص نے دوسرے شخص کے پیر کو سینگ سے زخمی کردیا۔ زخمی اسی حالت میں جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لگا قصاص کا مطالبہ کرنے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔ جب تک تمہارا زخم مندمل نہ ہو جائے۔ قصاص کے مطالبہ سے باز رہو۔ (حضور ﷺ کے سمجھانے کے باوجود) وہ شخص قصاص لینے پر مصر تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے قصاص لے لیا۔

اتفاق کی بات کہ ملزم کا زخم تو ٹھیک ہو گیا۔ اور وہ بھلا چنگا ہو گیا۔ قصاص کا مطالبہ کرنے والا لنگڑا ہو گیا۔ اس لئے مدعی بارگاہ رسالت ﷺ میں پھر حاضر ہوا اور لگا شکایت کرنے اس نے کہا:

”یارسول اللہ ﷺ! دشمن تو بھلا چنگا ہو گیا۔ لیکن (مجھ پر افتاد پڑی) میں لنگڑا ہو گیا۔“

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

”اے شخص! میں نے پہلے ہی تجھے کہا تھا جب تک تمہارا زخم مندمل نہ ہو

جائے۔ انتظار کرو۔ اور قصاص کے مطالبے سے باز رہو۔ لیکن تم نے میری بات سنی ان سنی کردی۔ نتیجہ دیکھ لیا۔ تم اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے۔ اور مستقلاً لنگڑے بھی۔"

(۲۰)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا:۔

"جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا۔ ہم اسے (اس کے بدلے میں) قتل کریں گے اور جو شخص (غلام کے) ناک، کان یا کوئی دوسر عضو کاٹے گا تو اس کے بدلے میں اس کا بھی وہی عضو قطع کیا جائے گا۔

اور جو شخص اپنے غلام کو خصی کرے گا تو اسے بھی اس کے بدلے میں خصی کیا جائے گا۔"

راوی: سمرہ رضی اللہ عنہ سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۰۴

(۲۱)

کسی نادار شخص کا غلام تھا۔ اس نے کسی صاحب ثروت شخص کے غلام کا کان کاٹ ڈالا وہ صاحب اپنا مقدمہ لے کر جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(آپ نے حقیقت حال سن کر) انہیں کوئی دیت نہ دلائی۔

راوی: عمران بن حصین سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۰۷، ۳۰۸

(۲۲)

ایک بار جناب سید المرسلین ﷺ کوئی شے تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص سامنے سے آیا اور آپ ﷺ پر اس قدر جھک گیا(آپ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی) تو آپ کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اس چھڑی سے اسے کچوکہ دیا۔ وہ شخص جب جانے لگا تو جناب رسالتماب ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا

"اے شخص! آؤ اور اپنا بدلہ چکاؤ۔"

اس شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ (میں بدلہ لینے سے رہا)

میں آپ ﷺ کو معاف کرتا ہوں

راوی: ابو سعید خدری سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۱۴

(۲۳)

ایک دن جناب سید المرسلین ﷺ مسجد کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی تیز تیز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے اس نے حضور ﷺ کی روائے مبارک پیچھے سے پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ حضور ﷺ کی گردن مبارک اس کی رگڑ سے سرخ ہوگئی۔ کیونکہ چادر کھردری تھی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

اعرابی: یارسول اللہ! میرے اونٹوں کو غلہ سے لاد دیں اور ہاں یہ غلہ نہ آپ نے اپنے پاس سے دینا ہے اور نہ ہی یہ آپ کے باپ دادا کا مال ہے۔

رسول اللہ: اے شخص! اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ میں اس وقت تک میں ہرگز غلہ نہیں دوں گا۔ جب تک تم نے مجھے جو تکلیف دی ہے۔ اس کا بدلہ تم سے نہ لے لوں۔

اعرابی: خدا کی قسم۔ میں بدلہ دینے کے لئے قطعی تیار نہیں۔

جناب رسالتماب ﷺ نے اپنی بات تین مرتبہ دہرائی کہ میں بدلہ لوں گا اور اعرابی نے ہر بار وہی درشت جواب دیا۔

یہ سنکر صحابہ (جو مسجد میں موجود تھے) دوڑ کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے (تاکہ اعرابی کو سزا دیں) تو آپ ﷺ نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا:

"جو بھی میری بات سن رہا ہے اس اللہ پاک کی قسم کہ وہ میری اجازت کے بغیر اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا۔

اس اعرابی کے ایک اونٹ پر جو لاد دو اور دوسرے پر کھجور (یعنی حضور رسالتمآب نے اس شخص کا قصور معاف فرما دیا اور قصاص نہیں لیا) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جانے کی اجازت دے دی۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۱۵

(۲۴)

ایک دفعہ جناب سرور کونین ﷺ نے ابی جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی مقام پر صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا وہ گئے اور صدقات کی وصولی شروع کی۔ تو ایک شخص نے نہ صرف صدقہ ادا کرنے سے انکار کیا بلکہ وہ لڑائی پر اتر آیا۔ چنانچہ ابو جہم نے (مجبور ہو کر) اس کی پٹائی کی۔

وہ شخص اور اس کے قبیلہ والے جناب رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے قصاص کا مطالبہ کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا :۔ اچھا اتنا مال لے لو' وہ راضی نہ ہوئے' تو حضور ﷺ نے فرمایا' تو اتنا اور سہی اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے۔ اس پر جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا :۔ کہ میں لوگوں کو جمع کر کے آگاہ کروں گا کہ تم دیت پر رضا مند ہو گئے ہو انہوں نے عرض کیا۔ بہتر حضور چنانچہ لوگ جمع ہوئے تو جناب سید المرسلن ﷺ نے حاضرین سے فرمایا:

"اے لوگو! یہ لوگ میرے پاس قصاص کا مطالبہ لے کر آئے تھے۔ چنانچہ میں نے انہیں اس قدر مال بطور دیت دینا منظور کیا تو وہ راضی ہو گئے۔ (اور اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے)

لیکن وہ لوگ معاً" بول اٹھے۔ کہ ہم اس پر رضا مند نہیں۔

اس پر صحابہ کرام انہیں سزا دینے کو تیار ہو گئے حضور ﷺ نے صورت حال دیکھی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو روک دیا۔ آپ ﷺ نے پھر ان لوگوں کو بلایا اور فرمانے لگے:

"کیا تم ہماری دیت سے راضی نہیں ہوئے؟"
انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔"
اسی لئے حضور ﷺ نے دوبارہ حاضرین کے سامنے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:۔
"اے لوگو! کیا تم کو ہماری ادا کردہ دیت قبول ہے اور کیا تم راضی ہو۔"
انہوں نے عرض کیا "ہاں! یارسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی شکوہ نہیں۔"
سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۱۶

(۲۵)

حضرت ثعلبہ بن زیدم روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ ثعلبہ کے چند افراد حضور سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں عین اس وقت پہنچے جب کہ جناب رسالتماب خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔
(ان کو دیکھ کر) ایک شخص نے عرض کیا۔
یارسول اللہ ﷺ "بنو ثعلبہ کے بعض افراد نے آپ ﷺ کے فلاں فلاح صحابی کو قتل کیا تھا۔ (اب آپ ان سے مقتولوں کا قصاص لیں) تو۔"
حضور ﷺ نے فرمایا: اے شخص! ایک شخص کی غلطی اور قصور کے بدل میں دوسرے شخص پر گرفت کرنا جائز نہیں۔"
سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۲۰-۳۲۱

(۲۶)

حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:۔
جو آنکھ بے نور ہو۔ مگر اپنی جگہ پر قائم ہو۔ اور کوئی شخص اسے پھوڑ دے' تو اسے اس آنکھ کی ایک تہائی دیت ادا کرنی ہوگی۔"
اسی طرح اگر کسی کا ہاتھ شل ہو گیا ہو۔ اور کوئی شخص اسی شل ہاتھ کو کاٹ

دے۔ تو اس کے لئے بھی کاٹنے والے کو ایک تہائی دیت ادا کرنی ہوگی۔"

بیمار دانت کا بھی یہی قصاص ہے۔

یعنی اگر کوئی دانت (کیڑا لگنے سے) سیاہ پڑ جائے اور کوئی شخص اس دانت کو توڑ دے۔ تو توڑنے والے کو ایک تہائی دیت ادا کرنی ہوگی۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۳۲

(۲۷)

عمرو بن حزم روایت بیان کرتے ہیں کہ

جناب سید الکونین ﷺ نے اہل یمن کے نام ایک خط تحریر فرمایا:۔ اس خط میں فرض و سنت کے ساتھ دیت کے احکامات تحریر فرمائے یہ خط (حکم نامہ) عمرو بن حزم لے کر گئے۔ یہ خط عبد کلال کے تین بیٹوں شرجیل بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کے نام تھا۔ یہ لوگ قبیلہ ذی رعین، معافر اور ہمدان کے رئیس تھے۔ یہ خط انہیں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں تحریر تھا۔

(ا) جو شخص کسی مسلمان کو بلا کسی جواز کے قتل کرے اور شہادت سے اس کا قتل ثابت ہو جائے۔ یا وہ خود اعتراف جرم کرلے، تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر مقتول کے ورثا معاف کردیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دیت کی شرح حسب ذیل ہے۔

جان کی دیت سو اونٹ ہیں۔

اگر پوری ناک کاٹ دی جائے تو دیت سو اونٹ ہیں۔

اسی طرح زبان، لب، ذکر پیٹ اور ہڈی وغیرہ کی بھی پوری دیت ہے۔ دونوں آنکھیں ضائع ہونے کی صورت میں بھی پوری دیت ہے جبکہ ایک پاؤں کے نقصان کی صورت میں نصف دیت، ہاں اگر دونوں پاؤں، ہوں، تو ان کی پوری دیت ہوگی۔ جو زخم دماغ اور مغز تک گہرا ہو۔ اس کی آدھی دیت ہے۔ اور ایسا زخم جو پیٹ تک گہرا ہو۔ اس کی ایک تہائی دیت ہے جس زخم میں ہڈی ٹل جائے یا

ٹوٹے اس کی دیت پندرہ اونٹ ہیں۔ جبکہ ہاتھ اور پاؤں کی ہر انگلی کی دیت دس اونٹ اور ایک دانت کا بدلہ پانچ اونٹ ہیں (اور اگر کسی مرد نے عورت کو قتل کیا ہو) تو مرد کو عورت کے بدلے میں قتل کیا جائے۔

جو لوگ صاحب ثروت ہوں۔ ان کے پاس سونا چاندی ہو تو ان کے لئے دیت کی شرح ہزار دینار ہے۔

سنن نسائی جلد ۳ ص ۳۳۴

جہاد

(۱)

غزوہ بدر الکبری میں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ دشمنوں کا جو مال و اسباب ملے اسے جمع کرلیا جائے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق مال غنیمت ایک جگہ جمع کیا گیا۔ ہر مومن نے جو کچھ اسے ملا وہیں لاکر جمع کرا دیا۔ لیکن مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں مسلمان مجاہدین کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ بڑے بڑے تین گروہ تھے جن کے ہر ایک کی رائے تقسیم کے بارے میں مختلف تھی۔

۱۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا تھا۔ اس بات پر مصر تھے کہ یہ مال ان کا ہے۔ اور انہیں ہی ملنا چاہئے۔ اس مطالبے کو وزنی بنانے کے لئے انہوں نے یہ توضیح پیش کی کہ جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا تھا کہ مال غنیمت جس قدر، جس کو ملے وہ اسی کا ہے

۲۔ دوسرا گروہ وہ ان لوگوں کا تھا جو مصروف پیکار رہے اور کافروں کو اسیر کرنے میں لگے رہے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو کسی صورت میں مال غنیمت پر تمہارا قبضہ نہیں ہوسکتا تھا۔ ہم ہی نے تمہیں یہ موقع فراہم کیاکہ تم لوگ دشمن کامال اکٹھا کرسکو۔

۳۔ تیسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جو دشمن کی یلغار کے خوف سے جناب رسالتماب ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے انہیں اس بات پر اصرار تھا کہ ان سے زیادہ کوئی دوسرا فریق مال غنیمت کا مستحق نہیں۔ ان کو ترجیح یہ تھی کہ اللہ تعالٰی نے جب ہمیں فتح دی۔ شکست خوردہ دشمن پیٹھ موڑ کر فرار ہوا۔ تو ہم آسانی سے مال غنیمت پر قبضہ کرسکتے تھے لیکن جناب رسالتماب ﷺ کی حفاظت کے خیال سے ہم نے ایسا قدم اٹھایا۔ مبادا دشمن حضور ﷺ کو تنہا دیکھ کر پلٹ پڑے اور حضور ﷺ پر یورش کرے۔

اس لئے مال غنیمت کے ہم زیادہ حق دار ہیں۔

فریقین کے درمیان اپنا اپنا دعوی پیش کرنے اور اصرار کرنے کی وجہ سے سخت اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نوبت تو تکار (سخت کلامی) تک پہنچ گئی۔ یہ حالات تھے جب سورہ انفال کا نزول ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام لوگوں نے جمع کردہ مال غنیمت جناب سید الکونین ﷺ کے حوالے کردیا۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سارا مال غنیمت مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرمایا:۔

ا۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲

۲۔ تاریخ طبری جلد ا: سیرۃ النبی ص ۱۸۹۔۱۹۰

(۲)

جناب سید الکونین ﷺ اور یہود مدینہ منورہ

ہجرت کے بعد جب سید الکونین ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مدینہ کے دفاع کی خاطر یہود مدینہ منورہ سے ایک معاہدہ کیا جو تاریخ میں میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میثاق میں یہودیوں کے بڑے بڑے قبائل بنی قینقاع، بنی نظیر اور بنی قریظہ شامل تھے۔ اس معاہدہ کی رو سے یہود مدینہ اس بات کے پابند تھے کہ

ا۔ اگر کوئی خارجی طاقت مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔

۲۔ ایسے کسی بھی OPERATION کے اخراجات وہ خود برداشت کریں گے۔

۳۔ قریش مکہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے۔

۴۔ مذہبی رواداری سے کام لیں گے۔

غزوہ بدر کبری۔ جب وقوع پذیر ہوا۔ تو یہود نہ صرف اس سے الگ رہے۔

بلکہ ان کی کوشش تھی کہ مسلمان کسی طرح تباہ ہوں۔ انہوں نے میثاق مدینہ منورہ کی خلاف ورزی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں اٹھا رکھی۔ ان کی توقعات کے خلاف اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔ یہود حسد کے مارے جل بھن گئے کینہ و بغض کو چھپا نہیں سکے۔ اور لگے بڑ ہانکنے کے (حضرت محمد ﷺ) کو شمشیر زنوں سے واسطہ نہیں پڑا۔ اگر ہم سے سابقہ پڑتا تو انہیں چھٹی کا دودھ یا آجاتا۔

اب حضور سرور عالم ﷺ کے لئے ضروری ہو گیا کہ آپ ﷺ اس غدار اور محسن کش قوم کے خلاف عملی قدم اٹھائیں۔ ان سے متعلق حضور ﷺ نے مندرجہ ذیل فیصلے صادر فرمائے۔

ا۔ بنو قینقاع

غزوہ بدر کے معا" بعد ایک مسلمان انصاری عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لئے بنو قینقاع کے بازار میں آئی۔ اپنا سامان بیچ کر' ایک سنار کی دکان پر گئی۔ تو یہودیوں نے از راہ شرارت اس خاتون کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی۔ اس نے جب فریاد کی تو اس کی فریاد پر ایک مسلمان نے اس سنار کو قتل کردیا۔ جس پر یہودیوں نے اس پر جھپٹ کر شہید کردیا۔

اطلاع ملتے ہی جناب سید الکونین ﷺ سوق بنو قینقاع پہنچے۔ بنو قینقاع کو بازار میں جمع کر کے ارشاد فرمایا:۔

"اے یہود! خدا کا خوف کرو' کہیں تمہارا حشر بھی ویسا نہ ہو' جیسا اللہ تعالیٰ نے قریش کا کیا ہے۔ بہتر ہے اسلام قبول کرلو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں نبی مرسل ﷺ ہوں جس کا ذکر تم اپنی کتابوں میں پاتے ہو' اس میثاق میں پاتے ہو جو اللہ تعالیٰ تم سے لیا تھا۔"

لیکن یہود نے مصالحت پر آمادگی کا اظہار کرنے کی بجائے نہایت ہی تکبر سے کہا۔

اے محمد ﷺ! تم۔ ہمیں بھی اپنی قوم پر قیاس کر رہے ہو۔ کہیں اس وہم میں نہ رہنا۔ تمہارا مقابلہ تو ان لوگوں سے تھا۔ جو فن حرب سے قطعاً" واقف نہیں، اور تم نے انہیں زیر کرلیا۔ لیکن بخدا۔ اگر تمہارے واسطہ ہم لوگوں سے پڑا، تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ہم مرد پیکار ہیں۔

بنی قینقاع یہودیوں کا پہلا قبیلہ ہے۔ جس نے وہ عہد توڑ دیا۔ جو انہوں نے جناب رسالتماب ﷺ سے کیا تھا اور رزم آرائی کے لئے تیار ہو گئے۔ اور تجدید عہد سے انکار کر دیا۔

اسی پر یہ حکم خداوندی نازل ہوا:

"اگر تمہیں کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو۔ تو تم بھی ان کے ساتھ ویسے پیش آؤ"

چنانچہ حضور ﷺ بمعہ مسلمان مجاہدین کے بنو قینقاع کی طرف گئے اور ان کی گڑھیوں کا محاصرہ کرلیا۔ یہ حصار پندرہ دن تک قائم رہا۔ بنو قینقاع کو جب کوئی راہ نجات سمجھائی نہ دی۔ تو ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان سب کی مشکیں کس دیں جائیں۔ کیوں کہ حضور ﷺ کا ارادہ تھا کہ ان کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ انہیں رسیوں میں جکڑ دیا گیا لیکن عبداللہ بن ابی نے آپ ﷺ کا دامن تھام لیا اور رحم کی درخواست کی۔ اس نے اس وقت تک آپ ﷺ کا دامن تھامے رکھا جب تک آپ ﷺ نے اس کی بات مان نہ لی۔

اس لئے حضور ﷺ نے ان کے قتل سے درگزر فرمایا:۔ اور کہا کہ ان پر ان کے ساتھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اس کے ساتھ ہی درج ذیل فیصلہ صادر فرمایا:

۱۔ بنو قینقاع کو جلاوطن کیا جائے۔

۲۔ ان کی املاک کو مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ

ﷺ نے عبادہ بن صامت کو حکم دیا کہ وہ بنو قینقاع کو خارج البلد کر آئیں۔ یہ کل سات سو افراد تھے چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش پھر آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرنے کا حکم دیا وہ یوں تھا۔

ا۔ خمس وصول کیا اور اپنا عام حصہ بھی۔

۲۔ اور بقیہ چار حصوں کو جناب رسالتمآب ﷺ نے صحابہ میں تقسیم فرمادیا۔

خصوصیات :۔ اس غزوہ میں پہلا خمس نکالا گیا اور یہ پہلا خمس ہے جو جناب رسالتمآب ﷺ نے لیا۔

ا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۱۔۲۸

۲۔ تاریخ طبری جلد اسیرۃ النبی ﷺ ص ۲۰۵۔۲۰۸

۲۔ بنو نضیر

عمرو بن امیہ ضمری مدینہ کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ تو اس نے راستہ میں بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کردیا۔ حالانکہ ان کے ساتھ عہد جوار تھا لیکن عمرو اس امان سے بے خبر تھے۔ عامر بن الطفیل رئیس بنو عامر نے حضور ﷺ کو اس کے متعلق اطلاع دی اور لکھا کہ باوجود عہد و جوار کے آپ نے ہمارے دو افراد اور وہاں سے بنی نضیر کی گڑھیوں کا رخ کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر مہاجرین وانصار کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ' علی حیدر رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ چونکہ بنی نضیر اور بنو عامر حلیف بھی تھے۔ اس لئے آپ ﷺ کے وہاں جانے کا مقصد یہ تھا کہ بنو عامر کے ان آدمیوں کی دیت کے بارے میں بنو نضیر کا تعاون حاصل کریں۔ چنانچہ جس وقت آپ وہاں پہنچے تو آپ نے ان سے تعاون کے لئے کہا۔ جس پر انہوں نے کہا' ہاں' اے ابو القاسم! ہم تعاون کے لئے تیار ہیں۔

لیکن درپردہ ان بد کردار یہودیوں کے عزائم کچھ اور تھے۔ اس لئے وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ حضور ﷺ اس وقت بنو نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار

کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ یہودیوں نے یہ سازش کی کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ جائے۔ اور ایک بھاری پتھر حضور ﷺ پر گرا دے۔ چنانچہ ایک یہودی عمرو بن حجاش اس فاسد ارادے سے مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور چاہا کہ بد ارادہ کو عملی جامہ پہنائے کہ اللہ پاک نے اس گھناؤنی سازش کی اطلاع آپ ﷺ کو دے دی آپ ﷺ فوراً" اٹھ کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ صحابہ کو بھی وہیں چھوڑ دیا اور کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ صرف اتنا کہا کہ تم ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔

جب حضور سید الکونین ﷺ کو آنے میں دیر ہوئی تو صحابہ کرام بھی وہاں سے چل پڑے راستہ میں ایک شخص کی زبانی پتہ چلا کہ آپ ﷺ مدینہ لے گئے تو وہ بھی آپ ﷺ کی خدمت میں وہیں پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اور حکم دیا کہ یہودیوں سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور صحابہ کرام کو ساتھ لے کر بنو نضیر کے مقابلہ کو پہنچ گئے اور ان کی گڑھیوں کا محاصرہ کرلیا۔ یہودی قلعہ بند ہوگئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔

"ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیئے جائیں۔"

یہودی چیخ اٹھے۔ تو آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا:۔ "تم یہودیوں کے پاس فوراً" جاؤ۔ اور ان سے کہہ دو کہ فوراً" میرے علاقے خالی کردیں اور یہاں سے نکل جائیں۔

چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کا پیغام یہودیوں تک پہنچا دیا۔ یہودی آپ ﷺ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن بعض منافقین نے جن کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول، تھا، یہود بنی نضیر کی مدد کا یقین دلایا۔ اور کہا کہ وہ علاقے خالی نہ کریں۔ یہ بھی کہا کہ اگر تم سے قتال کیا گیا۔ تو میں اور میرے دو ہزار ساتھی۔ تمہارا ساتھ دیں گے۔ اور دیس نکالے کی صورت میں بھی ہم تمہارے ساتھ ہوں

گے۔ اور اس کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کو آئیں گے۔ لیکن رئیس بنی قریظہ کعب بن اسد نے صاف انکار کردیا۔

سلام بن مشکم نے حییٰ بن اخطب رئیس بنو نضیر کو مشورہ دیا کہ وہ اور اس کے قبیلہ والے حضور ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرلیں اور گڑھیاں خالی کردیں تاکہ ہماری جان ومال محفوظ رہے۔ اور اگر ہم نے فیصلہ نہ مانا تو ہمارے لڑنے والے افراد تہ تیغ کیئے جائیں گے۔

ہمارے بچے اور عورتیں۔ غلام اور لونڈیاں بنا لئے جائیں گے اور تمام مال و اسباب ضبط کرلیا جائے گا۔

لیکن حییٰ بن اخطب ڈٹا رہا۔ اس نے حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ "کہ جو جی میں آئے کرلو' ہم تو وطن سے نکلنے سے رہے۔"

یہ کھلا پیغام جنگ تھا۔ حضور ﷺ نے محاصرہ اور سخت کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی جس کی امداد کا انہیں مان تھا۔ وہ ان کی مدد کو نہ آیا۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسی ہیبت طاری کردی اور وہ اس قدر بے بس ہو گئے کہ انہوں نے حضور سید الکونین کی خدمت میں درخواست کی۔

۱۔ انہیں قتل نہ کیا جائے۔

۲۔ انہیں جلاوطن کیا جائے۔

۳۔ انہیں اسلحہ وغیرہ چھوڑ کر باقی مال و اسباب لے جانے کی اجازت دی جائے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے ان کی درخواست منظور کرلی۔ اور آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا:۔

فیصلہ:۱

۱۔ ان (بنو نضیر) کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

۱۔ ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کیا جاتا ہے۔

۲۔ ان کو جلاوطن کیا جائے۔

۳۔ البتہ وہ اپنا مال و اسباب ساتھ لے جاسکتے ہیں۔

چنانچہ یہود بنی نضیر اپنے مال و اسباب کے علاوہ اپنے گھروں کی چوکھٹیں تک اکھاڑ کر لے گئے۔ بعض تو خیبر کی طرف گئے اور بعض نے شام کی راہ لی۔

فیصلہ: ۲

بنی نضیر اپنی تمام املاک اور بقیہ اموال جناب سید الکونین ﷺ کے لئے چھوڑ گئے۔ تاکہ آپ ﷺ جس طرح چاہیں انہیں اپنے تصرف میں لائیں آپ نے ان متروک املاک کے لئے مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا:۔

۱۔ یہ اموال و املاک مہاجرین اولین میں تقسیم فرما دیں

۲۔ انصار میں سے صرف ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور سماک رضی اللہ عنہ ' جو مفلوک الحال تھے کی امداد فرمائی۔

۳۔ بنو نضیر میں کے دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ انہیں ان کی املاک واپس کردی گئیں۔

۱۔ سیت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۱۵۔ ۲۳۴

۲۔ تاریخ طبری جلد اسیرۃ انبی ص ۲۶۵۔ ۲۷۰

۳۔ غزوہ خندق : (ا) بنی غطفان (ب) بنو قریضہ

ا۔ بنی غطفان

غزوہ خندق کے موقعہ پر کفار کے دس ہزار آدمیوں نے مدینہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ان میں قریش کے جیوش کے ساتھ دیگر قبائل کے علاوہ بنی غطفان کے جنگجو شامل تھے۔ منافقین کا اندرونی خطرہ اس کے علاوہ تھا۔ محاصرہ نے طول پکڑا تو مسلمان سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے ۔ جناب سید الکونین ﷺ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر عبلینہ بن حصین اور حارث بن عوف جو بنی غطفان کے قائدین تھے کو بلا بھیجا آپ ﷺ نے مدینہ کے پھلوں کی فصل کا ایک تہائی اس شرط پر دینے کی پیش کش کی کہ وہ جناب رسول اللہ اور مسلمانوں کے مخالفت چھوڑ کر اتحادیوں سے الگ ہو جائیں۔ دونوں طرف سے صلح کی پیش رفت ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک تحریر بھی لکھ دی' لیکن ابھی تک اس پر گواہوں کے دستخط باقی تھے کیوں کے بنی غطفان کی رضامندی کا مسئلہ درپیش تھا۔ بنی غطفان کے دونوں رئیسوں نے صلح کی گفتگو پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اب اس آخری اور قطعی فیصلہ ہونا تھا۔ چنانچہ اس کو قطعی شکل دینے کے لئے پہلے آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیسان انصار کو بلا بھیجا اور ان سے اس گفتگو کا تذکرہ کر کے ان کا مشورہ طلب فرمایا :۔ اس پر ان دونوں نے جواب دیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! اگر یہ آپ کی خوشی ہے تو ہمیں مجال انکار نہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اس پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ یا پھر آپ ﷺ کو ہماری بھلائی منظور ہے؟"

رسول اللہ ﷺ! اس میں میری ذاتی خواہش کو کوئی دخل نہیں' اس سے محض مجھے تمہاری بھلائی منظور ہے دیکھتے نہیں کہ سارا عرب متحد ہو کر تمہارے استیصال کرنے کے لئے اُمڈ پڑا ہے۔ راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی نہ کسی حد تک ان کی طاقت توڑ دوں۔

سعد بن معاذ ﷜: یارسول اللہ ﷺ: اس سے قبل ہم ان ہی کی طرح مشرک و بت پرست تھے۔ ہمیں نہ خدا کی ذات کا علم تھا اور نہ ہی اس کی عبادت سے کام، ضیافت اور خریداری کی بات اور ہے یہ لوگ اپنی تمام تر خواہش کے باوجود مدینہ کی ایک کھجور کی طرف بھی نگاہ بد سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

یارسول اللہ ﷺ! اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعے سے ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اسلام کے ذریعے ہمیں راہ مستقیم دکھائی ہے۔ آپ ﷺ کی اور اسلام کی برکت سے ہمیں عزت کا مقام عطا ہوا ہے۔ ہمیں طاقت بخشی ہے ہمیں غلبہ عطا فرمایا ہے۔ تو ہم انہیں کیسے اپنے اموال حوالے کرسکتے ہیں؟

خدا کی قسم ہم انہیں اپنے اموال ہرگز نہیں دیں گے، ہمیں ان کی شرائط پر صلح کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ہاں جواب میں ہماری تلواریں حاضر ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فیصلہ فرمادے۔

رسول اللہ ﷺ: اچھا تو تم جانو اور تمہارا کام اور یہ ہے وہ پرچہ، سعد بن معاذ ﷜ نے وہ پرچہ لے لیا اور وہ تحریر مٹادی۔ اور کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! اب وہ ہمارے خلاف قوت آزمائی کرلیں۔"

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۴۸۔۲۵۹

۲۔ تاریخ طبری جلد ا سیرۃ النبی ﷺ ۲۸۴۔۲۸۵

۳۔ (ب) بنو قریظہ

بنی قریظہ کا یہودی قبیلہ بھی میثاق مدینہ میں شامل تھا۔ انہوں نے میثاق کی خلاف ورزی میں نہ تو بنو قینقاع کا ساتھ دیا اور نہ ہی بنی نضیر کی حمایت کی۔ بلکہ میثاق پر قائم رہے۔

غزوہ احزاب کے محرک یہودی تھے۔ ان میں حیی بن اخطب رئیس بنو نضیر پیش پیش تھا۔ وہ احزاب کفار کو مدینہ پر چڑھا لایا۔ "دس ہزار تھے ان قریش کے

جیوش، دیگر قبائل کے علاوہ یہودی بھی شامل تھے۔

جناب رسالتمآب ﷺ نے دفاعی انتظامات کے لئے مدینہ کے ایک طرف خندق کھدوائی۔ اپنی جمعیت لیکر نکلے اور سلع پہاڑ کے قریب اس طرح پڑاؤ کیا کہ پہاڑ پشت پر تھا۔ جبکہ خندق مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ نے مسلمان عورتوں اور بچوں کو محفوظ گڑھیوں میں منتقل کر دیا تھا۔ جہاں آپ ﷺ نے حسّان بن ثابت کو متعین فرمایا:۔

حیّی بن اخطب بھی اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھا۔ اب اس نے ایک اور چال چلی۔ اس نے کعب بن اسد رئیس بنی قریظہ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جب کعب کو پتہ چلا کہ حیّی اس سے ملنے آرہا ہے تو اس نے قلعہ کا دروازہ بند کرویا اور اس سے ملنے سے انکار کردیا۔ حیّی نے کئی حیلے بہانے کئے اور آخر اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اسے شیشہ میں اتار لیا۔ چنانچہ کعب نے دروازہ کھول دیا۔

حیی کعب کے قریب بیٹھ گیا اور کہا۔ "میں قریش، بنی غطفان اور دیگر قبائل کا لشکر جرار لے کر آیا ہوں۔ وہ مسلمانوں کا مکمل استیصال کئے بغیر یہاں سے نہیں ٹلیں گے، میرا ان سے عہد و پیمان ہے۔ لیکن کعب نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا میثاق توڑنے سے انکار کردیا اور کہا۔

"تم منحوس اور بد بخت ہو۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، میں نے حضرت محمد ﷺ میں بجز وفائے عہد اور صداقت کے کچھ نہیں پایا میں اس کی خلاف ورزی کرنے سے رہا۔

لیکن حیّی نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ سبز باغ دکھائے اور آخر اسے بد عہدی پر راضی کرلیا۔

جب حضور ﷺ کو اس امر کا عالم ہوا تو آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (رئیس اوس) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (رئیس خزرج) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور

خواث بن جبیر کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ اور ان کو ہدایت فرمائی۔ اگر بات صحیح ہو تو اشارے کنائے میں بات کرنا اور اگر غلط ہو تو تمام لشکر گاہ میں اعلان کر دینا۔

انہوں نے وہاں جا کر کعب بن اسد کے رویہ میں سخت تبدیلی دیکھی۔ اس نے جناب رسالتمآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ جاؤ۔ ہم میں اور محمد (ﷺ) میں کوئی پیمان نہیں۔

چونکہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی' اس لئے جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ کی خدمت میں اشاروں میں تصدیق کر دی۔

محاصرہ کے دوران یہودیوں نے ایک اور قدم اٹھایا اور بد عہدی کی بدترین مثال قائم کر دی۔ انہوں نے اپنا آدمی ان گڑھیوں کی طرف بھیجا جہاں مسلمان خواتین اور بچے پناہ گزین تھے۔ تاکہ صورت حال کا مشاہدہ کرے۔ تاکہ کوئی کاروائی کی جا سکے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس سوائے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کوئی دوسرا مرد نہیں تھا۔ وہ شخص (یہودی) ہمارے گڑھیوں کے گرد چکر کاٹنے لگا ان کا مقصد یہ تھا کہ اندر حملہ کر کے مسلمانوں کو نازک حالات سے دو چار کر دیا جائے۔"

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اسے قتل کرنے کو کہا۔ لیکن حسان رضی اللہ عنہ میں جرات نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے خود خیمہ کی ایک چوب ہاتھ میں لی۔ قلعہ سے نیچے اتری' یہودی کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دیا۔ پھر یہودیوں کو گڑھیوں کی طرف آنے کی جرات نہیں ہوئی۔

انہیں دنوں نعیم بن مسعود جن کا تعلق بنی غطفان سے تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں تو اسلام قبول کر چکا ہوں۔ لیکن میرے اسلام لانے کا حال میری قوم کو معلوم نہیں۔ اب جناب کا جو حکم ہو فرمائیے۔ میں حاضر ہوں۔ اگر آپ ﷺ کا حکم ہو تو ایک چال کے ذریعے قریش اور بنو قریظہ کے درمیان پھوٹ ڈال دی جائے۔

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا :۔ اے نعیم الحرب خدعۃ (لڑائی چال سے سرزد ہوتی ہے)۔ تم ہم میں اکیلئے ہو، ہم سے علیحدہ ہو جاؤ اور کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ان مشرکوں میں تفرقہ پڑ جائے۔

چنانچہ نعیم بن مسعود نے پہلے تو کمال ہوشیاری سے بنی قریظہ کو قریش سے بد ظن کیا اور پھر قریش کے پاس آکر ایسی چال چلی کہ ان کے دل میں بنی قریظہ سے متعلق شکوک پیدا ہوگئے۔

چنانچہ قریش بد دل ہوگئے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے طوفان کی صورت میں ان پر بلائے آسمانی نازل فرما دی۔ قریش نے خوفزدہ ہو کر محاصرہ اٹھا لیا اور مکہ کی راہ لی۔

بنی غطفان اور دیگر قبائل بھی چلتے بنے۔

صبح ہوئی تو جناب سید الکونین ﷺ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اور سب نے ہتھیار اتار دیئے۔ لیکن ظہر کے وقت حضرت جبرئیل حضور ﷺ کی خدمت میں اللہ کے حکم لے کر آئے کہ فوراً بنی قریظہ کی طرف پیش قدمی کرو۔

چنانچہ اعلان کردیا گیا کہ جو شخص اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتا ہے۔ وہ بنی قریظہ کی گڑھیوں میں جا کر نماز عصر ادا کرے۔ کوچ فوراً عمل میں آیا۔ حضور ﷺ بھی بمعہ اپنے جان نثاروں کے وہاں پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فوراً ہی بنی قریظہ کی بستیوں کا محاصرہ کرلیا۔ جو تقریباً پچیس دن جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ کے دل میں خوف و دہشت ڈال دی۔ یہودیوں کو

یقین ہو گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب تک مقاتلہ نہیں کرلیں گے' واپس نہیں ہوں گے۔

بنی قریظہ نے مصائب سے تنگ آکر حضور ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے معاملہ کا حکم سعد بن معاذ کو بنایا جائے۔ ان کا فیصلہ ہمیں منظور ہو گا۔

تو حضور ﷺ نے بنی قریظہ کو حکم دیا کہ وہ قلعوں سے نیچے آئیں۔ صبح ہوئی تو بنی قریظہ گڑھیوں سے نیچے اتر آتے۔ انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ بنی اوس دوڑ کر حضور رحمت للعالمین ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور لگے بنی قریظہ کے حق میں سفارش کرنے انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ جس طرح آپ نے بنی خزرج کی سفارش پر بنو قینقاع کی جان بخشی کی۔ اسی طرح بنو قریظہ پر بھی رحم فرمائیں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا :۔ اے گروہ اوس! کیا تم اس بات سے خوش ہو گے اگر میں تم میں کا ایک آدمی حکم مقرر کردوں۔ ان کے بارے میں جو فیصلہ کرے۔ تمہیں منظور ہو گا۔

بنی اوس - یارسول ﷺ! ہمیں منظور ہے۔

رسول اللہ ﷺ: تو سنو' تمہارے سردار سعد بن معاذ کو حکم بنایا جاتا ہے۔

سعد چوں کہ زخمی تھے۔ اس لئے وہ اس خیمہ میں جو مسجد نبوی میں خاص ان کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ مقیم تھے۔ یہ سنتے ہی لوگ ان کے پاس گئے اور انہیں سوار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ راستہ میں انہوں نے حضرت سعد سے کہا۔ اے ابو عمرو! اپنے حلیفوں کے معاملے میں نرمی سے کام لینا۔ جب بار بار انہوں نے اصرار کیا تو سعد نے کہا۔ "اب سعد کے لئے وقت آگیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لومتہ لائم کی پرواہ نہ کرے جب سعد حضور ﷺ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا :۔ اپنے سردار کا احترام کر' تمام صحابہ نے ان کا استقبال کیا اور کہا۔اے ابو عمرو! جناب رسول ﷺ نے تمہیں' تمہارے حلیفوں کے مقابلے میں حاکم بنایا ہے۔

سعد نے کہا۔ ہاں، لیکن تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کا پختہ اقرار کرو کہ جو فیصلہ میں دوں گا۔ وہ تمہیں قبول ہو گا۔ اور اس پر قائم رہو گے۔

سب نے کہا۔ ہاں۔

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرف رخ کر کے جس طرف جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ وہی بات دہرائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس فرمایا :۔ ہاں، میں اس پر صادر کروں گا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا۔

ا۔ ان کے سارے مرد تہ تیغ کیے جائیں۔

۲۔ ان کی املاک اور اموال تقسیم کروئے جائیں۔

۳۔ ان کے بیوی بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا جائے۔

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا :۔ سعد! تم نے بنو قریظہ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق کیا ہے۔ جس کا نزول آسمانوں سے ہوا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بازار کی طرف آئے، وہاں خندقیں کھدوائیں۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بنو قریضہ کے تمام مردوں کو لاکر ان کی گردنیں مار دی گئیں۔ ان قتل ہونے والوں میں رئیس بنو نضیر حیی بن اخطب اور رئیس بنو قریظہ کعب بن اس بھی شامل تھے۔ یہ تعداد میں قریب سات سو تھے۔

بنی قریظہ کی صرف ایک عورت جس کا نام بنانہ تھا۔ کو قصاص میں قتل کیا گیا۔ یہ وہی عورت تھی جس نے خلاو بن سوید پر چکی پھینک کر اسے قتل کیا تھا۔

ایک لڑکے رفاء بن سیموئیل کی سلمی بنت قیس جو رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں کے کہنے پر رہا کیا گیا اور اسے سلمی کے حوالے کیا گیا۔

اس سے فارغ ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اموال غنیمت کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقے پر کی گئی۔

ا۔ سب سے پہلے خمس نکالا گیا

۲۔ بنو قریظہ کے اموال اور ان کی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔

۳۔ سوار اور پیادہ لوگوں کے حصے مقرر کئے گئے۔

(ا) سوار کے تین حصے۔ دو اس کے مرکب کے اور ایک اس کا ذاتی حصہ۔

(ب) پیادہ کا ایک حصہ۔

یہ پہلا مال غنیمت تھا۔ جس میں حصوں کا تعین کیا گیا اور خمس نکالا گیا۔

جناب سید الکونین ﷺ نے اموال غنیمت کی تقسیم کی طریقہ کار کی جو مثال قائم فرمادی۔ اس کے مطابق اموال غنیمت کا اصول اور قانونی قائم ہو گیا۔

بنو قریظہ کی عورتوں اور بچوں کو غلام اور کنیز کے طور پر شام میں فروخت کیا گیا۔

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۴۸۔۲۸۷

۲۔ تاریخ طبری جلد اول : سیرۃ النبی ﷺ ص ۲۷۵۔۳۰۸

۳۔ غزوہ خیبر۔ سن ۷ھ

حدیبیہ سے واپسی کے بعد جناب سید الکونین ﷺ تقریباً ۲ ماہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ آپ سن ۷ھ آخر محرم میں خیبر کے لئے نکلے۔ مختلف منازل طے کرتے ہوئے رجیع کے مقام پر پڑاؤ ڈالا' یہ مقام خیبر اور غطفان کی آبادیوں کے درمیان تھا۔ مقصد یہ تھا کہ بنی غطفان جو اہل خیبر کے حلیف تھے۔ اہل خیبر کی مدد کو نہ آسکیں۔ جب بنی غطفان کی آبادیوں کے درمیان تھا۔ مقصد یہ تھا کہ بنی غطفان جو اہل خیبر کے حلیف تھے اہل خیبر کی مدد کو نہ آسکیں۔ جب بنی غطفان کو حضور ﷺ کی پیش قدمی کا علم ہوا۔ تو وہ اپنی جمعیت لے کر روانہ ہوئے۔ ابھی ایک منزل ہی طے کی تھی کہ ان پر خوف طاری ہوا' اور وہ واپس اپنی آبادیوں کی طرف لوٹ گئے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے یہودیوں کی گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ جو گڑھی فتح ہوئی۔ وہاں کے یہودیوں کی املاک اور جائیداد قبضے میں کر لیتے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے قلعہ حصن ناعم کو فتح کیا۔ پھر حصن قموص اور ابن ابی الحقیق کی

گڑھیاں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ یہاں پر اموال غنیمت، بہت سے لونڈی اور غلام آپ ﷺ کے قبضے میں آئے۔ ان میں حضرت صفیہ بنت حئی بن اخطب اور اس کی دو چچیری بہنیں آپ ﷺ کے ہاتھ آئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ جو کنانہ بن الربیع کی بیوی تھیں کو اپنے لئے مخصوص کرلیا اور مندرجہ ذیل احکامات جاری فرمائے۔

۱۔ گھروں میں پلے ہوئے گدھوں کا گوشت نہ کھایا جائے۔

۲۔ حاملہ قیدی عورتوں سے صحبت نہ کی جائے۔

۳۔ درندوں کا گوشت نہ کھایا جائے۔

۴۔ تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی خرید و فروخت نہ کی جائے۔

اس کے بعد قلعہ صعب بن معاذ، اور دیگر قلعے فتح ہوگئے۔ جب باقی کے سارے قلعوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔تو یہودیوں کیلئے سوائے وطیح اور سلالم کے قلعوں کے اور کوئی جائے پناہ نہ رہی۔ خیبر کے تمام یہودی سمٹ کر ان قلعوں میں جمع ہوگئے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے ان دو قلعوں کا محاصرہ کرلیا اور حصار تنگ کرتے چلے گئے۔ اور ساتھ ہی اس کے نزدیکی گڑھ شق، نطاۃ اور کیتہ وغیرہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ اب محصور یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ پورے دس روز سے وہ محصور تھے اور کوئی راہ نکل نہیں رہی تھی اس لئے انہوں نے جناب رسالتماب کی خدمت میں درخواست کی۔

یارسول اللہ ﷺ ہمیں وطن سے نکل جانے دیجئے اور جانوں کی امان دی جائے۔

آپ ﷺ نے اہل خیبر کی درخواست منظور فرمائی۔

اس سے قبل جس قدر قلعے اور گڑھیاں فتح ہو چکی تھیں۔ وہ سارا مال و اسباب جو ان قلعوں میں ملا۔ آپ ﷺ اس پر قبضہ فرما چکے تھے۔ اب ان دو

قلعوں کے اموال بھی آپ ﷺ کے قبضے میں آ گئے۔

اہل فدک کو جب اہل خیبر کے حشر سے متعلق علم ہوا۔ تو انہوں نے اسی میں عافیت دیکھی کہ حضور ﷺ سے امان کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے درخواست بھیجی کہ:

۱۔ ان کی جان کی امان دی جائے۔

۲۔ ان کو جلاوطن کیا جائے۔

۳۔ وہ اپنی تمام املاک مسلمانوں کے لئے چھوڑ جائیں گے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے ان کی درخواست بھی منظور فرمالی۔

جب خیبر کے یہودیوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے حوالے کردیا۔ تو انہوں نے بنی حارثہ کے محیصہ بن مسعود کو دلیل بنا کر معاملات طے کرنے کے لئے جناب رسالتماب کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ یہ دوسری درخواست تھی۔

یارسول اللہ ﷺ! ہمیں کھیتی باڑی کا مسلمانوں کی نسبت علم بھی زیادہ ہے اور تجربہ بھی، اور ہم بہترین مزارعین بھی ہیں۔

آپ ﷺ ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دیں، ہم زمینیں کاشت کریں گے اور نصف پیداوار بطور لگان خراج آپ ﷺ کے حوالے کریں گے۔ اس لئے آپ ﷺ ہمارے ساتھ نصف نصف پر معاملہ فرمالیجئے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے ان کی درخواست اس شرط پر منظور فرمائی۔ کہ جب ضرورت در پیش آئی۔ یا ہم نے چاہا۔ تو تمہیں بیدخل کر کے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

اہل خیبر نے یہ شرط منظور کرلی۔

اہل فدک نے بھی انہی شرائط پر صلح کرلی

اس کے بعد:

۱۔ سارا خیبر تمام مسلمانوں کے لئے مال غنیمت قرار دیا گیا۔
۲۔ فدک چوں کہ بغیر رزم آرائی کے فتح ہوا' اس لئے اسے فے قرار دیا گیا اور جناب سید المرسلین ﷺ کے لئے مخصوص کیا گیا۔

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۳۹۲۔۴۳۰
۲۔ تاریخ طبری جلد ا سیرۃ النبی ص ۳۵۸۔۳۶۶

(۴)

فتح مکہ

فتح مکہ اسلام کی سربلندی اور رفعت کا دن تھا۔

قریش مکہ نے اسلام قبول کر کے اپنا کھویا ہوا وقار بحال کیا اور انہیں سرفرازی ملی۔ جناب ختمی مرتبت' رحمت للعالمین ﷺ نے ہر شخص کو جان کی امان دی۔ اور اپنے ان دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے جاں نثاروں پر ہر طرح کے ظلم و ستم آزمائے۔ گھر سے نکالا' ایذائیں دی۔ ہجرت کے بعد یلغاریں کیں۔ تاکہ اسلام اور اسلام کے نام لیوا مٹ جائیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عظیم فتح سے سرفراز فرمایا:۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"لا تثریب علیکم الیوم"

صرف چند اشخاص تھے جنہیں سید الکونین ﷺ نے واجب القتل قرار دیا اور ان کے قتل کے احکامات بھی جاری فرمائے۔ لیکن شان رحمت و رافت کے کیا کہنے' ان میں سے بھی جس نے سر نیاز خم کر دیا۔ جن کے لئے ان کے اپنوں نے سرور عالم ﷺ سے معافی طلب کی۔ ان کی خطائیں بخش دیں اور انہیں بھی جان کی امان دی گئی۔

واجب القتل افراد کے نام مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ عبداللہ بن خطل۔ ۲۔ مقیس بن حبابہ۔ ۳۔ قریبہ (کنیز)۔

۴۔ حویرث بن نفید۔ ۵۔ فرتنی (کنیز)۔ ۶۔ بی بی سارہ (ہجو گر)۔

۷۔ حبار بن الاسود۔ ۸۔ عبداللہ بن سعد بنی ابی سرح۔ ۹۔ عکرمہ بن ابو جہل۔

۱۰۔ صفوان بن امیہ۔

حضور ﷺ کے فیصلہ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان مباح الدم افراد کے جرائم کا مختصر سا حال بیان کیا جائے۔ تاکہ اس سزا کا پس منظر معلوم ہو سکے۔

۱۔ عبداللہ بن خطل

اس کا تعلق بنی تیم بن غالب سے تھا۔ یہ مسلمان تھا۔ اسے جناب رسالتماب نے عامل بنا کر صدقات وصول کرنے کے ارادہ کے ساتھ بھیجا۔ ان کے ساتھ ایک مسلمان مولی بھی تھا۔ جو اسکی خدمت پر مامور تھا۔ ابن خطل نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ تو اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرے۔ خود سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ ابھی تک کھانا تیار نہیں تھا۔ ابن خطل نے خدمت گار کو غصے میں قتل کر دیا اور خود مرتد ہو گیا اس نے دو جرائم کا ارتکاب کیا قتل ناحق اور ارتداد۔

اس لئے اس دوہرے جرم کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

۲۔ مقیس بن حبابہ

یہ اور اس کا بھائی مسلمان ہو کر مدینہ آئے اور وہیں رہنے لگے۔ ایک انصاری نے غلطی سے مقیس کے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس لئے اس کی دیت ادا کر دی گئی۔ لیکن مقیس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا' چنانچہ اس نے موقع ملتے ہی جان

بوجھ کر انصاری کو قتل کر دیا۔ پھر بھی اس کی آگ نہ بجھی اور مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

اس کا جرم بھی دہرایا تھا۔ قتل عمد' اور ارتداد

اس بنا پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

۳۔ قریبہ

یہ ابن خطل کی کنیز تھی۔ وہ اپنے آقا کے حکم پر جناب رسالتماب ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھی۔ قتل کا حکم سننے کے باوجود نہ توبہ کی اور نہ معافی طلب کی۔

اس لئے جرم میں اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

۴۔ حویرث بن نفیذ بن وہب بن عبد قصی

یہ شخص مکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو قیام مکہ مکرمہ کے زمانے میں ایذا دیتا تھا۔ دوسرا قصور اس کا یہ تھا کہ حضرت زینب بنت رسول اللہ کے اونٹ کو مار کر بھگانے میں یہ ھبار بن الاسود کا شریک کار تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اونٹ سے گر پڑی تھیں۔ جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ یہ بد بخت بھی حضور ﷺ سے معافی مانگنے نہ آیا۔ اس لئے اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

۵۔ فرتنی

یہ عورت بھی ابن خطل کی کنیز تھی اور حضور ﷺ کی ہجو گانے میں قریبہ کا ساتھ دیتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا:۔ تو اس نے توبہ کی اور حضور ﷺ سے معافی طلب کی۔

جناب رسالتماب ﷺ نے اس کی جان بخشی فرمائی۔

۶۔ سارہ

یہ بنی عبدالمطلب کے کسی فرد کی کنیز تھی۔ یہ ہجویہ اشعار سرتال سے گا گا کر

دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلاتی تھی۔ اس کے قتل کا حکم دیا۔ تو یہ تائب ہوئی اور ہبار بن الاسود کی سفارش کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کی جان بخشی فرمائی۔ وہ حضور ﷺ کے عفو و کرم سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اسلام لے آئی۔

۷۔ ہبار بن الاسود

اس نے سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلعم کے اونٹ کو زور سے کونچا دیا تھا۔ جس سے وہ سرپٹ دوڑا۔ سیدہ گر گئیں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا:۔ یہ اپنے قتل کی خبر سن کر پہلے تو روپوش ہو گیا۔ لیکن فوراً" ہی حضور رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' توبہ کی۔ حضور ﷺ نے معافی اور جان بخشی کی درخواست کی۔ رحمتہ للعالمین نے اس کی جان بخشی فرمائی۔

۸۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

یہ شخص جب مسلمان ہوا تو حضور ﷺ نے اس کو کاتب وحی بنایا۔ لیکن قریب نفس میں آکر مرتد ہو گیا مدینہ سے فرار ہو کر مکہ پہنچ گیا جہاں وہ رسالتمآب ﷺ کے خلاف سازشوں میں مصروف رہا۔ یہاں تک کہ وحی الہام تک کا دعوی کر بیٹھا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضور ﷺ نے جن لوگوں کو قتل کرنے کے حکم دیا چاہے وہ کعبہ کے پردوں میں بھی پناہ لیں۔ ان میں ابن سعد بھی شامل تھا۔ اس کے قتل کا حکم اس لئے دیا گیا کہ یہ مرتد ہو گیا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے مکہ میں داخلہ کے وقت حضرت عثمان غنی ؓ کے ہاں پناہ لی۔ حضرت ذوالنورین ؓ نے اسے پناہ دی۔ جب حالات پر سکون ہوئے تو وہ ابن سعد کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اس کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں امان کی درخواست کی۔ پہلے تو آپ ﷺ خاموش رہے پھر آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔ جب حضرت

عثمان ﷺ ان کو واپس لے گئے تو صحابہ نے حضور ﷺ سے خاموش رہنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "میں نے سکوت اس لئے اختیار کیا کہ کوئی خدا کا بندہ اٹھ کر اس کی گردن اڑا دے۔" ایک انصاری نے کہا۔ یارسول اللہ آپ مجھے اشارہ ہی کر دیتے۔ تو حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:۔

"کسی نبی کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ اشارے سے قتل کرائے۔"

۹۔ عکرمہ بن ابی جہل

یہ شخص بنو مخزوم سے تھا اور اسلام، رسول خدا ﷺ اور مسلمانوں کا بد ترین دشمن تھا۔ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز بھی رزم آرائی سے باز نہ رہا۔ مگر غلبہ اسلام کے خوف سے فرار ہو کر یمن چلا گیا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث اسلام لے آئی اور اپنے خاوند کے لئے امن و معافی کی درخواست کی۔ آپ نے از راہ لطف و کرم اسے منظور فرمایا:۔ چنانچہ ام حکیم یمن پہنچی اور اپنے خاوند عکرمہ بن ابو جہل کو سمجھا بجھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئی۔ جہاں وہ اسلام لے آیا۔

۱۰۔ صفوان بن امیہ

جب بنو بکر نے رات کی تاریکی میں بنو خزاعہ پر شب خون مارا۔ تو تو اس کا محرک بھی اس معرکہ میں شریک بھی، صفوان بن امیہ تھا۔ چونکہ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ اس لئے جناب سید الکونین ﷺ نے دیت کا مطالبہ کیا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس بنا پر قصاص میں صفوان بن امیہ کو واجب القتل قرار دیا گیا۔ یہ خوف کے مارے ساحل سمندر۔ (بعض کے نزدیک جدہ) چلا گیا۔ وہاں سے یمن فرار ہونا چاہتا تھا۔ اس کے عمزاد بھائی عمیر بن وھب نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے لئے امان طلب کی، حضور ﷺ نے منظور فرمائی اور نشانی کے طور پر اپنا عمامہ عمیر کے حوالے کیا۔ وہ گئے اور صفوان کو امان

کی نشانی دکھا کر۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے دو ماہ کی مہلت طلب کی حضور ﷺ نے ازراہ عفوو کرم اسے چار ماہ کی مہلت دے دی۔

غزوہ حنین میں جب اس نے حضور سید الکونین کی شفقت اور جذبہ ترحم اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تو اسلام لے آیا۔

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۴۶۹۔۴۹۰

۲۔ تاریخ طبری جلد اسیرۃ النبی ﷺ ص ۳۸۶۔۴۰۸

جاسوسی کی سزا کا فیصلہ

ایک بار کسی غزوہ کے سلسلے میں جناب سید الکونین ﷺ ایک منزل پر پڑاؤ کئے ہوئے تھے تو ایک مشرک کو دیکھا گیا جو وہاں جاسوسی کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ اس کی اطلاع جب آپ ﷺ کو ملی تو وہ واپس ہونے کو تھا۔ جناب رسالتمآب ﷺ نے حکم دیا کہ

"جاسوس کو قتل کر دو۔"

چنانچہ ایک شخص فوراً" ہی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اسے راستے میں جالیا اور گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد مقتول کے سامان کو بھی قبضہ میں لے لیا۔

جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس ہوا۔ تو آپ ﷺ نے مقتول کا سامان جاسوس کو قتل کرنے والے مجاہد کو مال غنیمت کے طور پر عطا فرما دیا۔

صحیح بخاری

(۶)

سفراء

مسیلمہ کذاب نے ایک خط دو قاصدوں کے ہاتھ میں جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ جب آپ ﷺ خط سماعت فرما چکے تو آپ ﷺ نے قاصدوں سے سوال کیا۔

رسول اللہ : تمہارا مسلک کیا ہے؟

سفرا: جو کچھ مسیلمہ (کذاب) کہتا ہے' وہی ہمارا مسلک ہے۔

رسول اللہ : اگر سفیروں کا قتل قانونی طور پر جائز ہوتا ہے تو میں دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔

سنن ابی داؤد

(۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے دوران فرمایا:۔ "کون ہے جو دشمن سے متعلق اطلاعات ہمیں فراہم کرے۔"

زبیر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:۔ "دشمن کی جاسوسی کے لئے کون اپنا آپ پیش کرتا ہے۔"

زبیر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔"

یہ سن کر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر پیغمبر کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔"

صحیح بخاری جلد ۳: کتاب الجہاد والسیر ص ۳۴۸

(۸)

اہل کتاب اور جزیہ

سن ۹ھ میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا یہ کل ساٹھ افراد تھے۔ ان میں چودہ سربر آوردہ آدمی شامل تھے۔ عاقب عبدالمسیح رئیس وفد تھا جبکہ سید ایہم مشیر و منتظم۔ ان کا اسقف اعظم ابو حارثہ بن علقمہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ شخص اصلاً" عرب تھا اور قبیلہ بکر بن وائل سے تھا۔ لیکن عیسائیت قبول کرلی تھی اور اپنے علم و فضل کی بدولت اسے اسقف اعظم کا مرتبہ ملا۔ جب وفد کے ارکان مدینہ منورہ پہنچے۔ تو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مناظرہ کے لئے آئے

تھے۔

چنانچہ دوران قیام۔ انہوں نے حضرت عیسی علیہ اسلام کی ابنیت اور الوہیت جیسے مسائل بحث کے لئے حضور ﷺ کے سامنے پیش کئے۔ حضور ﷺ نے نہایت ہی دل نشین انداز میں قطعی دلائل سے ان پر ان مسائل کی حقیقت واضح کی اور ثابت فرمایا کہ یہ عقائد باطل ہیں۔

نجران کے انصاری پر اگرچہ حق واضح ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے جان بوجھ کر اتباع حق سے انکار کردیا۔

اس پر قرآن کی یہ آیات نازل ہوئی۔

الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم....... لا الہ الا ھو العزیز الحکیم

(آل عمران ۱۔۲)

ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم........ لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

(آل عمران ۵۹۔۶۱)

نازل ہوئیں۔ تو جناب رسالتماب ﷺ مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے اور اگلے روز آپ ﷺ حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ سید النساء حضرت فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا اور جناب حسنین رضی اللہ عنہما کو اپنے ہمراہ لے کر باہر تشریف لائے۔ نجرانی عیسائیوں نے جب یہ مبارک نورانی چہرے دیکھے۔ تو وہ دہل گئے مباہلہ سے باز آئے اور مہلت مانگی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا تو عاقب عبدالمسیح نے کہا۔ "خدا کی قسم، تمہیں اچی طرح علم ہے۔ کہ یہ شخص نبی مرسل ﷺ ہے، تم نے اگر مباہلہ کی جرات کی۔ تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے، بخدا میں ایسے ملکوتی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ دعا کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عیسی کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ قول فیصل ہے۔ بہتر ہے مباہلہ نہ کرو۔ ورنہ ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔ امن چاہتے ہو۔ اور اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو صلح کرلو۔

چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں صلح کی درخواست کی اور سالانہ جزیہ ادا کرنے کی پیش کش کی۔ چنانچہ ان کی درخواست پر حضور ﷺ نے صلح کرنے کا فیصلہ فرمایا جزیہ کی شرط پر اور اس غرض کے لئے ایک صلح نامہ تحریر کروایا جس کی اہم دفعات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اہل نجران ہر سال دو ہزار حلے ادا کریں گے' ایک ہزار ماہ رجب میں اور ایک ہزار ماہ صفر میں' اور ہر حلہ کی قیمت چالیس درہم ہوگی۔

۲۔ اہل نجران پر لازم ہوگا کہ وہ جناب رسالتماب کے سفیر کی ایک ماہ تک مہمانی کریں۔

۳۔ یمن میں اگر کوئی شورش یا فتنہ برپا ہوا۔ تو اہل نجران کے لئے ضروری ہے کہ وہ ۳۰ گھوڑے ۲۰ زرہیں اور ۳۰ اونٹ عاریتا" دیں گے۔ بعد میں یہ چیزیں ان کو واپس کردی جائیں گی۔ ہاں اگر کوئی چیز گم یا ضائع ہوئی تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔

۴۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول ان کے جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ان کے اموال و املاک۔ ان کی زمینیں' ان کی جائیدادیں۔ ان کے حقوق۔ ان کا مذہب و ملت' ان کے قیس و راہب' ان کے خاندان اور متعین ان سب کی حیثیت اپنی جگہ برقرار رہے گی۔

۵۔ جاہلیت کے کسی خون کا مطالبہ ان سے نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ ان کی سرزمین میں کوئی لشکر داخل نہیں ہوگا۔

۷۔ جو شخص ان سے حق کا مطالبہ کرے گا۔ تو ظالم و مظلوم کے درمیان انصاب کیا جائے گا۔

۸۔ جو شخص سود کھائے۔ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔

۹۔ اگر کوئی شخص ظلم و زیادتی کرے گا۔ تو اس کے بدلہ میں کسی دوسرے شخص پر گرفت نہیں کی جائے گی۔

۱۔ سیرۃ المصطفیٰ جلد ۳ ص ۲۷۸-۲۳۸

بحوالہ : ۱۔ فتح الباری جلد ۸ ص ۷۳

۲۔ شرح المواہب جلد ۴ ص ۴۱

۳۔ تفسیر در مشور جلد ۲ ص ۳۰

۴۔ زادُ المعاد جلد ۴ ص ۴۰

میراث

ارشاد باری تعالیٰ

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔ پھر اگر ایسا ہو کہ لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو ترکے میں ان کا حصہ دو تہائی ہو گا۔ اور اگر اکیلی ہو تو اسے آدھا ملے گا۔

اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ میت کے اولاد ہو۔ اگر اولاد نہ ہو اور وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو ماں کے لئے تہائی (باقی باپ کا)

اگر (ماں باپ کے علاوہ) میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہنیں بھی ہوں تو ماں کا حصہ چھٹا ہو گا۔

لیکن یاد رہے کہ میت نے جو کچھ وصیت کردی ہو' یا جو کچھ اس پر قرض رہ گیا ہو اس کی تعمیل اور ادائیگی کے بعد یہ حصے تقسیم ہوں گے (دیکھو) تمہارے باپ داد بھی ہیں اور تمہاری اولاد بھی ہے۔ تم نہیں جانتے' نفع رسانی کے لحاظ سے کونسا رشتہ تم سے زیادہ نزدیک ہے(اور کس کا حق زیادہ ہونا چاہئے' کس کا کم اللہ تعالیٰ کی حکمت ہی اس کا فیصلہ کرسکتی تھی۔ پس) اللہ تعالیٰ نے حصے ٹھیرا دیئے ہیں' اور وہ (اپنے بندوں کی مصلحت کا) جاننے والا اور (تمام اپنے احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے۔ تمہاری بیویاں جو کچھ ترکے میں چھوڑ جائیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان سے اولاد نہ ہو تو تمہارا (یعنی شوہر کا) حصہ آدھا ہے اور اگر اولاد ہو تو چوتھائی۔ مگر یہ تقسیم اس کے بعد ہوگی کہ جو کچھ وہ وصیت کر گئی ہوں۔ اس کی تعمیل ہو جائے اور جو کچھ ان پر قرض ہو' ادا کردیا جائے۔

اور جو کچھ ترکہ تم چھوڑ جاؤ۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تم سے اولاد نہ ہو' تو بیویوں کا حصہ چوتھائی ہو گا۔ اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ ہو گا۔

جو کچھ تم وصیت کر جاؤ اس کی تعمیل اور جو کچھ تم پر قرض رہ گیا ہو۔ اس کی ادائیگی کے بعد اور اگر ایسا ہو کہ کوئی مرد یا عورت چھوڑ جائے۔ جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ (کلالہ ہو) مگر اس کے بھائی یا بہن ہو۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ بھائی بہن میں سے ہر ایک کا حصہ چھٹا ہو گا۔ اور اگر (بھائی بہن) ایک سے زیاد ہوں تو پھر ایک تہائی میں سب برابر کے شریک ہوں گے لیکن اس وصیت کی تعمیل کے بعد جو میت نے کردی ہو' نیز اس قرض کی ادائیگی کے بعد جو میت کے ذمے رہ گیا ہو بشرطیکہ (وصیت اور قرض سے) مقصود (حق داروں کو) نقصان پہنچانا نہ ہو۔ یہ (ترکے کی تقسیم کے بارے میں) اللہ کی طرف سے حکم ہے اور (یقین رکھو) اللہ (بندوں کے مصالح) جاننے والا اور (ان کی کمزوریوں کے لئے اپنے احکام اور قوانین میں) بہت بردبار ہے۔

سورۃ النساء ۱۱ : ۱۲

ارشادات نبوی ﷺ

(۱)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا :۔

"مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔"

راوی : اسامہ بن زید

۱۔ صحیح بخاری جلد ۵ ص ۲۴۶

۲۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۳۔۱۵۴

۳۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۳۷

(۲)

جناب سید الکونین ﷺ نے فرمایا :۔

جو میراث زمانہ جاہلیت میں جس طریقہ پر ہو چکی ہے وہ ویسے ہی برقرار

رہے گی، وہاں جس میراث کی اب تک تقسیم نہیں ہوئی وہ قرآنی احکامات کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۶۰

(۳)

جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:۔

(میراث میں) جن لوگوں کی حق ہے۔ ان کو ان کے حصے دے دو پھر جو بچ رہے تو وہ اس مرد کا حصہ ہے، جو رشتہ میں متوفی کے سب سے زیادہ نزدیک ہو۔

راوی: ابن عباس

۱۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۳۳۷

۲۔ صحیح بخاری جلد ۵ ص ۶۳۴

(۴)

سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں لے کر جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ۔ سعد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھے اور شہید ہوگئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں چھوڑیں، جو آپ ﷺ کے سامنے موجود ہیں۔ ان لڑکیوں کے باپ (سعد) نے جو ترکہ پیچھے چھوڑا وہ ان بچیوں کے چچا (سعد کے بھائی) نے ہتھیا لیا۔ میرے یا ان بچیوں کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ (اب میرے لئے کیا حکم ہے؟)

محمد بن سحنون اپنی کتاب الفرائض میں لکھتے ہیں کہ سعید کی بیوہ نے سعد کے بھائی کی نہیں۔ بلکہ سعد کے باپ کی کہ اس نے اپنی پوتیوں کا مال ہتھیالیا ہے جبکہ ابی داؤد ترمذی، ابن ماجہ اور احمد نے لڑکیوں کے چچا زاد کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا صائب یہی ہے کہ مال چچا نے ہتھیا لیا تھا۔

حضور ﷺ نے خاموش رہے تو اس عورت نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ۔ اب جبکہ لوگ مال دیکھ کر نکاح کرتے ہیں، تو ان بے سہارا یتیم بچیوں کے ساتھ بغیر مال کے کون نکاح کرے گا۔

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا معاملہ ہے۔ وہی ان کا فیصلہ کرے گا اور ضرور ان کے معاملے میں کئی حکم نازل فرمائے گا" اس لئے اس وقت آپ ﷺ نے اس عورت کو واپس کردیا۔ حضور ﷺ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ے چند روز منتظر رہے۔ (جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میراث کی آیات نازل فرمائیں) آپ ﷺ نے سعد کی بیوہ کو پیغام بھیجا کہ اس کی بیٹیوں کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے) اور سعد بن ربیع کے بھائی کو بلا بھیجا۔ اس کے سامنے میراث کی آیات تلاوت فرمائیں:

"اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔

اگر (میت اپنے) پیچھے دو یا دو سے زیادہ لڑکیاں چھوڑے تو ترکہ میں ان کا حصہ دو تہائی ہو گا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے سعد کے بھائی کو حکم دیا کہ سعد کے ترکے میں سے۔

۱۔ اس کی بیوہ کو آٹھواں حصہ ادا کرو۔

۲۔ سعد کی بیٹیوں کا (دوتہائی) حصہ انہیں ادا کرو۔

۳۔ جو باقی بچ رہے وہ تمہارا حصہ ہے۔

یہ پہلی میراث ہے۔جو اسلام میں تقسیم کی گئی۔

۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۱-۱۵۲

۲۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۸-۵۹

۳۔ محمد بن سحنون، کتاب الفرائض

(۵)

حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہم زمرہ انبیا کا کوئی وارث (میراث میں) نہیں ہوا کرتا۔ جو (ترکہ) ہم چھوڑ جائیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

میرے ورثاء کا یہ حق نہیں کہ اگر میں ایک دینار بھی پیچھے چھوڑوں تو اسے (آپس میں) تقسیم کریں۔ بلکہ جو املاک میں چھوڑ جاؤں تو (سب سے پہلے) اس میں سے میری ازواج کا خرچ الگ گیا جائے۔ اس کے علاوہ جو باقی بچ رہے وہ سارے کا سارا صدقہ کردیا جائے۔

صحیح بخاری جلد ۵ کتاب فرائض والاحکام، ص ۶۲۶، ۲۶۹

(۶)

ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی بھی وارث نہیں تھا۔ اس کے پیچھے صرف ایک اس کا غلام آزاد کردہ تھا۔

جب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"متوفی کا کوئی وارث بھی ہے؟؟"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تو کوئی نہیں، صرف ایک غلام ہے جس متوفی نے (وفات سے قبل) آزاد کردیا تھا۔

اس پر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ۔

مرحوم کی میراث اس کی آزادہ کردہ غلام کے حوالے کردی جائے۔ (وہی

مرحوم کا وارث ہے)

راوی: ابن عباس سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۸ مشکوۃ جلد ۲ ص ۶۰

(۷)

جناب سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو اور عرض کی۔
یارسول اللہ ﷺ! میرا پوتا فوت ہو گیا ہے (اس نے اپنے پیچھے جو ترکہ چھوڑا ہے) کیا اس ترکہ میں میرا بھی حق بنتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ (اے شخص!) اس کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ تم لے سکتے ہو۔ (یہ تمہارا حق ہے)

وہ شخص جب واپس جانے کے لئے مڑا۔ تو آپ ﷺ نے اسے پھر بلایا۔ اور فرمایا:۔

سنو! تیرے لئے ایک اور چھٹا حصہ بھی ہے اور آخر کا ۶/۱ حصہ تمہارے لئے رزق ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جناب رسالتماب ﷺ نے دادی کو بھی میراث کا چھٹا حصہ دلوایا۔

راوی: عمران بن حصین حضرت ابن عباس

۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۲۔۱۵۳

۲۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۹

(۸)

دو آدمی جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کے سامنے میراث کا مقدمہ پیش کیا۔ اگرچہ دونوں اشخاص اپنے اپنے دعوئے کو حق ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ لیکن دعوے کے حق میں دونوں کے پاس شہادت موجود نہیں تھی۔

ان کا دعوی سن کر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :-

(غور سے سنو) میں اس بارے میں جس شخص کے حق میں فیصلہ دوں گا اگر یہ چیز واقعیت میں اس کی نہیں، بلکہ اس کے بھائی (فریق مخالف) کی ہے تو اس (مال) کی حقیقت آگ کے ٹکڑے کی ہے، جو اس شخص کو دیا جا رہا ہے۔ (جس کے حق میں فیصلہ دیا گیا)

آپ ﷺ کا یہ قول سن کر، دونوں (بیک وقت) پکار اٹھے۔

یا رسول اللہ ﷺ! (مجھے یہ مال نہیں چاہئے۔) میں اپنے بھائی (فریق مخالف) کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا :-

تو جاؤ باہمی رضامندی سے اسے آپس میں تقسیم کر لو، لیکن حق کو ہاتھ سے نہ دو (کوئی دوسرے پر زیادتی نہ کرے) تقسیم کے بعد قرعہ اندازی کر لو (جس کے حصہ میں آئے لے اس کے باوجود) تم دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو معاف کر دو۔

راوی : ام سلمہ رضی اللہ عنہا (مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۵)

(۹)

جناب سید المرسلین ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا :-

"میں مومنوں پر خود ان کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں (ان پر خود ان سے زیادہ مہربان ہوں)

(تو سنو!) اگر کوئی شخص ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ وہ مقروض ہو اور ادائیگی کے لئے جائیداد وغیرہ بھی نہ ہو۔ تو اس کا قرض (بیت المال سے) ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔

اور اگر اس کے پس ماندگان بے سہارا رہ جائیں اور ان کا کوئی نہ ہو، تو میں ان کی کفالت کا ذمہ دار ہوں۔

ہاں اگر متوفی اپنے پیچھے کوئی ترکہ چھوڑ جائے۔ تو وہ مال اس کے وارثوں کو ملے گا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جس کا کوئی (وارث) نہ ہو' میں اس کا (وارث) ہوں۔ اس کے مال کا وارث ہوں۔ اس کی گردن (قرض اور فرض سے) آزاد کرنا میرا فرض ہے۔

جس شخص کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور صرف ایک ماموں ہو' تو وہی ماموں اس کا وارث ہے۔ وہ متوفی کی طرف سے دیت ادا کرنے کا بھی ذمہ دار ہے اور اسی پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کی گردن (قرض' فرض کے بوجھ سے) آزاد کرائے۔ اس متوفی کے ترکہ کا وارث بھی وہی ہے۔

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و مقدام رضی اللہ عنہ

۱۔ صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الفرائض ص ۶۳۰

۲۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۷

۳۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۷' ۱۵۸

۴۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۴۲

(۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

رباب بن حذیفہ نے ام وائل بنت معمر سے نکاح کیا۔ ام وائل سے رباب کے تین بچے ہوئے۔ (کچھ عرصہ بعد) ان بچوں کی والدہ فوت ہوگئیں۔ تو اس کے بیٹے اس کی زمین اور اموال (ولاء) کے وارث قرار دیئے گئے۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۴

(۱۱)

عروہ بنت حمزہ کہتی ہیں۔

میری ایک کنیز تھی۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے پس ماندگان میں صرف

ایک لڑکی تھی۔ (اور ترکہ بھی تھا) چنانچہ میں جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے بارے میں حضور ﷺ کا حکم دریافت فرمایا:۔

تو آپ ﷺ نے اس کنیز کے ترکہ کو میرے اور اس (متوفیہ) کی لڑکی کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۴

(۱۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جناب رحمت اللہ للعالمین ﷺ اور حضرت صدیق اکبر پیدل چل کر میری عیادت کو تشریف لائے (مجھ پر بے ہوشی کے دورے پڑ رہے تھے) چنانچہ جس وقت آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لے آئے تو مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے ہوش آگیا۔ میں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کا کیا کروں؟

ایک روایت میں ہے کہ جابر نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری کئی بہنیں ہیں آپ ﷺ اس وقت خاموش رہے۔ حتی کہ ترکہ کی تقسیم سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

یصیکم اللہ فی اولادکم .... واللہ علیم حکیم

اور حضور ﷺ نے مجھے ان احکامات سے آگاہ فرمایا:۔

سورہ نساء : ۱۱ : ۱۲

۱۔ صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الفرائض ص ۶۲۵

۲۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۳۸-۲۳۹

(۱۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔

جناب سید المرسلین ﷺ نے حکم دیا۔
کہ بیٹی کو(ترکہ) کا آدھا حصہ ملے گا(اگر لڑکی اکیلی وارث ہو)
پوتی کو چھٹا اور
باقی مال بہن کو ملے گا۔ (گویا بہن بھی عصبہ ہوئی)
صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الفرائض ص ۶۳۶

(۱۴)

جناب سید الکونین ﷺ نے فتح مکہ مکرمہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

عورت اپنے خاوند کی دیت کی اور ترکہ کی وارث ہوگی۔ اسی طرح خاوند اپنی عورت کی دیت اور ترکہ دونوں کی وارث ہوگا' جب تک دونوں ایک دوسرے کی جان کے درپے نہ ہوں۔

اگر ان میں ایک دوسرے کو جان بوجھ کر قتل کرے گا (قتل عمد کا رتکاب کرے گا) تو نہ اس کی دیت کا وارث ہوگا۔

اور نہ ترکہ کی میراث اسے ملے گی۔

ہاں اگر ان میں کوئی ایک دوسرے کو غلطی سے قتل کردے۔ تو ترکہ تو اسے ملے گا۔ لیکن دیت کا وارث نہیں ہوگا۔

سنن ابن ماجہ ۲ جلد ۱۵۷

(۱۵)

جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جناب سرور عالم ﷺ کا ایک غلام تھا۔ وہ کھجور کے درخت سے گرا اور جاں بحق ہو گیا۔ اس غلام کی نہ تو کوئی اولاد تھی اور نہ ہی کوئی رشتہ دار تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا۔

کہ اس غلام کے گاؤں والوں میں سے کسی ایک کو اس کا ترکہ (ولاء) دے دیا جائے۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۵

(۱۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

جو بچہ کسی کے (والد) مرنے کے بعد اس کی جانب منسوب کیا جائے۔ یعنی میت کے ورثاء اس بات کا دعوی کریں۔

کہ اس بچے کے ہم مالک ہیں، تو اس مسئلہ کا فیصلہ یہ ہے کہ

۱۔ اگر وہ بچہ ایسی لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا ہے کہ جس روز (اس کے) مالک نے اس سے ہم بستری کی تھی۔ تو وہ اس کی ملکیت میں تھی۔ تو اس بچہ کی نسبت والد سے کی جائے گی۔ اور میراث میں بھی اس کا حصہ ہوگا۔

ہاں جو میراث زمانہ جاہلیت میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ اس میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر کچھ ترکہ باقی ہے اور اسے میراث بھی قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں یہ بچہ (حکم خداوندی کے مطابق) اس ترکہ میں اسے اپنا حصہ پائے گا۔

۲۔ مگر جب صورت یہ ہو کہ والد خود اس بچے کو اپنانے سے منکر ہو۔ تو پھر ورثاء کا یہ دعوی کہ "بچہ ہمارا ہے" بے معنی ہے۔ بطن سے ہے۔ جس کے ساتھ اس (مرد) نے زنا کیا ہے۔

تو یہ بچہ کسی صورت میں بھی متوفی سے منسوب نہیں کیا جا سکتا (یعنی یہ بچہ کسی حالت میں میت کا وارث نہیں قرار دیا جا سکتا)

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۵۹۔۱۶۰

(۱۷)

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔

حجتہ الوداع کے موقع پر میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایسا سخت بیمار پڑا۔ کہ جینے کی امید نہ رہی۔

جناب رسالتماب ﷺ میری عبادت کو میرے پاس تشریف لے آئے۔ تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں گزارش کی۔ یارسول اللہ۔ ﷺ (بستر مرگ پر ہوں) میرے پاس حد سے زیادہ دولت ہے۔ لیکن صرف ایک بیٹی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہیں۔ میری خواہش ہے کہ اپنا دو تہائی مال (اللہ کی راہ میں) خیرات کردوں۔ اس بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اے سعد' نہیں' ایسا نہ کرو

سعد (دوبارہ عرض کرتے ہوئے۔ حضور! تو پھر نصف مال ہی سہی۔

رسول اللہ ﷺ: نہیں (یہ بھی ٹھیک نہیں)۔

سعد رضی اللہ عنہ: حضور ﷺ (اگر آپ ﷺ کی اجازت ہو) تو پھر ایک تہائی مال خیرات کردوں۔

رسول اللہ:' اے سعد' بس ایک تہائی مال کافی ہے۔ (اسے اللہ کی راہ میں خیرات کردو)۔ تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ اپنی اولاد کو مرفع الحال چھوڑ جاؤ۔ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں تاکہ دوسروں کے آگے انہیں ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اور تجھے اس کا اجر ملے گا۔ جو تو محض اللہ تعالٰی کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کرے۔ حتی کہ وہ لقمہ بھی تیرے لئے باعث اجر ہوگا۔ جو تو اپنی بیوی کے منہ تک لے جائے۔

صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الفرائض ص ۶۳۱

(۱۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

ایک دن بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور کہنے لگی:

"میں نے اپنے مالکوں سے نواقیہ پر مکاتبت کی ہے۔ اور مجھے ہر سال ایک

اوقیہ ادا کرنا ہو گا۔ (جب نو پورے ہوں گے تو آزادی ملے گی) آپ ﷺ میری مدد فرمائیں۔"

چنانچہ میں نے کہا:

اے بریرہ! اگر تمہارے مالک اس بات پر راضی ہوں تو میں پوری رقم یکمشت ادا کرنے کو تیار ہوں۔ تاکہ تمہیں آزاد کردیا جائے۔ البتہ (یہ اپنے مالکوں کو بتا دے) کہ تیری (ولاء) کی مالک میں ہوں گی۔

بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سنائی لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ البتہ وہ اس شرط پر یہ سودا کرنے کو تیار ہو گئے کہ ولاء ان کو ملے (یعنی ترکہ کے وارث ہوں گے)

جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ معاملہ حضور ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

تم اے عائشہ رضی اللہ عنہا مکاتبت کی پوری رقم ادا کردو۔ اس کے بعد بریرہ کو آزاد کردو۔ ولا (ترکہ) کی مالک تم ہی ہوگی۔ (کیوں کہ تم نے اسے آزاد کرایا ہے)

پھر جناب سید المرسلین ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

حیرانی کی بات ہے۔ کہ لوگ اس قسم کی شرائط معاملات میں عائد کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں موجود نہیں اور جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ پائی جائے۔ وہ باطل ہے۔ (اس کا باندھے والا گنہگار ہے)

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا فیصلہ زیادہ وزنی اور اٹل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ (حدود) اور شرائط زیادہ مضبوط۔

اور غور سے سنو! ولا کا مالک وہی ہو گا۔ (لونڈی غلام کو) آزاد کرائے۔

ا۔ صحیح بخاری جلد ۵ کتاب الفرائض ص ۶۴۲

۲۔ صحیح مسلم ۳۔ مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۳

جب رسالتماب ﷺ عمرۃ القضاد ادا کرنے کے بعد فارغ ہو لئے اور معاہدے کی معیاد (تین یوم) بھی پوری ہو گئی۔ تو قریش کے چند لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا۔

یا علی! (معیاد پوری ہو چکی) اپنے صاحب (جناب رسالتماب ﷺ) سے کہیں کہ وہ اب فوراً" مکہ مکرمہ سے کوچ کریں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے سنتے ہی کوچ کا حکم دیا۔ جس وقت جناب ختمی مرتبت ﷺ مکہ سے روانہ ہونے کو تھے۔ تو جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا پکارتی ہوئی حضور ﷺ کے پیچھے دوڑی۔ حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ نے اس بچی کو بازوؤں میں تھام لیا اور جناب فاطمۃ الزہر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

لو یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ اسے سنبھالو۔

اس پر حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے درمیان تو تو میں میں ہونے لگی۔ ہر ایک یہی مطالبہ تھا کہ بچی پر اس کا حق زیادہ ہے۔ لہٰذا بچی اسے ملنی چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعوی تھا۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ (اس لئے میرا حق فائق ہے)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اصرار تھا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، میری بھتیجی ہے۔ اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ (میرا حق دوہرا ہے)

جبکہ زید رضی اللہ عنہ مصر تھا کہ نہیں، یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔

حضور ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو تینوں کو بلایا اور فیصلہ دیا کہ بچی پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا حق زیادہ ہے۔ اس لئے اسے ملنی چاہئے۔ اس طرح یہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے گی (اور وہ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے گی۔ کیوں کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے

نے فیصلہ صادر فرمایا کہ۔

"بنو خزاعہ میں سے کسی بڑے کو تلاش کرو اور متوفی کا ترکہ اس کے حوالے کردو۔"

مشکوۃ جلد ۲ ص ۵۸

(۲۳)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت موجود تھے جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے (متوفی کی) نانی کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ دلایا۔

موطا امام مالک، باب المیراث ص ۵۶۷

(۲۴)

زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالے (کی میراث) کے متعلق دریافت کیا تو جناب المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کیا سورہ نساء کی آخر کی وہ آیات جو گرمی میں نازل ہوئیں تیرے لئے کافی نہیں؟

موطا۔ امام مالک باب المیراث ص ۵۶۸۔۵۶۹

(۲۵)

اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوہ جناب ختمی المرتبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے خاوند اوس بن ثابت فوت ہو گئے ہیں، اس نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک نابالغ لڑکا چھوڑا ہے۔ عرب کے قدیم دستور کے مطابق اوس کے دو چچا زاد بھائیوں نے آ کر مرحوم کی املاک و مال پر قبضہ جما لیا۔

میری اولاد اور مجھے کچھ نہیں دیا۔ عورت تو (قدیم دستور کے مطابق) عورت ہونے کے ناطے وراثت کی حق دار نہ رہی۔ اس لئے میں اور دونوں بچیاں میراث سے محروم کی گئیں۔اور اوس کا لڑکا چوں کہ ابھی نابالغ تھا۔ اس لئے اسے بھی اس وجہ سے میراث سے محروم کیا گیا۔ لہٰذا پورے مال کو ہتھیا کر دونوں اپنے طور پر وارث بھی بن گئے۔

یارسول اللہ ﷺ! میں نے یہ بھی کوشش کی کہ یہ دونوں چچا زاد جنہوں نے پورے ترکہ کو ہتھیا لیا ہے۔ ان دو لڑکیوں (اوس کی بیٹیوں) سے نکاح کرلیں تاکہ ان کی فکر تو دامن گیر نہ رہے۔ مگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے اور انکار کر دیا۔ اس لئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں تاکہ اپنی محرومیوں اور بچوں کی بے کسی کی شکایت آپ ﷺ کے حضور پیش کروں۔

ابھی تک چوں کہ قرآن مجید میں وراثت کا قانون نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے جناب المرسلین ﷺ نے قدرے جواب دینے میں توقف فرمایا لیکن جناب رسالتمآب ﷺ کو کامل یقین تھا کہ اس ظالمانہ رسمی قانون کو بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ ضرور احکامات نازل فرمائیں گے۔

چنانچہ اس وقت آیات میراث نازل ہوئیں۔ پہلے

للرجال نصب مماترک....... اوکثر نصیباً مفروضا (سورہ نساء:۷)

اور اس کے بعد دوسری آیات میراث نازل ہوئیں جن میں میراث کے حصوں کی تفصیلات ہیں۔ (سورہ نساء ۱۱ : ۱۲)

تو جناب رسالتمآب ﷺ نے احکام قرآنی کے مطابق صادر فرمایا:۔

۱۔ بیوی کو کل ترکہ کا آٹھواں حصہ عطا فرمایا:۔

۲۔ باقی مال نصف اس کے لڑکے کو عطا فرمایا:۔

۳۔ باقی نصف دونوں لڑکیوں کے درمیان برابر تقسیم فرمایا:۔

۴۔ چچا زاد بھائیوں کو وراثت سے محروم کیا کیونکہ اولاد کے معاملہ میں وہ اقرب نہ تھے

لقطہ (گری پڑی چیز)

(ا)

سلمان بن ربیعہ کہتے ہیں' جناب سید الکونین ﷺ کا عہد مبارک تھا۔ مجھے سو اشرفیاں پڑی ملیں۔ میں وہ اشرفیاں لے کر جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان اشرفیوں سے متعلق آپ ﷺ کا حکم دریافت کیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا۔ پورا ایک سال ان کے متعلق اعلان کرتے رہو۔ (شاید ان کا مالک مل جائے) چنانچہ میں ایک سال تک حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اعلان کرتا رہا۔ لیکن ان اشرفیوں کے مالک کا پتہ نہیں چلا۔ میں دوبارہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صورت حال عرض کرنے کے بعد آپ ﷺ سے پوچھا کہ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی حکم صادر فرمایا اس بار بھی اشرفیوں کا مالک تلاش کرنے میں مجھے ناکامی ہوئی۔ اس لئے پھر حاضر خدمت ہوا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا:

سلمان! اشرفیوں کو اچھی طرح گن لو' ان کی مہر کی خوب جانچ پڑتال کر لو۔ ایک سال مزید انتظار کرو۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو بہتر ورنہ تو ان اشرفیوں کا مالک ہو گا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۹۳

(۲)

زید بن خالد الجہنی بیان کرتے ہیں:

ایک شخص جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور ﷺ سے سوالات کرنے لگا۔

اس شخص نے حضور ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا۔ (کہ اس بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے)؟ تو جناب رسالتماب ﷺ کے رخسار

مبارک لال سرخ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے شخص! تجھے آخر اس (اونٹ) کے پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ چلنے کو اس کے پاؤں ہیں۔ کھانے کو پینے کو اس کا پیٹ ہے۔ وہ خود چل پھر کر گھاس چرتا رہے گا' پیاس بجھالے گا۔ درختوں کے پتوں سے پیٹ بھرلے گا۔ یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔"

اس شخص نے دوبارہ عرض کیا "یارسول اللہ! گم شدہ بکری کے متعلق آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسے پکڑ کر قبضے میں کرلو' وہ تیرے لئے ہے۔ یا تیرے بھائی کے لئے ہے۔ ورنہ پھر بھیڑیئے کی ہے۔ (یعنی' اس کا مالک آجائے تو اس کی ہے' ورنہ تیری اور اگر یونہی رہے۔ تو پھر بھیڑیا کی خوراک بن جائے گی۔)

پھر اس شخص نے پوچھا۔ "یارسول اللہ ﷺ گری پڑی چیز کے لئے کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کی تھیلی اور بندھن اچھی طرح ذہن نشین کرلو ایک سال تک اس کے متعلق اعلان کرتے رہو۔ اگر اس گمشدہ مال کا مالک مل جائے تو اس کے حوالے کردو۔ ورنہ تجھ کو اس پر تصرف کا پورا پورا اختیار حاصل ہو گا۔

صحیح مسلم صحیح بخاری سنن ابن ماجہ مشکوۃ

احکام

(۱)

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ "یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے میرا پورا سرمایہ ختم کر دیا ہے۔"

جناب رسالتماب ﷺ:

"اے شخص۔ تو بھی اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔ ہاں، تیری اولاد، تیری کمائی ہے۔ لہٰذا تجھے حق پہنچتا ہے کہ تو ان کا کھا۔"

(۲)

دو آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایک جانور کے متعلق اپنا دعوی پیش کیا۔ دونوں نے اپنے دعوے کے حق میں اپنی طرف سے گواہ بھی پیش کئے۔ گواہوں نے شہادت دی کہ جانور فلاں کا ہے۔ اس کی پیدائش اس کے گھر میں ہوئی تھی۔

شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ نے اس شخص کے حق میں فیصلہ دیا جس کے قبضہ میں جانور تھا۔

راوی: جابر بن عبداللہ مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۶

(۳)

دو شخص ایک اونٹ کا دعوی لے کر جناب سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کا یہی دعوت تھا کہ اونٹ میرا ہے۔ اور اپنے دعوے کے ثبوت میں دونوں نے اپنی طرف سے دو دو گواہ بھی پیش کئے۔

جناب رسالتماب ﷺ نے حکم دیا کہ:

"یہ اونٹ دونوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا جائے۔"

راوی: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ

مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۶ ابو داؤد نسائی

(۴)

جناب سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کے سامنے انہوں نے ایک جھونپڑی کا مقدمہ پیش کیا یہ جھونپڑی ان کے درمیان مشترک تھی۔ اس لئے دونوں فریق اس پر مصر تھے کہ یہ ان کی ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا کر ان کے ساتھ کردیا۔ تاکہ حذیفہ (موقع پر جاکر) ان کے درمیان فیصلہ کرے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ جس شخص کی رسی اس جھونپڑی سے بندھی ہوئی ہے۔ وہی شخص اس جھونپڑی کا مالک فیصلہ کرنے کے بعد حذیفہ رضی اللہ عنہ جناب رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا فیصلہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اس پر صادر کرتے ہوئے فرمایا۔ تم نے صحیح اور احسن فیصلہ کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۸-۸۹

(۵)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جناب سید الابرار ﷺ کی خدمت میں دو شخص پیش کئے گئے جو ایک جانور کے بارے یں باہم جھگڑ رہے تھے لیکن کوئی شخص ایسا نہیں جو ان میں سے کسی کے حق میں شہادت دے۔

اس لئے سرور عالم ﷺ نے اس جانور کو مساوی تقسیم فرمادیا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۴۵-۴۶

(۶)

جناب سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں دو شخص پیش ہوئے۔ ایک کا تعلق

کندہ سے اور دوسرے کا حضرت موت سے تھا ان دونوں کے درمیان ایک قطعہ زمین کا مقدمہ تھا جو یمن میں واقع تھا۔

حضری نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کندی کے باپ نے میری زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا۔ وہی غصب شدہ زمین اب اس کے قبضے میں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی گواہ بھی ہے۔

حضری نے کہا: یارسول اللہ ﷺ گواہ تو کوئی نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص قسم کھائے اور اللہ تعالیٰ کو حاضرناظر جان کر کہے کہ اسے اس بات کا علم نہیں کہ اس کے باپ نے غاصبانہ قبضہ میری اراضی پر کیا تھا۔ (تو میں دستبردار ہونے کو تیار ہوں) کندی قسم کھانے کو تیار ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

قسم کھا کر کسی کا مال ہتھیا لینا ہرگز جائز نہیں۔ ایسا شخص (جھوٹی قسم کھانے والا) جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا تو اس کی حالت یہ ہوگی کہ دست بریدہ ہوگا۔"

کندی نے حضور ﷺ کی بات سنی تو پکار اٹھا:

"یارسول اللہ ﷺ! (میں قسم نہیں کھاتا) میں تسلیم کرتا ہوں کہ "یہ زمین اس شخص کی ہے۔

چنانچہ وہ زمین حضری کے حوالے کردی گئی۔

سنن ابوداؤد مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۷

(۷)

اشعث بن قیس بیان کرتے ہیں کہ:

میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک مشترک قطعہ زمین تھا۔ یہودی نے (میری ملکیت تسلیم نہ کرتے ہوئے) میرا حصہ دینے سے انکار کردیا۔

میں جناب سید المرسلین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے اشعث! تیرا کوئی گواہ بھی ہے؟"

میں نے جواب دیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! نہیں۔"

آپ ﷺ نے یہودی کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ قسم کھاؤ۔ جس پر میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! (اس یہودی کی قسم کا کیا اعتبار) یہ تو قسم کھا کر میرا مال ہضم کرے گا۔"

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا آلایہ (۳: ۷۷)

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۷۷۔ ۴۳

ابوداؤد مشکوۃ جلد ۲ ص ۳۰۶

(۸)

سلمہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:۔

ایک لڑکے کو اس کے والدین لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان دونوں یہی چاہتے تھے کہ بچہ اسے ملے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے اس لڑکے کو اختیار دے دیا (کہ وہ جس کو چاہے اپنا لے)

وہ لڑکا کچھ دیر کے لئے کافر کی طرف مائل ہوتا نظر آیا تو جناب سید المرسلین ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اسے ہدایت دے۔ اسے سیدھی راہ دکھا۔"

اس پر وہ لڑکا رکا اور پھر اس نے مسلمان کا دامن تھام لیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

(۹)

یہ تحریر جناب محمد النبی (ﷺ) کی جانب سے وائل حجر رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو حضر

موت کا رئیس ہے۔ وہ یہ ہے:

"چونکہ تم اسلام لے آئے ہو، اس لئے جس قدر اراضی اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں ان پر تمارا قبضہ برقرار رہے گا۔"

میں تمہارے حق میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان مقبوضات کے بارے میں تم پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ جب تک دین پر قائم رہو گے تو نبی ﷺ اور مومن اس سلسلے میں ہمیشہ تمہاری مدد کریں گے۔

طبقات ابن سعد

(۱۰)

یہ دستاویز جناب رسالتماب ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا کی ہیں۔ اس کی رو سے سوراق کا پورا علاقہ اوپر کے حصے سے زیریں حصہ تک اور مورلج کے قریہ سے موقت قریہ تک انہیں عطا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کے مقابلے میں اپنا حق جتلانے لگے۔

باب البیوع

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ خرید و فروخت (تجارت) کرنا بھی ایسا ہے جیسے قرض دے کر سود لینا حالاں کہ خرید و فروخت کو تو اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے۔ اور سود کو حرام۔

البقرہ: ۲۷۵

۲۔ ہاں اگر ایسا ہو کہ نقد (لین دین) کا کاروبار ہو جسے تم (ہاتھوں ہاتھ) لیا دیا کرتے ہو تو یہ تو ایسی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر لکھا پڑھی نہ کی جائے۔

لیکن (تجارتی کاروبار میں بھی) سودا کرتے ہوئے گواہ کر لیا کرو (تاکہ خرید و فروخت کی نوعیت اور شرائط کے بارے میں بعد کو کوئی جھگڑا نہ ہو جائے)

البقرہ: ۲۸۲

۳۔ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائزہ طریقے سے مت کھاؤ۔ البتہ تجارت کرکے باہمی رضامندی سے لے سکتے ہو۔

النساء

بیع نامہ

عبدالمجید وہب بیان کرتے ہیں۔

مجھ سے العداء بن خالد نے پوچھا کہ کیا میں تم کو ایک دستاویز نہ دکھاؤں جو جناب رسالتماب ﷺ نے میرے لئے تحریر فرمائی تھی۔

میں نے کہا۔ "ضرور دکھائیے" توانہوں نے مجھے وہ دستاویز دکھائی۔ (جس میں تحریر کیا گیا تھا)

یہ دستاویز اس چیز کی ہے جو العدا بن خالد بن ہوذہ نے (حضرت) محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے خریدی ہے۔

انہوں نے آپ ﷺ سے ایک غلام یا باندی کو خریدا ہے۔ جو ہر لحاظ سے

صحت مند ہے۔ نہ اس میں کوئی ایسی بات ہے جو مال کی بربادی کا باعث بنے اور نہ ہی کوئی طبعی خباثت ہے۔

یہ ایسی بیع ہے جو ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی سے کرنی چاہئے۔

۱۔ سنن ترمذی باب البیوع

۲۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۴

(۲)

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:

خریدنے والے اور بیچنے والے کو ایک دوسرے پر اختیار حاصل ہے۔ جب تک وہ دونوں ایک ہی جگہ رہیں۔ مگر بیع خیار کی صورت میں جبکہ ایک شخص دوسرے کو اختیار دے دے۔ تو دونوں کے جدا ہونے کے بعد بھی دونوں کو اختیار کا یہ حق حاصل رہتا ہے۔

بیع فاسد نہیں ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہے

لیکن دونوں میں سے کسی کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ سودا یا معاملہ کرتے ہی ' اس مقام سے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس خیال سے کہ دوسرے کو بیع فسخ کرنے کا اختیار باقی نہ رہے۔ بہتر یہی ہے کہ جب تک سودا طے نہ ہو جائے' وہ دونوں اکٹھے رہیں۔ پھر بھی اگر معاملہ طے کرنے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے الگ بھی ہو گئے۔ لیکن کسی نے بھی بیع کو فسخ نہیں کیا۔ تو بیع لازم ہو جائے گی۔

اگر خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں صدق بیان سے کام لیتے ہوئے (بکاؤ) چیز کی حقیت بیان کردیں یعنی اگر مال میں کوئی نقص وغیرہ ہو تو اسے صاف صاف بیان کردیں۔ ایسا سودا بابرکت ہوتا ہے اور تجارت کے لئے ترقی کا باعث بنتا ہے۔

لیکن اگر وہ اخفا سے کام لیتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لیں گے یعنی مال کے نقص کو ظاہر کرنے میں اخفا سے کام لیں گے یا قیمت غلط بتائیں گے۔ تو ایسے سودے سے برکت اٹھائی جاتی ہے۔ نہ بیع میں برکت ہوتی ہے اور نہ ترقی۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

کہ مال و اسباب فروخت کرنے کی خاطر قسمیں کھانے سے احتراز کیا جائے قسمیں کھانے سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے۔ لیکن کمائی برباد ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ اللہ پاک نہ ایسے شخص سے کلام کریں گے اور نہ اس کی طرف دیکھیں گے' جو خرید و فروخت میں جھوٹی قسمیں کھائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ

سچا اور امانت دار تاجر نبیوں' ولیوں اور شہیدوں کے زمرہ میں ہو گا۔
صحیح بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی)

(۳)

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:

حلال و حرام سب پر واضح ہے ۔ ان دونوں (حلال و حرام) کے درمیان چند چیزیں ایسی ہیں۔ جو ان سے ملتی جلتی ہیں۔ (جن کی شناخت ضروری ہے) تو جو شخص مشتبہ اور مشکوک چیز سے اجتناب برتے گا تو سمجھ لو کہ اس نے واضح' جلی اور صاف گناہ کو بدرجہ اولی چھوڑ دیا۔ لیکن جس شخص نے مشتبہ چیز (کو استعمال کرنے کی) جرات کرلی۔ تو وہ کھلم کھلا حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

راوی: نعمان بن بشیر(صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الیبوع ص ۹۲۵

(۴)

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:

ایک شخص نے غلام خریدا۔ خریدنے والے نے اس غلام سے مزدوری بھی لی۔ اس دوران اس میں کوئی عیب نکل آیا۔ تو اس نے غلام کو واپس کر دیا۔ اس پر بیچنے والا جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے میرے غلام سے مزدوری بھی لی اور اجرت بھی۔ تو جناب رسالتماب ﷺ نے حکم دیا کہ خراج بیچنے والے کا ہوگا اور کہ غلام کی واپسی کا اختیار تین دن تک ہے اس کے بعد نہیں۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۲۔۲۳

(۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

جناب رسالتماب ﷺ نے مجھے دو غلام عطا فرمائے۔ جو آپس میں بھائی بھائی تھے۔ (وہ دونوں بھائی تھے۔ میں نے ان میں کا ایک غلام فروخت کردیا۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا:

"اے علی! تم نے ان دو غلاموں کا کیا کیا؟"

میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک کو فروخت کردیا"

اس پر آپ ﷺ نے حکم دیا "اسے واپس لے لو' اس کا فروخت کرنا جائز نہیں"

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۴

(۶)

جناب سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔

تم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے۔ یہ سو تیانہ پن ہے۔ کسی شہر کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اہل بادیہ کلمال فروخت کرے۔ کسی شخص کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ (لوگوں کو دھوکا دینے کی خاطر) بکری یا لونٹنی کے تھنوں میں دودھ کو روک رکھے۔

جس شخص نے ایسا جانور خریدا۔ جس کے تھنوں میں (زیادہ قیمت وصول کرنے کی خاطر) دودھ کا گیا ہو۔ تو خریدار کو اختیار ہو کہ (اگر دودھ اتنا نہ نکلے جتنا

اسے گمان تھا یا ظاہر کیا گیا تھا۔ چاہے تو جانور اپنے پاس رکھ لے اور چاہے تو بیچنے والے کو واپس کرنے کی صورت میں اسے ایک صاع کھجور (بطور تاوان) ادا کرنے ہوں گے۔ کھجور کے بدلے اتنا دودھ یا اس کے برابر گندم بھی ادا کر سکتا ہے۔

صحیح مسلم جلد ۴ کتاب البیوع ص ۱۵۰-۱۵۱۵

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۱-۲۲

(۷)

جناب رسالتمآب ﷺ کے دور مبارک میں یہ رواج تھا کہ لوگ قافلہ والوں سے راستہ ہی میں جا کر غلہ خرید کر لیتے۔ اس لئے آپ ﷺ ان (قافلوں والوں) کے پاس ایک شخص کو بھیج دیتے۔ جو آپ ﷺ کی طرف سے انہیں ہدایات کرتا کہ وہ اس جگہ غلہ نہ بیچیں اور اس وقت تک فروخت نہ کریں جب تک مال منڈی (بازار) میں نہ پہنچ جائے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اناج خریدے۔ تو وہ اس وقت تک اس کی فروخت شروع نہ کرے جب تک وہ مال اس کے قبضے میں نہ آجائے۔ اور جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرے تو اس پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے کسی دوسرے کے ہاتھ میں فروخت نہ کرے۔

راوی: ابن عمرؓ ابو سعید خدری

صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۵۹-۹۶۰ مشکوۃ جلد ۲ ص ۳۲

(۸)

جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا کہ۔

اپنے اناج (کے ذخیرہ) کو ناپ تول لیا کرو، اس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ حضور ﷺ کے زمانے میں اناج کے ڈھیر (بغیر ناپے تولے محض اندازے سے) خرید لیتے۔ تو انہیں (آپ ﷺ کے حکم سے) سزا دی جاتی (کیوں

کہ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ جب تک اناج گھر نہ لے جائیں' اسے بیچیں نہیں۔)

راوی: ابن عمرؓ: صحیح بخاری' کتاب البیوع جلد ۲ ص ۹۶۱-۹۶۲

(۹)

ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے شکایت کی کہ: "یارسول اللہ ﷺ! لوگ اکثر مجھے خرید و فروخت میں دھوکا دے جاتے ہیں۔"

اس کی بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے شخص! تم جب بھی معاملہ کرو۔ تو دوسرے شخص سے صاف صاف کہہ دیا کرو۔ بیع دھوکے اور فریب کا کام نہیں ہے۔ مجھے اس میں فریب دینے کی کوشش مت کرو۔"

راوی: ابن عمر: صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۵۶

(۱۰)

جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک جگہ ہوا۔ جہاں پر غلہ کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ ڈھیر کے قریب گئے اور اپنا دست مبارک ڈھیر کے اندر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے ڈھیر کے اندر نمی محسوس فرمائی تو غلہ والے سے دریافت فرمایا: "اے شخص! یہ کیا ماجرا ہے"

اس شخص نے کہا "یارسول اللہ۔ غلہ پر بارش ہوئی تھی (میں نے گیلا غلہ خشک غلہ کے نیچے چھپا دیا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو نے گیلے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھا۔ تاکہ خریدار اسے دیکھ سکیں۔"

سنو (یہ سراسر دھوکا ہے) اور جو شخص بیع میں فریب دہی سے کام لے۔ میں اسے بری الذمہ ہوں۔

صحیح مسلم صحیح بخاری مشکوۃ ص ۱۹-۲۰

(۱۱)

جناب سرور کونین ﷺ نے حکم صادر فرمایا: "کہ (جب ضرورت پوری ہو جائے) توزائد پانی کو فروخت نہ کیاجائے انگور اس وقت تک بیچے جائیں، جب تک پک کرسیاہ نہ ہو جائیں، غلہ اس وقت تک نہ فروخت نہ کیا جائے جب تک پک کر تیار نہ ہو جائے اور کھجور اس وقت تک نہ بیچی جائے۔ جب تک پک کر خوش رنگ نہ ہوجائے۔"

اسی لئے جناب سرور عالم ﷺ نے حکم دیا کہ:

"مزانبہ کو اختیار کیا جائے۔"

یعنی۔ درخت پر لگی (تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے تول کر نہ بیچے۔ تازہ انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں ناپ کرکے فروخت نہ کرے اور کھڑی فصل کو غلہ کے بدلہ میں ناپ تول کر فروخت نہ کرے۔ یہ معاملات بیوع ممنوع ہیں۔

ایک شخص جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضرہوا اور عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ کیا تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تازہ کھجور تو خشک ہو کر کم ہو جاتی ہے۔"

اس نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ ہاں"

آپ ﷺ نے حکم دیا۔ "ایسا مت کرو۔(یہ جائز نہیں)"

راوی: سعد بن ابی وقاص حضرت انس بن مالک)

مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۳، ۱۹۔ ۲۰

(۱۲)

نجرانی کابیان ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، کیا درخت پر پھل

آنے سے پہلے بھی بیع سلم کی جاسکتی ہے؟

انہوں نے میرا سوال سن کر فرمایا۔ "نہیں" اور اس کے بعد بیان گیا۔ کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ایک باغ کے درختوں کی بیع سلم کی حالاں کہ اس وقت تک درختوں پہ پھل نہیں لگے اتفاق ایسا ہوا کہ درختوں پر پھل نہ آئے اس لئے خریدار نے بیچنے والے سے اس بات پر اصرار کیا کہ یہ باغ اس وقت تک اس کے قبضے میں رہے گا۔ جب تک اس کے درختوں پر پھل نہ آجائیں۔ لیکن بیچنے والے نے اس کی بات ماننے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے تو یہ باغ تیرے پاس صرف اس سال کے لئے فروخت کیا تھا۔(پھلوں کا ذمہ دار نہیں)

چنانچہ دونوں شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ حضور ﷺ نے دونوں کے دعوے سن کر بیچنے والے سے فرمایا: "کیا خریدار نے اس (باغ) سے کچھ فائدہ اٹھایا ہے؟"

اس نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! نہیں"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تو اس کا مال تیرے لئے کیسے جائز ہو جائے گا۔" (چنانچہ آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرماتے ہوئے حکم دیا) "تم نے جتنا مال اس سے لیا ہے وہ واپس کردو۔ اور (سنو) آئندہ اس وقت تک بیع سلم نہ کیا کرو جب تک درختوں پر پھل نہ آجائیں

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۳۔۳۴

(۱۳)

ابو رفع بیان کرتے ہیں کہ:

جناب سرور کونین ﷺ نے ایک شخص سے ایک اونٹ کی بیع سلم کی۔ بیع کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب ہمارے پاس صدقہ کے اونٹ آئیں گے تو ہم تیرا اونٹ تجھے واپس

کردیں گے" چنانچہ جس وقت صدقہ کے اونٹ آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو رافع! اس کا اونٹ (حسب وعدہ واپس کردو۔)"

ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے سارے اونٹوں پر نگاہ دوڑائی۔ لیکن مجھے اس اونٹ جیسا کوئی اونٹ نظر نہ آیا۔ جو اس شخص نے حضور ﷺ کو دیا تھا۔ بلکہ اس سے بہتر چار دانتوں والے اونٹ تھے۔ چنانچہ میں نے صورت حال جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کی۔ تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔

اس سے بہتر اونٹ دے دو۔ اور ہاں سنو، بہتر لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنا قرضہ بطریق احسن ادا کرتے ہیں۔

صحیح بخار سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۴

(۱۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو اشخاص کا ایک چیز کی خریداری پر تکرار ہو گیا۔ لیکن ان کا گواہ کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ (چوں کہ گواہ کوئی نہیں) اس لئے ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اور جس شخص کے نام قرعہ نکلے۔ وہ شخص قسم کھا کر مال لے لے چاہے اس دوسرا شخص پسند کرے یا نہ کرے۔

سنن ابن ماجہ کتاب الیبوع ص ۵۰

(۱۵)

جناب سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔

جب کسی شخص کا مال چوری ہو جائے۔ یا ضائع ہو جائے۔ اگر وہ (اتفاقاً) کسی بھی شخص کو اس مسروقہ مال کو بیچتے ہوئے پائے۔ تو پھر مال اس (مالک) کے حوالے کردیا جائے۔ کیوں کہ یہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

(اور اگر صورت یہ ہو) کہ مال کسی شخص نے خرید لیا ہو۔ تو خریدار کو بھی لازم ہے کہ مال اس کے مالک کو واپس کردے اور بیچنے والے سے اپنی رقم واپس لے لے۔

سنن ابن ماجہ کتاب البیوع ص ۴۶

(۱۶)

جناب رسول اکرم ﷺ نے بیع حصاۃ اور بیع غرر سے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں جائز نہیں۔

بیع حصاۃ سے مراد یہ ہے کہ ایک کنکر پھینک کر بیع کی جائے اور بیع غرر سے مراد ہے کہ کسی ایسی چیز بیع کی جائے۔ جس پر نہ قدرت حاصل ہو اور نہ قبضہ۔ ان بیوع کے علاوہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیع عربان نہ کی جائے۔ اس صورت یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے کو ایک معمولی سی رقم بطور بیعانہ یا سائی کے دے دے اور اس پر شرط یہ باندھے کہ اگر یہ سودا طے ہو گیا تو ادا کردہ رقم مجرا ہو جائے گی اور اگر سودا طے نہ ہوسکا تو یہ رقم تیرے (بیچنے والے) کے پاس رہ گی' اور واپس نہ لی جائے گی۔

ابو داؤد' ابن ماجہ براویت عمرو بن شعیب

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بائع اور مشتری کے درمیان بیع کے معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے (اور وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکیں تو) اس صورت میں بائع کا قول اعتبار کے لحاظ سے فائق ہو گا۔ اس کے ساتھ خریدار کو یہ حق حاصل ہو گا۔ کہ چاہے تو بیع کو قائم رکھے اور چاہئے تو فسخ کردے۔

واثلہ ابن اسقع۔ ابن ماجہ کتاب البیوع

(۱۷)

جناب سید المرسلین ﷺ نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ بیچنے کا ارادہ فرمایا۔ (تو

ان دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر) فرمایا۔ "کون ہے جو اس ٹاٹ اور پیالہ کو خریدے۔" (یعنی اس کی قیمت لگائے) ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں ان کے لئے ایک درہم کی بولی لگاتا ہوں"

حضور ﷺ نے (اس کی بات سن کر) پھر فرمایا:

"کوئی دوسرا شخص ایسا ہے جو ان کی قیمت ایک درہم سے زیادہ لگائے۔"

حاضرین میں سے ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے ان کے دو درہم لگائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے وہ دونوں چیزیں دو درہم کے عوض اس شخص کے حوالے کردیں۔

راوی: انس رضی اللہ عنہ ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد

(۱۸)

جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا: کہ

خون کی قیمت، سے کتے کی قیمت سے، اور زانی عورت کی کمائی سے اجتناب کیا جائے۔ البتہ شکاری کتا اس سے مستثنیٰ ہے اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے پر جسم کو گوندھنے والے پر اور گندھوانے والے پر اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میوہ کو چند سال کے لئے ایک بارگی فروخت نہ کیا جائے۔ اگر کوئی آفت یا بلائے ناگہانی آن پڑے تو بیع میں ں کردی جائے۔

جابر رضی اللہ عنہ

اور فرمایا کہ نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت نہ لی جائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری، صحیح مسلم

حضور ﷺ نے مزید فرمایا: کہ اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر جو خرید و فروخت (اور رقم کا) تقاضا کرنے میں نرمی سے کام لیتا ہے۔

صحیح بخاری

(۱۹)

حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر جناب سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شراب کا کاروبار۔ مردار کی خرید و فروخت' سور کا بیچنا اور بتوں کا کاروبار اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

(یہ سن کر) حاضرین نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! مردار کی چربی کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کا کیا فرمان ہے؟ جبکہ وہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے۔ اس سے چمڑے کو دباغت دیا جاتا ہے۔ اور لوگ اس چربی سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (مردار کی چربی حرام ہے۔ اس سے کسی قسم کا فائدہ لینا جائزہ نہیں۔ اس کے فوراً" بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو یہود پر جب پروردگار عالم نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا۔ تو ان (بدبختوں) نے چربی کو پگھلا کر بیچنا شروع کردیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔

صحیح بخاری' جلد ۲ کتاب البیوع ص ۱۰۰۱

(۲۰)

نبی اکرم سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

"سونے کا سونے کے عوض بیچنا سود ہے۔ البتہ نقد سودے کی اجازت ہے گیہوں کے عوض گیہوں کا بیچنا بھی جائزہ نہیں' البتہ ہاتھوں ہاتھ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

کھجور کو کھجور کے عوض میں فروخت کرنا بھی منع ہے۔ البتہ نقد سودا کرنے میں کوئی باق نہیں۔

جو کے بدلے میں جو فروخت کرنا بھی سود ہے۔ البتہ نقد سودے میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ سونا چاندی کے بدلے میں، کم و بیش یا مساوی فروخت کرنا جائز ہے۔ مگر سودا نقد ہونا چاہئے۔ اس میں میعاد درست نہیں۔

ہاں جس نے زیادہ دیا۔ یا زیادہ لیا۔ تو اس نے (دوسرے لفظوں میں سود دیا یا سود لیا۔

راوی: حضرت عمرؓ (صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الیبوع ص ۹۶۳ سنن ابن ماجہ ۳ ص ۲۵

صحیح مسلم سنن نسائی ص ۳ جلد ۳

(۲۱)

عبداللہ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ:

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک درخت کو پیوند کیااور پھر جڑ سمیت اسے بیچ ڈالا، توجو پھل اس میں لگا ہو۔ وہ بائع کا ہو گا۔ البتہ اگر خریدار صاف صاف وضاحت کرکے اس شرط پر درخت خریدے کہ پھل اس کا ہو گا تو اس صورت میں پھل کا حق دار خریدار ہو گا۔

صحیح بخاری ۲ کتاب الیبوع ص ۹۸۷

(۲۲)

جناب سید الکونین ﷺ جب مدینہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے یہاں آکر ملاحظہ فرمایا۔ کہ اہل مدینہ کھجوریں دو دو یا تین تین سال کی معیاد کے لئے بیع سلم کیا کرتے تھے۔

یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی چیز میں کوئی بیع سلم کرنا چاہئے تو اس کے لئے ناپ، تول اور میعاد۔ مقرر ضرور کرے۔"

صحیح بخاری ۲ ص ۱۰۰۳

(۲۳)

جناب سید المرسلین ﷺ نے دو قسم کی بیوع سے منع فرمایا ہے۔ یہ بیوع ہیں: "متابذہ اور ملامسہ"

"متابذہ" یہ ہے کہ ایک شخص یہ کہے دوسرے سے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پھینک دے اور دوسرا شخص بھی پہلے سے یہ کہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پھینک دے۔ حالاں کہ دونوں میں سے کسی کو نہ تو اس چیز کی مقدار معلوم ہو۔ اور نہ ہی اس شے کی خوبی وخامی۔

اور "ملامسہ" یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے کہ میں یہ کپڑا تمہارے کپڑے کے بدلہ میں فروخت کرتا ہوں۔ حالاں کہ دونوں ایک دوسرے کے کپڑے کو دیکھیں نہیں۔ اور صرف چھو لینے پر اکتفا کریں۔

راوی: حضرت ابوہریرہ سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۳۶

(۲۴)

ابو سعید خدری روایت بیان کرتے ہیں:

جناب سرور کونین ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے پھل دار درخت خریدے۔ آسمانی آفت نازل ہوئی اور پھل تباہ ہو گئے۔ اس نقصان کی بدولت وہ شخص مقروض ہو گیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

"اس (مقروض شخص کو امداد کے طور پر) صدقہ دو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقہ دیا۔ لیکن اس کے قرض کی رقم پھر بھی پوری نہ ہو سکی۔ اس بات کے پیش نظر جناب رسالتماب ﷺ نے اس شخص کے قرض خواہوں سے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! جو کچھ تمہیں اس سے وصول ہو گیا۔ اسی کو کافی سمجھو' اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

سنن نسائی جلد۲ ص ۲۴۰

(۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں بقیع میں اونٹوں کی تجارت کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں اونٹوں کو درھم کے عوض فروخت کر کے روپیہ لے لیتا تھا۔ میں اس لئے حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! میں نفع کمانے کی خاطر اونٹ فروخت کرتاہوں۔ ان کی قیمت اشرفیوں میں لگائی جاتی ہے۔ لیکن میں ان کے بدلے میں روپے لیتا ہوں۔(اس بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے ابن عمر! کوئی حرج نہیں۔ اگر تم بیع کے دن کے نرخ کے مطابق روپیہ لے لو اور سودا نقد بہ نقد ہو۔"

سنن نسائی جلد ۳ ص ۲۵۴

(۲۶)

جناب سید الکونین ﷺ کو ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدنے کا اتفاق ہوا۔ لوگوں نے اعرابی کو دیکھا تو اس سے گھوڑے کی بابت بات کرنے لگے اور لگے گھوڑے کی قیمت لگانے'۔ اور انہیں یہ علم نہیں تھا کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ یہ گھوڑا خرید فرما چکے ہیں۔ بعض لوگ تو لاعلمی میں یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے طے کردہ قیمت سے دام بڑھا دیئے۔ (اعرابی کی نیت میں فرق آگیا) چنانچہ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا۔ "اگر آپ ﷺ نے گھوڑا خریدنا ہے تو ٹھیک ورنہ میں یہ گھوڑا کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت

کردوں گا۔"

حضور ﷺ نے جب اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے اور اس سے پوچھا:

"کیا تم نے یہ گھوڑا میرے پاس فروخت نہیں کیا؟ کیا میں نے تم سے اس کی قیمت طے نہیں کی؟" کیا میں اسے خرید نہیں چکا؟"

اعرابی نے کہا:

"بخدا" میں نے یہ گھوڑا آپ ﷺ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"(سنو) میں یہ گھوڑا تم سے خرید چکا ہوں"

کچھ لوگ حضور ﷺ کی تائید کرنے لگے۔ تو بعضوں نے (لاعلمی میں) اعرابی کا ساتھ دیا۔ اعرابی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگا:

"بہتر ہے آپ ﷺ کوئی ایسا گواہ لے آئیں جو شہادت دے کہ میں یہ گھوڑا آپ ﷺ کے ہاتھوں فروخت کر چکا ہوں۔"

یہ سن کر خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اعرابی سے کہا:

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم یہ گھوڑا حضور ﷺ کے ہاتھوں فروخت کر چکے ہو۔"

حضور ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔ "آخر تم کیوں کر یہ گواہی دے رہے ہو۔"

خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا "یارسول اللہ ﷺ مجھے کامل یقین ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں"

اس بات پر جناب سرور عالم ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو اشخاص کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

راوی: خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سنن نسائی ص ۲۷۰-۲۷۱

(۲۷)

جناب سرور کونین ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں بہترین قسم کی کھجور (جنیب) لے آیا۔ حضور ﷺ نے یہ اعلیٰ قسم کی کھجور ملاحظہ فرمائی۔ تو کہا۔ "کیا خیبر میں ساری اسی قسم کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔"

اس شخص (عامل) نے عرض کیا۔ "نہیں یارسول اللہ ﷺ! ایسا تو نہیں۔ ہم تو بخدا دو صاع گھٹیا قسم کی کھجور دے کر ایک صاع اور تین صاع گھٹیا قسم کی کھجور دے کر دو صاع اعلیٰ قسم کی کھجور حاصل کرتے ہیں۔

جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔ ہاں یہ جائز ہے کہ پہلے معمولی قسم کی کھجور کو فروخت کرو۔ اس سے جو رقم حاصل ہو۔ تو اس رقم سے جنیب خرید سکتے ہو۔

اسی طرح ایک بار آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور کی ایک دوسری اعلیٰ قسم ((ریان)) لائی گئی۔ اس وقت حضور ﷺ کے سامنے خشک کھجور رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ اعلیٰ قسم کی کھجور دیکھ کر استفسار فرمایا۔ "یہ کھجور کہاں سے آئی ہے؟"

لانے والوں نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! ہم نے دو صاع (معمولی کھجور) دے کر اس کھجور کا ایک صاع حاصل کیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ایسا کرنا قطعاً" ٹھیک نہیں۔ ہاں البتہ یہ کرسکتے ہو کہ پہلے اپنی کھجوروں کو بیچ دو، اس سے جو دام حاصل ہوں۔ ان سے اپنی ضرورت کے مطابق ریان خرید لو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک دن جناب سرور عالم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور (اعلیٰ قسم کی کھجور) لائے۔

آپ ﷺ نے ملاحظہ کیں تو فرمایا۔ "اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کھجوریں کہاں سے حاصل کیں؟"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس کچھ گھٹیا قسم کی کھجوریں تھیں میں نے دو صاع دے کر ایک صاع یہ اعلی کھجور حاصل کی ہے"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "افسوس۔" یہ تو عین سود ہے ایسا ہر گز مت کرو۔ اگر اعلی کھجور خریدنا مقصود ہو، تو پہلے یہ (گھٹیا قسم کی) کھجور فروخت کردو۔ اس سے جو رقم حاصل ہو۔ تو نقد قیمت پر یہ کھجور خریدا کرو۔

راوی: ابو سعید خدری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
صحیح بخاری جلد ۲ کتاب البیوع ص ۹۸۶
سنن نسائی ص ۲۴۴۔۴۶ مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۱۔۱۲

(۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
جناب ختمی مرتبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"اگر کسی شخص کے پاس کوئی جانور رہن ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ اس پر سواری کرے۔ اسے یہ بھی حق ہے کہ وہ اس کا دودھ پئے ہاں اس صورت میں اس جانور کا چارہ دانہ اس کے ذمہ ہو گا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۷۵

(۲۹)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے بعض اشخاص کے پاس ضرورت سے زیادہ زمینیں تھیں۔ اس لئے ہم زمینوں کو تہائی یا چوتھائی کی بٹائی پر دے دیتے تھے۔ اس بارے میں جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس (ضرورت سے) زیادہ زمین ہو۔ وہ یا تو خود کاشت کرے۔ یا اپنے (مسلمان) بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے۔ ہاں اگر وہ اسے قبول نہ کرے تو زمین کو ایسے ہی رہنے دے۔

(۳۰)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ:

جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ ایک سوداگر تھا۔ جو ضرورت مندوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب اسے کسی سے متعلق پتہ چلتا کہ وہ نادار اور محتاج ہے تو اپنے کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اسے معاف کردو' شاید اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ہمیں معاف کردے۔ جب وہ شخص فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا۔

روایت میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کا زمانہ تھا کہ ایک شخص نے چند دینار کسی دوسرے کو بطور قرض دیئے۔ اس نے مقروض شخص کا پیچھا کیا اور اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس شخص نے کہا:

"میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو تمہیں دے سکوں۔"

اس پر قرض خواہ نے مقروض سے کہا:

"جب تک تم میرا قرض ادا نہیں کرو گے' یا ضمانت نہیں دو گے۔ تو میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔"

چنانچہ وہ اسے پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے واقعہ سن کر قرض خواہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم اسے کس قدر مہلت دے سکتے ہو؟"

اس نے کہا۔ "یارسول اللہ! صرف ایک ماہ" اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

"اچھا۔ تو تو اس کی یہی مہلت دے دے۔ میں اس کا ضامن ہوں۔"

جب ایک ماہ پورا ہوا تو وہ شخص قرضہ کی رقم لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

"اے شخص! تیرے پاس یہ رقم کہاں سے آئی؟"

اس نے کہا۔ "یارسول اللہ ﷺ! ایک چھپے خزانہ سے ملے ہیں۔"

یہ سن کر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا۔

ایسی دولت میں بھلائی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس شخص کا قرضہ خود ادا فرما دیا۔

صحیح بخاری جلد ۲ کتاب البیوع ص ۹۳۷

سنن ابن ماجد جلد ۲ ص ۶۵-۶۶

(۳۱)

جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا:

پھل اس وقت تک فروخت نہ کئے جائیں۔ جب تک پک کر خوش رنگ نہ ہو جائیں یعنی پک کر زرد یا سرخ نہ ہو جائیں اور کہ کسی ارضی یا سماوی آفت کا امکان بھی نہ رہے۔

دیکھو، (ہوسکتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ پھلوں کو روک دے۔(یعنی پھل پکنے سے پہلے ہی تباہ ہوجائیں) اس صورت میں تمہارا بھائی خسارے میں رہے گا۔

(۳۲)

جناب سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

۱۔ ہر اس مال میں جو تقسیم نہ ہوا ہو، شفعہ کا حق قائم رہتا ہے۔ ہاں جب (تقسیم ہو جائے) اور حدود قائم ہو جائیں، رستے جدا جدا ہو جائیں۔ تو شفعہ کا حق باقی نہیں رہتا۔

۲۔ ہمسائیہ قریب ہونے کی وجہ سے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔

۳۔ مشترک زمین خواہ وہ گھر ہو یا باغ۔ اور جو تقسیم نہ کی گئی ہو، میں شعفہ کا حق باقی رہتا ہے اور یہ کہ دونوں شریکوں میں سے کسی ایک شریک کو اس وقت تک حصہ بیچنے کا حق حاصل نہیں جب تک وہ اپنے ساتھی سے اجازت نہ حاصل کرے۔ یہ اس شریک کی مرضی پر منحصر ہے چاہئے تو خود اس حصہ کو خرید لے۔

چاہئے تو اسے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کی اجازت دے دے۔ لیکن اگر کسی نے اپنے شریک کی مرضی کے بغیر اپنا حصہ فروخت کر دیا تو اس صورت میں بھی اس کا شریک ہی حقدار ہوگا۔ (کوئی دوسرا شخص یہ حق نہیں رکھتا) کیوں کہ شفعہ ہر چیز میں ہے۔

صحیح بخاری صحیح مسلم کتاب الیبوع

جناب سید المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے۔

تاجر کو رزق عطا ہوتا ہے۔ لیکن جو تاجر (گرانی کے خیال سے غلہ کو روکتا ہے اور ذخیرہ کرتا ہے تو ایسا شخص گنہ گار اور ملعون ہے۔

صحیح مسلم۔ سنن ابن ماجہ

زمین

(ا)

جناب سید المرسلین ﷺ کا زمانہ تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور ایک انصاری کے درمیان پانی (کی تقسیم) پر جھگڑا ہو گیا۔ یہ تنازعہ ایک نہر کے (پانی کے) بارہ میں تھا۔ جو جرہ میں بہتی تھی اور جس سے زمینوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔

(معاملہ یہ تھا) کہ انصاری نے زبیر سے کہا کہ وہ پانی روک نہ رکھے۔ زبیر نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ جس پر دونوں میں تو تو میں میں ہونے لگی۔ یہاں تک کہ دونوں جھگڑے ہوئے جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

(دونوں کے بیانات سننے کے بعد) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اے زبیر)! پانی (زمینوں میں) چھوڑو' جب بھر جائیں تو اسے آگے جانے دو۔"

(کیوں کہ پانی کے قریب پہلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کھیت تھا اور اس کے بعد اس انصاری کا کھیت تھا)

حضور ﷺ کے فیصلہ پر انصاری نے ناگواری محسوس کی۔ وہ درشت لہجے میں کہنے لگا۔ "یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنے فیصلہ میں جانبداری برتی ہے (انصاف سے کام نہیں لیا) کیوں کہ زبیر آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔"

(انصاری کی گستاخانہ بات سن کر) حضور سرور عالم ﷺ کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے نادان اگر میں نے انصاف نہ کیا تو پھر اور کون انصاف کرے گا۔ بخدا جس نے انصاف میں جانب داری سے کام لیا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا" اس کے بعد آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے زبیر! اپنی زمینوں کو خوب سیراب کرو' اس کے بعد بھی پانی روکے

رکھو یہاں تک کہ وہ دیواروں تک بلند ہو جائے۔"

راوی : زبیربن عوام (سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۲

(۲)

جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

جو شخص مردہ زمین کو پھر سے زندہ کرے۔ (بنجر اراضی کو قابل کاشت بنائے) اور اگر یہ زمین پہلے سے کسی مسلمان کے تصرف میں نہ ہو۔(افتادہ ہو) تو اس زمین کا حق ملکیت اسے حاصل ہو گا۔

لیکن جو کوئی ظلم و جبر کے ذریعے کسی کی اراضی کو زیر کاشت لانے کی کوشش کرے۔ تو اس پر ایسے شخص کا کوئی حق نہیں ہو گا۔

صحیح بخاری

(۳)

چار افراد نے مل جل کر ایک قطعہ اراضی کو کاشت کرنے کا فیصلہ بنایا۔(ہر ایک نے اپنی طرف سے کسی نہ کسی چیز کی پیش کش کی)

ایک شریک کار نے کہا زمین میری طرف سے ہو گی۔

دوسرے نے کہا اس کے لئے بیج میں دوں گا۔

جبکہ تیسرے نے کہا۔ بیلوں کا جوڑا میں مہیا کروں گا۔

اور چوتھے شریک کار نے کہا۔ اس پر محنت اور مزدوری میں کروں گا۔

سب نے اپنے اپنے حصہ کا کام پورا کیا۔ جب فصل پک کر تیار ہو گئی تو کٹائی کا کام کیا گیا۔ کٹنے کے بعد ان لوگوں نے درمیان (فصل کی تقسیم کے بارے میں) جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ چاروں اپنا مقدمہ لے کر جناب سید الابرار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اور اپنا اپنا دعوی پیش کیا)

سید المرسلین ﷺ نے چاروں کے بیانات سن کر مندرجہ ذیل احکامات صادر

فرمائے

۱۔ مالک زمین کا دعوی غلط ہے۔ اس لئے اسے کچھ نہ دیا جائے۔

۲۔ جس شخص نے بیل کا جوڑا مہیا کیا ہے۔ اسے مقررہ اجرت دی جائے (جو آپ ﷺ نے مقرر فرمادی)

۳۔ جس شخص نے زمین کو جوتا۔ بویا' محنت کی اسے ایک درہم روزانہ کے حساب سے مزدوری دی جائے۔

۴۔ اور جس نے بیج مہیا کیا ہے۔ فصل کا مالک وہ ہے (واضحہ)

(۴)

جناب ختمی مرتب سید المرسلین ﷺ نے اراضی کو پانی دینے سے متعلق درج ذیل فیصلہ صادر فرمایا:

۱۔ سب سے پہلے اوپر والا شخص اپنے درختوں کو سیراب کرے اور گٹوں تک پانی دے پھر اپنے سے بعد والے باغ کے لئے پانی کو واگذار کرے جو اس سے متصل ہو۔

۲۔ یہ دوسرا شخص (اس متصل باغ کا مالک) بھی اپنے باغ کو اچھی طرح سینچ لے اور اپنے سے بعد والے کے لئے پانی کو چھوڑ دے۔

۳۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔ تاوقتیکہ باغوں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ یا پھر سیرابی والے پانی کی مقدار ختم ہو جائے۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۷

(۵)

بین بیاضہ کے ایک شخص نے دوسرے شخص کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر زور سے کھجور کا درخت لگا دیا۔ دوسرے شخص نے جب اس کے اس قدم پر احتجاج کیا تو دونوں کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ دووں لڑتے جھگڑتے حضور سید

المرسلین ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے آپ ﷺ نے (دونوں کے بیانات سننے کے بعد) فیصلہ صادر فرمایا کہ:

"زمین صاحب زمین کی ہے۔

درخت لگانے والے کو حکم دیا کہ (اس کا حق وہاں درخت لگانے کا نہیں تھا اس لئے) وہ اپنے درخت وہاں سے اکھیڑ لے۔

صحیح بخاری' کتاب ابی عبید

(۶)

رافع بن خدیج ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک قطعہ اراضی زیر کاشت لایا۔ ایک دن میں اس زمین کو پانی دے رہا تھا کہ جناب سید المرسلین ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا' مجھے زمین سینچتے ہوئے دیکھا تو ٹھہر گئے اور فرمایا:

"یہ زمین کس کی ہے اور اس میں کاشت کس نے کی ہے؟"

میں نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس زمین میں محنت کی' ہل چلایا۔ سینچا اور بیج بھی ڈالا۔ یہ کھیتی (کاشت شدہ فصل) میری ہے۔ اس میں ایک حصہ میرا ہے۔ اور ایک حصہ اس شخص کا جو اس قطعہ زمین کا مالک ہے۔ اور اس کا تعلق فلاں قبیلہ سے ہے میں اس کا مالک نہیں۔"

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:

اے رافع! تم نے اچھا نہیں کیا (یہ تو گناہ کا ارتکاب ہے)۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ زمین اس کے مالکوں کے حوالے کردو اور جو کچھ (بیج اور محنت وغیرہ کی صورت میں) تم نے اس پر خرچ کیا ہے۔ وہ رقم اس کے مالکوں سے لے لو۔

سنن ابی داؤد' باب المزارعت

(۷)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اگر کسی شخص کے ایک دو یا تین درخت ہوں اور وہ اس کے حقوق میں مختلف ہو جائیں تو اس صورت میں جناب سید المرسلین ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔

کہ درخت کا احاطہ اس قدر رہے جس قدر اس کے اردگرد ڈھلیاں رکھی ہوں۔ یا پھر اس قدر ہو گا۔ جہاں جہاں تک اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۸ سے ۸۹

متفرقات

(۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:
اگر محض دعوی کی بنا پر لوگوں کے حق میں فیصلہ کردیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ لوگ بندوں کے خون اور اموال پر بھی دعوی کر بیٹھیں۔
ایسی صورت میں مدعا علیہ پر لازم ہے کہ وہ قسم کھائے۔
مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۳

(۲)

ابو امامہ بیان کرتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جو آدمی محض اس لئے قسم کھاتا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے کسی (دوسرے) مسلمان کا حق غصب کرلے گا ایسے شخص کے لئے جنت حرام کردی جاتی ہے۔ اور اللہ پاک اس کے لئے نار جہنم واجب کردیتے ہیں۔
مشکوۃ جلد ۲ ص ۲۰۳

(۳)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "تم میرے پاس اپنے دعوے لے کر آتے ہو۔ ہوسکتا ہے تم میں کے بعض تیز و طرار ہوں۔ اور مدلل تقریر کرنے والے ہوں س صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ میں ایسے شخص کے حق میں فیصلہ کردوں۔ (اگر ایسا ہو جائے) تو اسے وہ چیز ہرگز نہیں لینی چاہئے۔ جو حقیقت میں تمہارے بھائی کی ہو۔ اگر جانتے بوجھتے اس چیز کو ہتھیانا چاہتے ہو۔ تو سمجھ لو کہ تم

محض آگ کے ایک ٹکڑے کو اپنے قبضے میں لے رہے ہو۔

متفقہ علیہ: ا۔ صحیح بخاری ۲۔ صحیح مسلم

(۴)

ایک عورت جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔
یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی والدہ کو ایک کنیز صدقہ میں دی تھی۔
میری والدہ رحلت فرما گئیں اب میرے لئے اس بارے میں کیا حکم ہے؟)
آپ ﷺ نے فرمایا: باری تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطا کریں گے۔
اور حکم دیا کہ وہ کنیز اب میراث کے طور پر پھر تیری ہو گئی۔

(سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۶۲

(۵)

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔
یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی والدہ کو ایک باغ عطیہ کے طور پر دیا تھا۔ اب جبکہ میری والدہ انتقال کر گئی ہے میرے سوا اس کا کوئی وارث بھی نہیں۔(تو میرے لئے کیا حکم ہے؟)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیرا صدقہ اللہ پاک قبول فرمائیں گے' چونکہ اپنی والدہ کے ترکہ کا تو وارث ہے اس لئے یہ باغ بطور میراث اب پھر تیرا ہو گیا۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۶۳

(۶)

ایک انصاری نے اپنے والدہ کو کچھ مال صدقہ کے طور پر دیا وہ دونوں .بقضائے الٰہی اس دار فانی سے رخصت ہو گئے چونکہ ان کا وہی ایک بیٹا تھا۔ اس لئے وہی ان کے مال اسباب کا وارث ہوا۔

(بعض لوگوں کو اس پر تردد ہوا) تو انہوں نے جناب رسالتمآب ﷺ کی وہ

شخص بھی تھا) آپ ﷺ نے اس (فرزند) سے فرمایا۔

یہ میراث بھی تمہاری ہے اور تم نے جو صدقہ کیا تھا اس کا ثواب بھی تمہیں ملے گا۔

موطا امام مالک

(۷)

خیبر کی ایک عمدہ اراضی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی حضرت فاروق جناب رسالتماب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس بارے میں آپ ﷺ سے رہنمائی حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! خیبر میں جیسی عمدہ اراضی میرے حصہ میں آئی ویسی زمین مجھے زندگی بھر نصیب نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ کا مشورہ طلب کیا ہے جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا۔ بہتر ہے کہ تم اصل (زمین) روک لو اور اس سے نفع حاصل ہو' اسے صدقہ کردو۔

اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردو'

چنانچہ حضرت عمر فاروق نے آپ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا اور یہ زمین وقف کردی۔ اس کے لئے شرائط متعین کردیں۔

۱۔ یہ رقبہ زمین فروخت نہ کی جائے۔

۲۔ نہ اسے میراث میں تقسیم کی جائے اور نہ ہی ہبہ میں کسی کو دیا جائے۔

۳۔ یہ زمین فقرا۔ ذوی القربیٰ' غلاموں' مجاہدوں' مسافروں' کمزوروں اور مہمانوں کے لئے صدقہ ہے۔

۴۔ البتہ اس کا جو متولی ہو۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دستور کے مطابق اس زمین کی پیداوار خود کھائے۔ دوستوں کو کھلائے۔ لیکن اس سے حاصل شدہ مال جمع

کرنے کی ہر گز اجازت نہیں۔

ا۔ صحیح مسلم: باب الوقف
۲۔ سنن ابن ماجہ: جلد ۲ ص ۶۳

(۸)

خیرہ، جو مالک کے فرزند کعب کی زوجہ تھی۔ جناب رسالت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے ساتھ اپنے زیورات بھی لے آئی اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں انہیں (زیورات کو) صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ (آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟)

رسول اللہ ﷺ: (سنو) اگر کوئی عورت صدقہ کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے خاوند سے اجازت لے ورنہ اس کا صدقہ جائز نہیں۔ کیا تم نے کعب (عورت کا خاوند) سے اجازت لے لی ہے؟

خیرہ: جی ہاں۔ یارسول اللہ ﷺ!

پھر بھی (مزید تسلی کے لئے) جناب رسالتماب ﷺ نے ایک شخص کو کعب کے پاس بھیجا۔ تاکہ معلوم کرے کہ اس نے اپنی بیوی کو (زیورات) صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔ جب اس نے استفسار کیا گیا تو اس نے اثبات میں جواب دیا:

اس پر حضور سید الکونین ﷺ نے اسے صدقہ کی اجازت دے دی۔

سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۶۱

(۹)

نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ

ان کے والد انہیں جناب سید الکونین ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ: آپ ﷺ گواہ رہیں کہ میں نے فلاں فلاں چیز اپنے بیٹے نعمان کہ ہبہ کردی ہے۔

بعض دوسری روایات میں ہے کہ اس کی والدہ کے اصرار پر یہ چیز ہبہ کر دی جائے' اس کی بات سنکر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اے شخص! جیسے تم نے نعمان کو ہبہ کردی ہے' کیا اتنا دوسرے بچوں کو بھی دیا ہے؟

تو میرے والد نے جواب دیا۔ نہیں' یارسول اللہ ﷺ

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ تو پھر مجھے معاف رکھو۔ کوئی دوسرا گواہ بنالو' (میں اس معاملے میں تمہاری تائید نہیں کرسکتا) اور اے شخص کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارے بچے تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

میرے والد نے کہا۔ کیوں نہیں حضور ﷺ

تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر ایسا مت کرو۔ (ہر ایک کو برابر حصہ دو)

(سنن نسائی سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۸۵

(۱۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میرے پاس ایک عمدہ نسل کا گھوڑا تھا۔ میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا لیکن جس شخص کو میں نے صدقہ میں یہ گھوڑا دیا تھا (اس نے اس کی نگہداشت نہ کی) اور تباہ کردیا۔ کیوں کہ وہ نادار تھا۔ میں نے جب اپنے گھوڑے کی یہ حالت دیکھی تو چاہا کہ اپنے (صدقہ شدہ) گھوڑے کو اس شخص سے واپس قیمتاً" لے لوں۔ لیکن میں نے ایسا کرنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ حضور ﷺ سے مشورہ کرلوں۔ چنانچہ میں حضور سیدالکونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال آپ ﷺ کے سامنے رکھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ (اے عمر!) مت خریدو اس کو' چاہے ایک درہم میں

کیوں نہ ملے۔ اور مت واپس لو صدقہ اپنا۔ سنو صدقہ واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا' پھر قے کردی اور پھر اپنی ہی قے کو چاٹنے لگ گیا۔

صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۴۳

(۱۱)

عاص بن وائل نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کروئیے جائیں۔ اس کے بیٹے ہشام نے تو باپ کی خاطر پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ لیکن دوسرے بیٹے عمرو نے جب اپنی طرف سے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ (تو سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جب تک اس بارے میں جناب سید الکونین ﷺ سے پوچھ نہیں لوں گا۔ ایسا نہیں کروں گا۔

عمرو جناب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول ﷺ! میرے باپ نے ہمیں (مجھے اور میرے بھائی) کو وصیت کی تھی۔ کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کرنا باقی ہیں۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ آیا میں بھی ایسا کروں؟

اس پر جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا:

اے عمرو' اگر تمہارا والد مسلمان ہوتا۔ اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے' صدقہ دیتے یا حج کرتے اسے ثواب پہنچ جاتا۔ (لیکن اب ایسا کرنا جائز نہیں)

بحوالہ ابوداؤد مشکوۃ جلد ۲ ص ۶۳

(۱۲)

جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

اگر کوئی شخص کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو عمر بھر کے لئے دے دے تو یہ

جائز ہے۔ بہتر یہی ہے کہ نہ عمریٰ کیا جائے اور نہ رقبیٰ پھر بھی اگر شخص نے عمریٰ اور رقبیٰ کرلیا۔ تو وہ چیز ہمیشہ کے لئے اس کی ہو گئی جس کے حق میں عمریٰ اور رقبیٰ کیا جائے۔ چاہئے وہ زندہ رہے یا مرجائے۔

لیکن اگر کوئی شخص ایک چیز دے کر واپس لے (تو یہ جائز نہیں) یہ تو ایسے ہے کہ جیسے اس نے قے کی اور پھر اسے چاٹ لیا۔

راوی: ابن عباس وابن عمر سنن نسائی ص ۱۳-۱۷

(۱۳)

جناب رسول ﷺ نے بنی زرعہ اور قبیلہ جہینہ کے ایک خاندان بنی ربعہ کو امان نامہ عطا فرماتے ہوئے لکھا:

ان کو جان اور مال کی امان دی جاتی ہے اگر کوئی ان کے خلاف جنگ کرے یا ظلم وزیادتی کرے' تو اس کے خلاف ان کی امداد کی جائے سوائے دین اور اہل کے۔ اور ان میں کے جو دیہات کے رہنے والے ہیں' وہ اگر نیکی اور تقویٰ اپنائیں۔ تو ان کے لئے وہ بھی ساری مراعات ہوں گی جو ان کے شہریوں کو عطا کی گئی ہیں۔

طبقات ابن سعد جلد ۱

(۱۴)

ایک شخص کے چھ (۶) غلام تھے۔ ان غلاموں کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا مال یا ترکہ نہیں تھا۔

اس نے مرتے وقت یہ سارے غلام آزاد کروائے۔ لیکن جناب رسالتماب ﷺ نے اس کے فیصلہ پر صادر نہیں فرمایا۔

چنانچہ ان غلاموں کو بلایا۔ ان کو تین حصوں میں الگ الگ کر دیا۔ اور پھر ان پر قرعہ انداز فرمائی۔ دو کو (جن کے نام قرعہ نکلا) آزاد فرما دیا اور باقی چار غلام

رہے۔

آپ ﷺ نے آزاد کرنے والے متوفی کے بارے میں سخت کلامی فرمائی۔ (یعنی اس کے فعل کو پسند نہیں فرمایا)

راوی : عمران بن حصین) سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۵۰
مشکوۃ جل ۲ ص ۱۳۶

(۱۵)

ایک انصاری نے ایک غلام مدبر کیا۔ حالاں کہ اس کے پاس سوائے اس غلام کے کوئی دوسرا مال ترکہ نہیں تھا۔ جب حضور سرور کونین ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے غلام کو بلایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کون ایسا ہے جو اس غلام کو مجھ سے خریدے"

نعیم بن نحام نے اسے ۸۰۰ درہم میں خرید کرلیا اور پوری رقم حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پوری رقم اس شخص کے حوالے کی اور اسے حکم دیا۔ (جاؤ)! اس رقم کو اپنی جان پر خرچ کرو۔ اس کا تمہیں اجر ملے گا اگر کچھ بچ رہے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

پھر بھی اگر بچ رہے تو اسے اپنے عزیز واقارب میں تقسیم کرو۔

اس کے باوجود بھی اگر بچ رہے تو اسے اپنے ہمسائیوں میں بانٹ دینا۔

راوی : جابر رضی اللہ عنہ صحیح مسلم صحیح بخاری
مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۳۶-۱۳۷

(۱۶)

سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

جناب سید الانبیاء ﷺ کا عہد مبارک تھا۔ ہم مقرن کے بیٹے اکٹھے رہا کرتے تھے۔ ہمارے پاس صرف ایک کنیز تھی۔ (اس سے کوئی غلطی ہوگئی) تو ہم میں سے

کسی ایک نے اس کو منہ پر تھپڑ رسید کیا۔ جب اس بات کی خبر جناب حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کنیز کو آزاد کردو۔

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۸۴

(۱۷)

معاویہ بن حکیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

میری ایک لونڈی تھی۔ جسے میں نے بھیڑیں چرانے پر مامور کر رکھا تھا۔ وہ جبل احد اور جوانیہ کی وادی میں بھیڑیں چرایا کرتی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ بھیڑیا آیا اور ایک بکری اچک کر لے گیا۔ میں جب آیا تو دیکھا کہ ریوڑ میں ایک بکری کم تھی۔ اس لئے میں نے اس بکری کے متعلق استفسار کیا تو اس نے جواب دیا کہ بکری تو بھیڑیا لے گیا۔

میں بنی آدم ہوں۔ غصے آپے سے باہر ہو گیا۔ میں نے اس کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ رسید کیا۔ (اس کے فورا" بعد اپنے اس فعل پر مجھے ندامت محسوس ہوئی) تو میں جناب سید الانبیاء ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔

آپ ﷺ نے میرا یہ فعل سخت ناگوار گزرا چنانچہ فرمایا۔ "اے شخص۔ تو نے بڑا گناہ کیا ہے۔"

میں نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کردوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے معاویہ' جاؤ اور اس لونڈی کو میرے پاس لے آؤ۔"

جب میں لونڈی کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا تو حضور ﷺ نے اس پر سوالات کئے:

رسول اللہ ﷺ: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

لونڈی : "آسمان میں"

رسول اللہ ﷺ "اچھا بتلاؤ میں کون ہوں؟"

لونڈی حضور ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے حکم دیا اے معاویہ اسے آزاد کردو یہ مسلمان ہے۔

صحیح مسلم مشکوۃ جلد ۲ ص ۱۰۵

ذرا سوچیں

۱۔ حضور اکرم نور مجسم رحمتہ للعالمین روف رحیم ﷺ کی عدالت سے انصاف پر مبنی فیصلے کتنے حسین ہیں چونکہ آپ ﷺ تو اپنی خواہش سے بولتے ہیں ہی نہیں ما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی) اسی بنا پر یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں۔

۲۔ فرمان الٰہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔ کافر ہیں، فاسق ہیں، یاد رہے ان سب کی منزل جہنم ہے۔

۳۔ ہمارے ملک پاکستان میں کیا قرآن و سنت کے مطابق فیصلے ہو رہے ہیں؟ جواب نفی میں ملے گا

۴۔ تو پھر ہم کدھر جا رہے ہیں؟ اور ہماری کونسی منزل ہے؟

اس مسئلہ کا حل

صرف اور صرف قرآن حکیم و سنت رسول کریم ﷺ کے نفاذ میں ہے جو صاحب اقتدار ہیں اگر انہوں نے نہ کیا تو پھر پل صراط پر ان کے لئے حساب دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔ پھر بڑے بڑے حکمران کہیں گے۔ ھلک عنی سلطانیہ میری بادشاہی بھی فنا ہو گئی۔ یعنی میں جو دنیا میں طاقتور بنا پھرتا تھا اب وہ میرے کسی کام نہ آئی۔

حقیقت اور معرفت

ا۔ حقیقت کیا ہے:۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کا فرمان یا ابا بکر لم یعلمنی حقیقة غیر ربی۔ فاعرف ذالک۔ ترجمہ: میری حقیقت اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو اچھی طرح جان لے۔ امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ لیکن یہاں بات ہے محبوب ﷺ کی حقیقت کی۔ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر ولکن اخی و صاحبی۔ ترجمہ: اگر میں رب کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوتا مگر وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے۔ (بخاری) محب کی محبوب (ﷺ) سے دوستی اور پھر اس کی حقیقت محب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دینی بھائی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا کر ٹاٹ کا لباس پہن کر کیکر کے درخت کے کلنٹے اتار کر بٹن کی جگہ لگا کر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے لئے صرف اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کافی ہیں تو دوست کی دوستی کی حقیقت کیا ہو گی۔

ب۔ معرفت کا سمندر:۔ معرفت کے سمندر کا اس طرف کا کنارہ یقین کی منزل ہے یہاں علم، عقل، عشق پہنچاتے ہیں ان سب کو ملائیں تو اسے شریعت کہتے ہیں۔ معرفت کے سمندر میں جب عاشق غوطہ زن ہوتا ہے تو اسرار و رموز کے موتی چنتا ہے۔ اسے معرفت کہتے ہیں۔ معرفت کا دوسرا کنارا حقیقت ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔

ت۔ فرمان محبوب ﷺ:۔ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا حبیب (ﷺ) ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں محبوب ﷺ کے فرمان مبارک کو جاننے کے بعد پھر عقل کی کسوٹی پر دیکھیں گے کہ علم مبارک کی کوئی حد ہے۔ یقیناً کوئی حد نہیں۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ آگے آئیں گے۔

(ا) انی ارای مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔ (بے شک میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سنتے) یہ ارشاد مبارک سننے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں جن کی نظر ہزاروں میل تک دیکھتی تھی اور ادھر کی آواز سنتی بھی تھی۔

(۲) دیکھنے کی حد (Range):۔ عام انسان کی دیکھنے کی حد کافی ہے۔ افق المبین (جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آتے ہیں) تک تو دیکھ ہی سکتا ہے۔ سورج، چاند، ستاروں کو لاکھوں میل دور دیکھ سکتا ہے مگر ایک حد پر آ کر آگے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر بیچ میں رکاوٹ ہو تو پھر دیکھنے کی حد کم ہو جاتی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کانما انظر الی کفی ھذا۔ قیامت تک ہونے والے واقعات میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ قربان جاؤں اس ہتھیلی پر۔ ہمارے محبوب (ﷺ) کا ہاتھ تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ جنگ خندق ہو رہی ہے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تیر کھا کر شہید ہو گئے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ رحمٰن کا عرش ہل گیا ہے۔ اھتز العرش الرحمٰن آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ زمین پر آئے ہیں جو پہلے کبھی نہ آئے تھے رحمٰن کا عرش کیوں ہل گیا۔ بلکہ جھوم گیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آسمانوں اور ملائکہ کو بتانے کے لئے۔ گویا کہ عرش رحمٰن بھی ہتھیلی پہ۔ عرش کو جھومتا دیکھا۔ آسمانوں کے دروازوں کو کھلتے دیکھا۔ فرشتوں کی تعداد کا علم۔ اور یہ بھی علم کہ وہ پہلے کبھی زمین پر نہ آئے تھے یعنی ایک ایک فرشتے کی حرکات و سکنات کا علم۔ عرش کے ہلنے کی وجہ کا علم۔ کوئی حد ہے آپ ﷺ کی نظر مبارک کی۔ یہ دوسرے جہانوں کی باتیں ہیں (ملائکہ مقرب اور نبی مرسل کی حد سدرۃ المنتہی ہے)

(۳)۔ عالم برزخ کا مشاہدہ:۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ساتھ ہیں، قبرستان سے گزر ہوتا ہے، عالم برزخ میں، دوسروں کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ فرمایا ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹے سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا ماں کا نافرمان تھا۔ اس عالم خلق میں خود ہیں اور دیکھتے عالم برزخ میں ہیں۔ اور عذاب کی وجہ کا بھی علم ہے۔ جنگ احد کے شہید حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ ملائکہ کرام غسل دے رہے ہیں۔ عامر بن فہیرہ شہید ہوئے۔ جسم نہ ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو ملائکہ کرام اٹھا کر لے گئے ہیں۔

(۴)۔ سننے کی حد (Range):۔ عام انسانوں کے سننے کی حد دیکھیں جنتی جنت کے اعلیٰ ترین درجے علیین میں ہو گا اور دوزخی دوزخ کے نیچے سجین میں ہو گا۔ کروڑوں اربوں میل کا فاصلہ ہو گا۔ کوئی فون وغیرہ نہیں!۔ آپس میں گفتگو کریں گے۔ دوزخی دور

سے پانی اور رزق مانگے گا۔ جنتی سنیں گے تب ہی تو جواب دیں گے کہ یہ دونوں چیزیں کفار پر حرام ہیں۔ جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کیوں آئے۔ دوزخی بولیں گے ہم مسکین کو کھانا نہ کھلاتے اور نماز نہ پڑھتے تھے۔ یہ تو عام انسانوں کی حد ہے آقا ﷺ کے سننے کی حد کا تو کسی انسان کو پتہ ہی نہیں۔

(۵)۔ آقا ﷺ کی سننے کی حد:۔ ایک مختصر سی مثال ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اقلام تقدیر کی آوازیں سنتا تھا۔ حالانکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا۔ زمین پر بیٹھے ہوئے عرش کے ہلنے کی آواز سنتا۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز سنتا۔ فرشتوں کے اترنے کی آواز سنتا۔ صرف اور صرف حاکم کائنات کی ہی شان ہے۔

( ) لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا

(اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ) جو علم عطا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کی شکایات کیں ان علوم کا جاننا صرف اور صرف ہمارے آقا ﷺ کی ہی شان ہے۔

محب تعالیٰ کی محبوب ﷺ سے شکایتیں (شب معراج):۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا وہ سربمہر باتیں کیا تھیں؟ فرمایا: میرے امتیوں کی شکایات تھیں۔ فرمایا: پہلی: یا محمد ﷺ! میں خود بندوں کے رزق کا ضامن ہوں اور آپ کی امت میری ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی اور نارسیدہ غم کو اپنے دل پر مسلط کر لیتی ہے، جو غم ابھی آیا ہی نہیں اس کا غم کھانا انسان کے غم آنے سے پہلے ہی غمزدہ کر دیتا ہے۔

دوسری:۔ یہ کہ میں نے بہشت کو آپ ﷺ اور آپ (ﷺ) کے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن آپ کے امتی بہشت سے رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں کوتاہی کرتے ہیں۔

تیسری:۔ یہ کہ دوزخ کو میں نے آپ ﷺ کے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے لیکن آپ ﷺ کے امتی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض میری نافرمانی کی جرات کر بیٹھتے ہیں۔

چوتھی:۔ بات یہ کہ میرے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور میرے بندوں کے ساتھ صلح یعنی تنہائی میں گناہ کرتے ہیں اور مجھ سے شرم نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے ارتکاب گناہ سے پرہیز کرتے اور ان کی ملامت سے خوف کھاتے ہیں۔

پانچویں:۔ یہ کہ میرا ان سے کل یعنی آئندہ کے اعمال کا مطالبہ نہیں ہوتا مگر وہ مجھ سے ہفتہ، مہینہ اور سال کی روزی طلب کرتے ہیں۔

چھٹی:۔ بات یہ ہے کہ میں ان کی روزی ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیتا لیکن وہ میری عبادت کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں یعنی ان کی عبادت میں ریاکاری ہوتی ہے۔ دوسروں کو اس میں شریک کر لیتے ہیں، عزت و ذلت میرے اختیار میں ہے، وہ غیروں سے اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں اور غیروں سے ڈرتے ہیں۔ فرشتے ہر وقت ان کے برے اعمال میرے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ میں فرشتوں کے سامنے ان کی شکایت نہیں کرتا اور میں اگر کچھ تکلیف مصیبت ان کو پہنچاؤں تو وہ لوگوں کے سامنے میری شکایت کرتے ہیں اور کفران نعمت اور ناشکری کرتے ہیں۔

(۳)۔ انی لا علم اخر اهل النار ترجمہ۔ بے شک میں ضرور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ دوزی میں ایک ایسا شخص ہو گا جو اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ مجھے دوزخ کے دروازے تک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا اس کے بعد کوئی بات نہ کہنا۔ وہ شخص وعدہ کرے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اسے دروازے تک کر دیں گے۔ پھر وہ شخص دوبارہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا۔ یا اللہ مجھے دوزخ کے دروازے کے بیچ کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کی اولاد! تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ شخص کہے گا یا اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور کچھ نہ کہوں گا۔ پھر فرشتے بحکم الٰہی دروازے کے بیچ کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ شخص کہے گا یا اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ کے دروازے کے باہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ پھر کہے گا۔ اے آدم علیہ السلام کی اولاد تو بڑا وعدہ خلاف ہے۔ بار بار وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو دوزخ کے دروازے کے باہر کر دو۔ وہ کر دیں گے۔ اس شخص کے متعلق آقا ﷺ نے فرمایا میں اس کو بھی جانتا ہوں کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے دوزخ میں گیا۔

(۴) فرمان مصطفیٰ ؐ۔ لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (ترجمہ) میرا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جس پر کوئی مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول مطلع ہے۔

مقرب فرشتے اور نبی رسول کی حد سدرۃ المنتہی ہے۔ اس کے آگے نہ زمان ہے نہ مکان ہے۔ ہمارے آقا ﷺ ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں (حالانکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں صابروں کے ساتھ ہوں) بدر کے لئے جاتے ہوئے فرشتوں کو کہا انی معکم (میں تمہارے ساتھ ہوں) عالم ارواح میں انبیاء کرام سے عہد لینے کے بعد محبوب (ﷺ) کی رسالت کے لئے کہا کہ سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ (انا معکم) گواہوں میں ہوں اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ مگر محبوب (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ یہ ہے شان محبوب (ﷺ) (محب کے ہاں نہ زماں نہ مکاں) پھر باقی کون سا علم رہ گیا جو ہمارے آقا ﷺ کو (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تو پتہ بتا دیا کیا کوئی اور اللہ ہے۔ جس کا ہمیں پتہ نہیں بتایا گیا۔ نہیں کوئی اور اللہ نہیں ہے۔

(۵) اتانی الیلۃ ربی فی احسن صورۃ تا آخر حدیث:۔ ایک رات میرا رب تعالیٰ میرے پاس آیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں بھی اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ احسن صورت میں تھا۔ فرمایا محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا مولا میں حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے خبر نہیں (تو بہتر جانتا ہے) یہ تین بار فرمایا۔ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتی کہ میں نے اس سے خوشی اور شادمانی کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ (ﷺ) کو علم ہے کہ فرشتے کیا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رب وہ کفارات کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا اور عضو تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔ دوم باجماعت نماز ادا کرنا تیسرا ہر نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! تمہیں مشکل کشا مل گیا جو بھی مشکل سوال ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھو۔ حضرت اسرافیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد صص ما الکفارات۔ آپ (ﷺ) نے بتا دیا۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما النجیات۔ آپ (ﷺ) نے بتا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت میکائیلؑ حاضر ہوئے اور پوچھا یا محمد ما الدرجات آپ ﷺ نے بتا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ اس کے بعد حضرت عزرائیلؑ حاضر ہوئے۔ پوچھا یا محمد ما المهلکات۔ آپ (ﷺ) نے بتا دیا اللہ تعالیٰ نے کہا صدقت یا محمد ﷺ (یہ مقرب فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے مگر انہیں جواب نہیں مل رہا تھا) آپ (ﷺ) کا استقبال اللہ تعالیٰ نے کروایا کہ محبوب ﷺ آئے کیونکہ یہ حاکم کائنات کا کام ہے کہ اپنے مطیع مخلوق کے جھگڑے نپٹائے۔

(۶) ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم۔ ترجمہ: بے شک میرے رب تعالیٰ نے میری امت کے متعلق مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر دوبارہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے وہی کہا پھر فرمایا یا محمد ﷺ میں آپ کو امت کے حق میں اداس نہ کروں گا اور مجھے خوشخبری دی کہ سب سے پہلے آپ کے ستر ہزار امتی جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار (طفیلی) اور ان سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳)

(۷) کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء اباءھم و قبائلھم۔ اور دوسری کتاب میں اسماء اھل النار۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں؟ صحابہ کرام بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے (کتنے پکے مومن تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ والی کتاب میں تمام جنتیوں کے نام ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں پھر آخر تک ٹوٹل ہے اور بائیں ہاتھ والی کتاب میں دوزخیوں کے نام۔ ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام پھر آخر تک ٹوٹل ہیں۔

خلاصہ:۔ ہے نا حاکم کائنات جس کے علم مبارک میں ہے کہ یہ انسان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ اور اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ یہ ہوتی ہے حاکم کی

شرح۔

(۸) اللہ معطی و انا قاسم۔ آپ (ﷺ) کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ اس میں علم بھی شامل ہے۔ اور جیسا کہ آیت مبارکہ کے مطابق آپ (ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں اس لئے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ بہت بڑے سخی ہیں اور علم بھی سب چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ کے در سے ملے گا قاسم کے در سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔ یہ اللہ پاک کا سسٹم ہے۔ انسان کے دفتر میں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ یہ کہے کہ میں اس مخصوص کھڑکی سے نہ لوں گا بلکہ دفتر کے اندر جا کر مطلوبہ چیز لاؤں گا اور پھر وہ ایسا کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ انسان کے دفتر میں کرپشن ہے۔ ہر بنائے ہوئے نظام کو توڑا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں کرپشن (معاذ اللہ) نہیں ہے۔ وہاں فطرت کے خلاف بات نہیں ہوتی۔ یہی فرق بندے اور اللہ تعالیٰ کے دفتر کے درمیان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) (قاسم) کے علاوہ اس کی رضا کے بغیر دے دے تو پھر بندے اور اللہ تعالیٰ کے سسٹم میں کیا فرق رہ گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا کرتا ہے اتنا ہی گویا کہ پورا پورا آپ ﷺ بانٹتے ہیں۔ عطا اور بانٹ برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہلوایا کہ میں تو سو فیصد عطا کرتا ہوں اور آپ کچھ فیصد بانٹو نہیں۔ یہ محبوبیت ہے سب کچھ محبوب ﷺ کے در سے دلواتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے نبی حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین عطا کرے اور حاکم کائنات بانٹے۔

شان محبوب ﷺ

(الف) فرمان الٰہی ہے لولاک لما خلقت الافلاک ○ لولاک لما اظھرۃ الربوبیہ - پیارے محبوب (ﷺ) اگر آپ نہ ہوتے تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ یا محبوب (ﷺ) آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا۔

(ب) ذکر محبوب (ﷺ) :۔ میرے ذکر کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہو گا۔ کیونکہ آپ میرے نائب اعظم ہیں۔ (ورفعنا لک ذکرک)

(۲) رضائے محبوب ﷺ یا محمد۔ کل احد یطلب رضائی و انا اطلب رضاک فی الدارین یا محمد ﷺ ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ (تفسیر کبیر)

(الف) بدر کا میدان۔ جنگ ختم ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار پیچھے باقی ملا ئکہ زرد عمامے باندھے ہوئے ہاتھوں میں گرد آلود نیزے ہیں۔ فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک آپ ﷺ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ (ﷺ) راضی نہ ہو جائیں تو کیا آپ (ﷺ) راضی ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ ہر جگہ محبوب (ﷺ) کی رضا کی خواہش۔ قیامت تک کیا بلکہ اس کے بعد بھی۔

(ب) شفاعت کے مرحلے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کی امت کو بخش کر پوچھے گا۔ لرضیت یا محمد ﷺ! کیا آپ راضی ہیں یا محمد (ﷺ) اور پھر آقا ﷺ فرمائیں گے۔ رب قد رضیت۔ یا رب میں راضی ہوں۔

(ت) قرب محبوب شب معراج۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے دی تو تمام ملا ئکہ سدرہ پر آبیٹھے اور جمال مصطفیٰ محمد ﷺ کو دیکھنے کے لئے سدرہ کو ڈھانپ لیا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی مضی جبریل حتیٰ جآء الجنۃ فد خلت فا عطیت الکوثر ثم مضی حتیٰ جآء السدرۃ المنتھیٰ فدنا ربک فتدلیٰ فکانَ قاب قوسین او ادنیٰ ○

جب سدرۃ المنتہی پہنچے تو تیرا رب نزدیک ہوا۔ (یہاں دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اگر دنا کا فاعل آپ ﷺ ہوں تو پھر یہاں دنیت ہوتا۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ خود فرما رہے ہیں) اس کے بعد فرمایا تیرا رب خوب اتر آیا (یہاں بھی تدلی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے) اور پھر اتنے قریب کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور محب نے محبوب سے گفتگو کی۔ محبوب نے محب کو اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔ تو یہ ہے قرب الٰہی کی باتیں۔ (در منثور)

(ث) یا محمد (ﷺ) سے خطاب:۔ جتنی بھی احادیث پاک صرف "یا محمد ﷺ" کے خطاب سے شروع ہوتی ہیں ۱۱۲ ہیں' اس کے علاوہ کئی احادیث کے درمیان میں اور بعض کے آخر میں "یا محمد ﷺ" سے خطاب ہے۔ یہ محبوب ﷺ کی وہ بلند ترین منزلیں ہیں جہاں کسی انسانی ذہن کی رسائی ممکن نہیں۔ قرآن کریم میں یایھا النبی ۱۳ دفعہ اور یایھا الرسول ۲ دفعہ آیا ہے۔ چنانچہ یا محمد' یا نبی' یا رسول ﷺ کہنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کتنی بہترین سنت ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی سنت کی پیروی کر کے ایسے پکارتے ہیں۔ (کہاں لکھا ہے ایسے نہ پکارو)

(ج) فسئل بہ خبیرا (القرآن):۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا پتہ پوچھنا ہے تو ایک خبیر ہے اس سے پوچھو۔ آپ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا پتہ ہمیں بتایا۔ باقی کیا رہ گیا۔ کوئی اور اللہ ہے جس کے متعلق آپ (ﷺ) نے نہ بتایا ہو۔

رسالت کا منصب (POST) اللہ تعالیٰ کے بعد ہے

یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے بعد جو بلند ترین منصب (Post) ہے وہ ہمارے آقا ﷺ کی ہے اور ہر لحاظ سے تمام اور اکمل ہے۔ اس میں نہ کسی کمی یا کجی کی کوئی گنجائش ہے۔ یہی تو اللہ تعالیٰ کی شان قدرت ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کو رسالت کا منصب ہر لحاظ سے اکمل عطا کیا۔

○ تجھے حق بات کیسے سمجھاؤں

مشترک صفات

صفات	محب جل جلالہ (رب العالمین)	محبوب ﷺ (رحمۃ للعالمین)
۱۔ معلم	الرحمٰن ○ علم القرآن ○ ۵۵/۱۱	یعلمھم الکتب والحکمۃ ۲/۱۲
۲۔ تزکیہ	ولکن اللہ یزکی من یشاء ۴/۴۹	ویزکیھم ۲/۱۲۹
۳۔ نور	اللہ نور السموت ۲۴/۳۵	قد جاء کم من اللہ نور ۵/۱۵
۴۔ راضی ہونا	واللہ و رسولہ حق ان یرضوہ ۹/۶۲	واللہ و رسولہ حق ان یرضوہ ۹/۶۲
۵۔ کریم	یایھا الناس ما غرک بربک الکریم ۸۲/۶	
۶۔ رؤف	ان اللہ بالناس رؤف رحیم ۲/۱۴۳	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۷۔ رحیم	ان اللہ الناس رؤف رحیم ۲/۱۴۳	بالمومنین رؤف رحیم ۹/۱۲۸
۸۔ ہادی	واللہ یھدی ۲/۲۱۳ و انک لتھدی ۴۲/۵۹	
۹۔ ولی	اللہ ولی الذین امنوا ۲/۲۵۷	انما ولیکم اللہ و رسولہ ۵/۵۶
۱۰۔ عزت	فان العزۃ للہ جمیعا ۴/۱۳۹	وللہ العزۃ ولرسولہ ۶۳/۸
۱۱۔ اندھیروں سے نکالنا	لیخرجھم من الظلمت ۲/۲۵۷	لتخرج الناس ۱۴/۱
۱۲۔ انعام کرنا	انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ ۳۳/۳۷	جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام کیا ۳۳/۳۷
۱۳۔ اطاعت	اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ۳/۳۲	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۴/۸۰
۱۴۔ حلال کرنا	ما احل اللہ لکم ۵/۸۷	یحل لھم الطیبت ۷/۱۵۷
۱۵۔ حرام کرنا	ما حرم اللہ و رسولہ ۹/۲۹	ویحرم علیھم الخبٰث ۷/۱۵۷
۱۶۔ امر معروف	ان اللہ یامر بالعدل ۱۶/۹۰	یامرھم بالمعروف ۷/۱۵۷
۱۷۔ نہی عن المنکر	وینھی عن الفحشاء والمنکر ۱۶/۹۰	ینھھم عن المنکر ۷/۱۵۷
۱۸۔ واعظ	یعظکم لعلکم تذکرون ۱۶/۹۰	قل انما اعظکم بواحدۃ ۳۴/۴۶
۱۹۔ غنی کرنا	وما نقموا الا ان اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ ۹/۷۴	
۲۰۔ عطا کرنا	ما اتھم اللہ و رسولہ ۳/۱۷۰	
۲۱۔ فضل کرنا	قالو حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ و رسولہ ۹/۵۹	
۲۲۔ حکیم	ان اللہ عزیز حکیم ۲/۲۰۹	یعلمھم الکتب والحکمۃ ۲/۱۲۹

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا ۔۔۔ ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الٰہی)

۱۔ اطاعت :۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲۲ دفعہ) ۱۳۲ - ۳۲ / 3 ، ۸۰ - ۶۹ - ۵۹ - ۱۳ / 4 ، ۹۲ - 5 | ۴۶ - ۲۰ - ۱ / 8 ، ۷۱ / 9 ، ۵۶ - ۵۴ - ۵۲ / 24 ، ۷۱ - ۶۶ - ۳۳ / 33 ، ۳۳ / 47 ، ۱۷ / 48 ، ۱۳ / 49 ، ۱۳ / 58 ، ۱۲ / 64

۲۔ ایمان :۔ امنوا باللہ ورسولہ (۲۰ دفعہ) ۱۷۱ - ۱۳۶ / 4 ، ۸۱ / 5 ، ۱۵۸ / 7 ، ۸۶ - 9 ، ۶۲ - ۴۷ / 24 ، ۹ / 48 ، ۱۳ / 48 ، ۱۵ / 49 ، ۲۸ - ۲۱ - ۱۹ - ۸ - ۷ / 57 ، ۴ / 58 ، ۸ / 64 ، ۱۱ / 61

۳۔ کفر :۔ کفروا باللہ ورسولہ (۴ دفعہ) ۱۰۱ / 3 ، ۸۴ - ۸۰ - ۵۴ / 9

۴۔ مخالفت :۔ یحادد اللہ ورسولہ (۶ دفعہ) ۶۳ / 9 ، ۱۳ / 8 ، ۴ / 59 ، ۲۲ - ۲۰ - ۵ / 58

۵۔ ایذا دینا :۔ یوذون اللہ ورسولہ (۲ دفعہ) ۶۱ / 9 ، ۵۷ / 33

۶۔ نافرمانی :۔ یعص اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۱۴ / 4 ، ۳۶ / 33 ، ۲۳ / 72

۷۔ جنگ :۔ حارب اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۲۷۹ / 2 ، ۳۳ / 5 ، ۱۰۷ / 9

۸۔ دغا کرنا :۔ لا تخونوا اللہ ورسول ۲۷ / 8

۹۔ جھوٹ بولنا :۔ کذبو اللہ ورسولہ ۹۰ / 9

۱۰۔ حرام کیا :۔ حرم اللہ ورسولہ ۲۹ / 9

۱۱۔ استہزا کرنا :۔ اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزون ۶۵ / 9

۱۲۔ استغفار :۔ فاستغفر واللہ واسنغفر لھم الرسول ۶۴ / 4

۱۳۔ طرف :۔ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ۱۰۰ / 4

۱۴۔ محبت :۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ ۲۴ / 9

۱۵۔ عطا :۔ ماأتھم اللہ ورسولہ ۵۹ / 9 ، ۱۷۰ / 3

۱۶۔ فضل :۔ سیوتینا من فضلہ ورسولہ ۵۹ / 9

۱۷۔ راضی :۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۶۲ / 9

۱۸۔ غنی :۔ اغنٰہم اللہ ورسولہ من فضلہ ۷۴ / 9

۱۹۔ دیکھنا :۔ فسیری اللہ عملکم ورسولہ ۱۰۵ / 9

۲۰۔ عزت :۔ لِلّٰہ العزہ ولرسولہ ۸ / 63

۲۱۔ دوستی :۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۵۶ ۔ ۵۵ / 5

۲۲۔ وعدہ :۔ وعدنا اللہ ورسولہ ۲۲ ۔ ۱۲ / 33

۲۳۔ سچ :۔ صدق اللہ ورسولہ ۲۷ / 48

۲۴۔ فرماں بردار :۔ للہ ورسولہ ۲۹ ۔ ۳۱ / 33

۲۵۔ حکم :۔ قضی اللہ ورسولہ ۳۶ / 33

۲۶۔ تقدم :۔ یدی اللہ ورسولہ ۱ / 49

۲۷۔ غنیمت :۔ للہ وللرسول ۴۱ ۔ ۱ / 8، ۷ / 59

۲۸۔ مدد :۔ ینصرون اللہ ورسولہ ۸ / 59

۳۰۔ بلایا جانا :۔ دعوالی اللہ ورسولہ ۲۴ / 8، ۴۸ ۔ ۵۱ / 24

۳۱۔ برات :۔ براۃ من اللہ ورسولہ ۱ / 9

۳۲۔ عہد :۔ عنداللہ وعند رسولہ ۷ / 9

۳۳۔ اذن :۔ اذان من اللہ ورسولہ ۳ / 9

۳۴۔ خیر خواہ :۔ نصحوالِلّٰہ ورسولہ ۹۱ / 9

۳۵۔ محرم راز :۔ من دون اللہ ورسولہ ۱۶ / 9

۳۶۔ ڈرنا :۔ ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ ۵۰ / 24

۳۷۔ رجوع :۔ فردوہ الی اللہ والرسول ۵۹ / 4

۳۸۔ نازل :۔ انزل اللہ والی الرسول ۶۱ / 4، ۱۰۴ / 5

۳۹۔ بعثت :۔ بعث اللہ رسولا ۴۱ / 25

محمد مصطفیٰ ﷺ جو کہے وہی شریعت ہے

کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ تو وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی)

ا۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا وہی قرآن پاک بن گیا۔ وہی حدیث پاک بن گیا۔ (انہ لقول رسول کریم) ○

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا کہ نبی جو دے دے لے لو۔ جس سے منع کرے باز رہو۔ (وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھو ○

۳۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ اور آقا ﷺ کے درمیان بات چیت ہے۔ (سورۃ بقرہ کی آخری ۲ آیات امن الرسول سے الکفرین تک شب معراج)

۴۔ قرآن پاک میں کون سی سورۃ میں ہے (الف) (ثنا) سبحنک اللھم (ب) التحیات۔

۵۔ نماز جو کہ افضل ترین عبادت ہے۔ اس میں ثناء' التحیات اور درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ پھر لوگ کیوں پڑھتے ہیں؟ کیونکہ قرآن پاک میں تو نہیں ہے۔

۶۔ نماز میں ثناء التحیات' درود ابراہیمی اس لئے پڑھتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ نے جو فرما دیا وہی شریعت ہے۔ وہی دین ہے۔ وہی اسلام ہے۔ وہی نماز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ملنے سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے

بصیرت ملتی ہے:۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ سے کہتا ہے۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ آپ فرماؤ۔ یہ میری راہ ہے (محمد ﷺ کی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں اہل بصیرت ہیں۔

تشریح:۔ اس آیہ کریمہ پر غور کریں تو چار باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) کہلوانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) کہلوایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک چلو پھر اللہ تعالیٰ سے ملا دیں گے۔

(۳) بصیرت صرف اور صرف عشق مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ سے ملاتے رہیں۔

(۵) سیدھا راستہ:۔ صرف ایک سیدھا رستہ ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک جاتا ہے۔ باقی سب راستے گمراہی کے ہیں۔ اس سیدھے رستے کے متعلق بندہ ہر نماز میں جب سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو بار بار ہاتھ باندھ کر یہی کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ چونکہ اسی رستے پر صدیقین چلے۔ صالحین چلے۔ شہداء چلے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نوازا' پھر آگے کہتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعامات کئے۔ اور ان صدیقین صالحین اور شہدا پر انعامات الٰہی کی بارش اس لئے ہوئی کہ ان اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے محبوب (ﷺ) سے عشق کیا۔

شبہ کا ازالہ:۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ میں نے کہا کفار مکہ ابوجہل' عقبہ' شیبہ' ابولہب ولید وغیرہم کی بھی شہ رگیں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں نہ ملا۔ جس ہستی کے ذریعے ملتا ہے اسے انہوں نے جھٹلا دیا۔ بات ہے ذرا سمجھ کی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاک لما اظہرۃ الربوبیہ (یا حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات' رؤف' رحیم اور رحمت سے متصف فرمایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ تو اپنی خواہش سے بولتے نہیں (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک اللہ تعالیٰ کے لب ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

ا۔ **جنگ بدر** :- فرمان الٰہی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال)

ترجمہ۔ اور یا محبوب وہ خاک جو آپ نے پھینکی۔ آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ بدر کے روز لڑائی کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک مٹھی بھر ریت لی اور کفار مکہ کی طرف پھینکی جس نے ایک شدید آندھی کی صورت اختیار کر لی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ آندھی کفار کے خیموں کے لئے بربادی کا باعث ہوئی اور ہر کافر چاہے وہ میدان جنگ کی طرف پیٹھ کر کے ہی کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں بھی ریت پڑی..... یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کی۔

ب۔ **بیعت رضوان** :- حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تو پھر درخت کے نیچے بیعت ہوئی۔ وجہ یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا کہ انہیں بتا دیں کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش نے کہا کہ اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کعبہ کی پیش کش کی انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ ادھر مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خوش نصیب ہیں انہیں طواف کرنے کا موقع مل گیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ پھر جب قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی۔ حضور نے اپنا بایاں دست مبارک داہنے دست اقدس میں

لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اور فرمایا یا رب عثمان رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی بیعت لی)۔ ابھی بیعت ہو رہی تھی کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے)۔ گویا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بن گیا۔

نکتہ :- یہ ساری صورت حال (Situation) اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی کہ بیعت ہو اور اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہے۔ معترض اپنی خباثت کی وجہ سے اس واقعے کو آپ ﷺ کے خلاف علم کی نفی کے لئے پیش کرتا ہے۔ اگر برائے بحث یہ بات دیکھیں تو کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہ تھا کیونکہ وہ بھی اپنا ہاتھ بیعت کے لئے رکھ رہا ہے۔ سمجھ نہیں آئے گی تمہیں بصیرت کے بغیر اور بصیرت تو صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔

باب ایمان

فرمان نبوی ﷺ مومن کون ہے؟:۔ آقا ﷺ رحمت للعالمین رؤف رحیم کا فرمان ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے ماں باپ' اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ یہ ہے ایمان کا پیمانہ۔ یہ اس عظیم ترین ہستی نے بتایا جو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں۔ وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی اس کا کلام اللہ کا کلام ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہیں۔ یہاں سے پتہ چلا کہ ایمان کا پیمانہ "حب رسول ﷺ" ہے۔ یہ وہ عظیم ترین ہستی کی محبت کی بات ہے جس کے بغیر اللہ بھی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (۱۸/۱۲ یوسف) اے حبیب آپ فرما دیجئے یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا رستہ ہے۔ میں تمہیں اللہ کی طرف لے جاتا ہوں۔ میں اور جس نے میرا (محمد ﷺ) کا اتباع کیا وہ اہل بصیرت ہیں۔ بصیرت نہ ہو گی تو پھر کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ لاکھوں جامعات کے سرٹیفکیٹ لئے پھرتا ہوں۔ خود ساختہ القابات جتنے مرضی لگاتا ہوں۔ بصیرت کے بغیر عقل بھی ماری جائے گی۔ چنانچہ صرف ایک ہی راستہ ہے باقی تمام راستے گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ چلے' عثمان غنی رضی اللہ عنہ چلے' شیر خدا رضی اللہ عنہ چلے' حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ چلے' داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ چلے' حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ چلے' غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چلے' حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ' بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ' محبوب الٰہی نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ چلے۔ غرضیکہ اس رستے سے جو ہٹا اسے شیطان نے شکار کر لیا۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ راستے ہوتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک سیدھا رستہ ہے باقی تین سو انسٹھ راستے گمراہی کے ہیں۔

نکتہ:۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ سے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبت کرو۔ ایمان کی دولت مل جائے گی۔۔۔۔ آپ ﷺ کے راستہ پر چلو اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔

توبہ کا دروازہ

توبہ کا طریقہ۔ مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دو:۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے ہر کام کا۔ گویا کہ ایک طریقہ وضع کر دیا ہے چنانچہ توبہ کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ سمجھنا اس لئے آسان ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے دعا کی تھی رَبِّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ تَغْفِرْلِیْ اے میرے رب میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ دوسری اہم بات وہ حکم ہے جو ہم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کو ملا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرے۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اس میں سمجھنے کا نقطہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو وہ ضرور (لوجدوا اللہ کہا) پائیں توبہ قبول کرنے والا۔ اس نوعیت کی صرف یہ ایک ہی آیہ ہے۔ بہت آسان فہم ہے۔

گستاخان رسول کو مشورہ:۔ ایک مخلص مومن سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تبلیغ بھی کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ شاید کوئی اپنا ایمان بچا لے اور دوزخ سے بچ جائے چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ حبیب اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات نکالے تحریری یا تقریری۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کیا اور اپنی رائے سے مرضی کے موافق مطلب نکالا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا محض اپنی جہالت اور کم علمی کی وجہ سے۔ جنہوں نے رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم ﷺ کی نورانیت کا انکار کیا آپ کے کمالات یعنی معراج کو جھٹلایا۔ آپ کے صفات یعنی آپ ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کی آپ ﷺ کے اختیارات کا انکار کیا۔ آپ ﷺ کے معجزات کا تمسخر اڑایا۔ اس وطیرہ سے انہوں نے دنیا اور آخرت برباد کر لی۔ ان کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بہت قبل از موت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے حبیب ﷺ کا واسطہ دے کر ان تمام باتوں سے توبہ کریں وہ غفور رحیم ہے۔ جب اسے اس کے حبیب ﷺ کا واسطہ دیں تو ضرور توبہ قبول کر لے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کی خصوصی توجہ کے لیے

برادران اسلام ————— السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ادب چونکہ جزو ایمان ہے اس لئے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظ خاطر رکھئے۔ دعا میں خیر و برکت اور زینت کے لئے

اے اللہ، اے رب العالمین اے مالک دو جہاں کی بجائے یا رب العالمین یا ارحم الراحمین یا احکم الحاکمین سے شروع کیجئے۔ گفتگو میں: (ا) فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ، اللہ جل شانہ، اللہ تبارک وتعالیٰ، اللہ جل مجدہٗ الکریم، حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ب) اسی طرح آں حضرت، حضور، سرکار، یا رسول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم ﷺ، حضور سید عالم ﷺ، سرکار دو عالم ﷺ کہنے کا مودب و بابرکت طریقہ اپنایئے (ت) صرف قرآن و حدیث، سیرت، مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآن حکیم، قرآن مجید، حدیث مبارک، حدیث شریف، سیرت مطہرہ، سیرت مبارکہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مدینہ طیبہ کہا کیجئے (ث) یوں ہی اہل بیت، صحابہ و اولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن و تازگی بخشئے۔ (تحریر میں) اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج، تعا، صلعم، اور رض لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جل جلالہ، علیہ السلام، ﷺ، رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔

اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول شریف، ربیع الآخر شریف وغیرہ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں، بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ۔ آمین



فرمانِ الٰہی جل جلالہٗ

(۴۴-۴۵-۴۷)
(المائدہ)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے

حکم کے مطابق فیصلے نہیں کرتے،

وہی ظالم، کافر اور فاسق ہیں۔